# اردو زبان پر فارسی کے اثرات
## ابتدا سے اٹھارہویں صدی تک:
## اردو شاعری کامطالعہ

**مقالہ برائےایم ۔فل**

مقالہ نگار

**غلام اختر**

نگراں

**ڈاکٹرمظہر مہدی حسین**

ہندستانی زبانوں کامرکز

اسکول آف لنگویج ، لٹریچر اینڈ کلچر اسٹڈیز

جواہر لعل نہرو یونیورسٹی ، نئی دہلی-١١٠٠٦٧

Date: June,15/2012

# DECLARATION

I hereby declare that the research work done in this M. Phil Dissertation entitled: URDU ZABAN PAR FARSI KE ASARAT IBTIDA SE ATHARAHWIN SADI TAK: URDU SHAIRI KA MUTALA

THE IMPACT OF PERSIAN ON URDU LANGUAGE

FROM BEGINNING TO 18TH CENTURY: A STUDY OF URDU POETRY

done by me is the original research work and it has not been previously submitted for any other degree in this or any other University/Institution.

GHULAM AKHTAR

(Research Scholar)

DR. MAZHAR MEHDI HUSSAIN

(Supervisor )

CIL/SLL&CS/JNU

PROF. KRISHNASWAMY NACHIMUTH

(Chairperson)

CIL/SLL&CS

# انتساب

اپنے والد بزرگوار **محمد خلیل** مرحوم کے نام جن کی دیرینہ تمنا میرا طالب علم بنے رہنا تھی اور جن کی آخری سانسیں مجھ سے یہی کہہ رہی تھیں ــــ۔

ع حاصل کنی علوم پسر تو مزید آں

اور

اپنے مادر علمی، مرکز علم وفن **الجامعۃ الاشرفیہ** مبارکپور، اعظم گڑھ کے نام جس کی علمی تربیت نے مجھے اس کارگراں بار کی انجام دہی کے قابل بنایا۔

# فہرست

**پیش لفظ**..................................................**الف تا ہ**

**باب اول:** اردو پر فارسی کے تاریخی وسماجی اثرات............... **۱۔۵۱**

(الف) تاریخی اثرات

(ب) سماجی اثرات

**باب دوم:** اردو میں فارسی سے ماخوذ الفاظ، تراکیب اور مضامین....... **۵۲۔۱۰۹**

(الف) الفاظ

(ب) تراکیب

(ج) مضامین

**باب سوم:** اردو میں فارسی سے ماخوذ محاورے اور ضرب الامثال.........**۱۱۰۔۱۵۶**

(الف) محاورے

(ب) ضرب الامثال

**باب چہارم:** اردو میں فارسی عروض و بلاغت کا استعمال.................... **۱۵۷۔۲۲۰**

(الف) عروض

(ب) بلاغت

**حاصل مطالعہ**.............................................................. **۲۲۱۔۲۲۳**

**کتابیات**...............................................................**۲۲۴۔۲۳۰**

# پیش لفظ

اردو زبان پر فارسی کے اثرات کے متعلق مضامین ماضی میں لکھے گئے ہیں جو یا تو مختلف رسائل وجرائد میں زبان کے کسی ایک پہلو پر لکھے گئے ہیں یا پھر مختلف کتابوں میں ضمناً اس پر قلم اٹھا لیا گیا ہے۔ کہیں نثر کو مشتمل ہیں تو کہیں شاعری کو۔ شاعری جو زبان میں نثر پر مقدم ہے اس کے ممکنہ تمام عناصر کو یکجا کرتے ہوئے ان پر وضاحتی تحریر کہیں نہیں ملتی جس سے یہ اندازہ لگایا جا سکے کہ اردو شاعری نے اپنی مادری زبان فارسی کے کن اصناف اورفنون کو اپنے اندر مستعار لئے ہیں۔ اور اس اخذ وقبول کی شرح کتنی ہے۔ اس لئے ہم نے یہ ضروری سمجھا کہ تحقیق کے مستحق اس کام کو اپنا موضوع بنایا جائے۔ اور ہم نے اپنی بساط بھر کوشش کی ہے کہ فارسی شاعری کے اندر پائے جانے والے اصناف سخن مثلاً قصیدہ، مثنوی، غزل، مرثیہ، نظم وغیرہ اورفنون مثلاً عروض وبلاغت نیز تہذیب وثقافت، لسانی رویے، لفظی قواعد وروزمرہ کے جملے، فقرے، امثال اور محاوروں کا مطالعہ کریں اور اردو شاعری نے ان مذکورہ فارسی شاعری کے عناصر کو کس قدر برتا ہے اس کی شرح پیش کرسکیں۔ اس سلسلے میں ہم نے فارسی واردو کے انہیں شعرا کو مطالعے میں لیا ہے جن کے یہاں تاثیروتأثر کا تعامل زیادہ ہوا ہے۔ اس لئے ہم نے بابا فرید سے آغاز کیا ہے اور امیر خسرؔو، ولؔی دکنی، جعفر زٹلی اور ان کے کچھ ہمعصر شعرا کا مطالعہ کرتے ہوئے میرؔ ومرزؔا (محمد رفیع سوداؔ) پر اپنی بات ختم کر دیا ہے۔ کیوں کہ اگر شعرا کے نام اور کلام گنائے جائیں تو یہ تعداد ہزاروں میں پہنچ جائے گی وہ بھی کوئی ضروری نہیں کہ ان کے یہاں فارسی عناصر پائے ہی جائیں۔ اس لیے ہم نے بطور خاص انہیں لوگوں کو اپنی تحقیق میں لیا ہے جن کے یہاں فارسی اثرات ہیں یا پھر زیادہ ہیں۔ اب ہم یہاں پر مناسب سمجھتے ہیں کہ اپنے مقالے کی ہلکی جھلک پیش کر دیا جائے۔

اردو زبان کی خمیر سے لے کر اس کے عناصر تک جس زبان کی آمیزش نے اسے اس قابل بنایا کہ آج یہ زبان خود اپنے ماخذ ومنبع سے بے نیاز ہو کر ایک مستقل زبان کی صورت اختیار کر چکی ہے وہ زبان فارسی ہے۔ اردو میں مستعمل وہ الفاظ وتراکیب جو فارسی کے علاوہ عربی زبان کے ہیں وہ بھی فارسی کے راستے ہو کر ہی اردو میں منتقل ہوئے ہیں۔ نیز عربی کے علاوہ پنجابی، پوربی اور ترکی کے اثرات بھی اردو پر مرتب ہوئے ہیں، لیکن فارسی اس سلسلے میں ان

مذکورہ زبانوں سے کہیں آگے ہے۔ اس لیے فارسی کا جو احسان اردو زبان پر ہے اس سے یہ شیریں ومحبوب زبان کبھی سبک دوش نہیں ہوسکتی۔اردو کی پیدائش اور نشو نما کے سلسلے میں پروفیسر محمد حسن کا یہ بولتا ہوا اقتباس ہمیں دعوت فکر دیتا ہے۔''اگر کہا جائے کہ اردو زبان وادب کا جنم بازاروں میں ہوا اور تربیت خانقاہوں میں ہوئی تو غلط نہ ہوگا''۔ [1]

اسی کتاب ''دہلی میں اردو شاعری کا تہذیبی وفکری پس منظر'' میں پروفیسر محمد حسن ص ۱۶ پر کچھ اس طرح گویاں ہیں:''اردو ادب کا فروغ تہذیبوں کے اختلاط سے ہوا مگر ان تہذیبوں کو غالبًا ہندستانی اور ترک ایرانی کہنا زیادہ مناسب ہوگا''۔

مذکورہ بالا دونوں اقتباسات سے اس بات کی وضاحت ہوتی ہے کہ اردو زبان کو فروغ خانقاہوں میں ملا جو خانقاہیں ایرانی تہذیبوں کی عکاسی زبان فارسی میں کر رہی تھیں۔اسی تہذیبی ترسیل نے ہندستان کو زبان اردو عطا کیا اور ساتھ ہی وہ تعلیمات بھی دیئے جو خالص اسلامی اور فطری ہیں۔جن کی طرف ہر مکتب فکر کی طبیعتیں مائل ہو کر ہی رہتی ہیں۔خانقاہوں میں بنیادی طور پر اخلاق وکردار کو سنوارا جارہا تھا۔وہاں ظاہر کے بجائے باطن کی صفائی اور تزکیہء نفس پر زور دیا جارہا تھا۔اور اس عمل خیر کے لئے جس زبان کو وسیلہء اظہار بنایا گیا وہ زبان فارسی تھی چوں کہ یہاں کی زبان غیر فارسی تھی اس لئے ایک ایسی مخلوط زبان کا فطری طور پر جنم لینا ناگزیر تھا۔جس کے ذریعے مافی الضمیر کی ادائیگی ہو سکے اور باہم ترسیل ومراسلہ کا عمل قائم ہو۔اس لیے غیر ارادی طور پر اس تعلیم وتعلم کے تعامل نے اردو کے لیے بیج تیار کر دیا اور اس وقت کی حکومت نے اس کے لیے زمین ہموار کیا۔صوفیہ،شعرا اور ادبا نے کاشت کی،عوامی اخذ وقبول نے اس کے لیے موافق آب وہوا کا انتظام کیا اور اس زبان کی شیرینی ودل پذیری نے اسے بلا تفریق مذہب وملت زبان زد خاص وعام کیا اور یہ زبان ایک خوبصورت وتناور درخت ہوگئی۔

اردو زبان نے جب فارسی سے استفادہ کیا تو صرف اتنا ہی نہیں ہوا کہ اس نے عاریتاً فارسی کے الفاظ وتراکیب لیے،بلکہ سماج وتہذیب،محاورے،ضرب الامثال،شاعری اور شاعری کے اسالیب بشمول اصناف شاعری مضامین ومفاہیم اور فارسی موضوعات،عروض وقوافی اور بلاغت کے مصطلحات نیز اس کے تمام نکات جو فارسی شاعری میں پنہاں

ہیں، تمام عناصر کو تمام تر خوبیوں کے ساتھ اپنے اندر جذب کر لیا۔ اور یہ سلسلہ تا ہنوز جاری ہے۔ ہاں اخذ واستفادہ کی شرح میں غیر معمولی کمی ضرور آئی ہے ہوا یہ کہ جب اورنگ زیب عالمگیر کا زمانہ آیا اور فارسیت کا زوال شروع ہوا اس کے ساتھ ہی اردو کے سر سے فارسی کا تسلط کم ہونے لگا اور اردو بتدریج فارسیت سے آزاد ہونے لگی، جس کے نتیجے میں اردو کے اپنے قواعد وضوابط وضع ہونے لگے، اس کی اپنی ترکیب اور اسلوب بیان رائج ہوئے۔ اور لوگ فارسی نوازی کی جگہ اردو نوازی کے خوگر ہونے لگے۔ اس طرح عوامی ذوق وشغف نے اس زبان کو ایک مستقل شناخت عطا کی۔ پھر تو اس کے اندر وؔلی، سراج اورنگ آبادؔی، سوؔدا اور میرؔ جیسی قدآور شخصیات پیدا ہوئیں اور انہوں نے اردو کی شعری خدمات ایسی کی کہ اس کی مثال خود ہندی زبان میں نہیں ملتی۔ جس کو آج حکومت کا سو فی صد سہارا حاصل ہے۔

ہم نے اپنے اس مقالے کو چار ابواب میں تقسیم کیا ہے۔ پہلا باب ہے ’’اردو زبان پر فارسی کے تاریخی وسماجی اثرات‘‘۔ اس میں ہم نے اس کی وضاحت کی ہے کہ اردو کس طرح عہد بہ عہد فارسی کے اثرات سے متأثر ہوئی، ساتھ ہی اردو سماج نے فارسی معاشرے سے لین دین کس حد تک کیا، جس کے نتیجے میں اردو اپنی بنیادی ساخت تیار کر سکی اور آگے چل کر باضابطہ ایک ممتاز شناخت قائم کر سکی۔ نیز سماجی اثرات سے متأثر ہو کر ایک مخلوط سماج تیار کر سکی۔ پھر بعد میں رفتہ رفتہ خود اپنا معاشرہ قائم کر لیا جو مابین اللغات ممتاز ہے۔

دوسرا باب ہے ’’اردو میں فارسی سے ماخوذ الفاظ، تراکیب اور مضامین‘‘۔ اس باب کے ضمن میں فارسی واردو اشعار پیش کر کے ہم نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ اردو نے کس حد تک فارسی الفاظ وتراکیب اور مضامین مستعار لیے ہیں اور ان کا استعمال بعینہ اردو میں ہوا ہے یا کچھ تغیر وتبدل بھی ہوا ہے۔

تیسرا باب ہے ’’اردو میں فارسی سے ماخوذ محاورے اور ضرب الامثال‘‘۔ اس باب میں ہم نے حتی المقدور ان محاوروں اور ضرب الامثال کو پیش کرنے کی کوشش کی ہے جو بعینہ فارسی میں مروج ہیں یا پھر فارسی سے ترجمہ ہو کر اردو میں استعمال ہوئے ہیں۔ اور زیادہ سے زیادہ اس کی کوشش کی ہے کہ مثال میں فارسی واردو اشعار پیش کیے جائیں، کیوں کہ ہمارا کام شاعری سے متعلق ہے۔

چوتھا اور آخری باب ہے ''اردو میں فارسی عروض و بلاغت کا استعمال''۔ ہم نے اس باب کے تحت عروض کے مختصر تعارف کے بعد عروض کے ارکان کی روشنی میں فارسی اور اردو زمینوں کی تطبیقی و امتزاجی نشاندہی کی ہے اور شعروں کی تقطیع کر کے بحر اور ان کے نام متعین کیے ہیں۔ بلاغت کے ذیل میں ہم نے بلاغت کے بنیادی عناصر و مصطلحات کی تعریف کر کے فارسی و اردو شاعری میں جاری شدہ بلاغی مصطلحات کی وضاحت کیے ہیں اور شعروں میں چھپے نکات کی طرف بھی اشارہ کیے ہیں۔

اس مقالے کے موضوع کی ساخت تیار کرنے اور اس کے ابواب متعین کرنے میں ہمارے مخلص و مہربان استاذ پروفیسر مظہر مہدی کی بڑی کارفرمائی ہے۔ ہمیں لگا ہے بہ گاہے مواد کی فراہمی سے لے کر مقالے کی تسوید و تبییض تک ان کی رہنمائی ملتی رہی، اس کارنامے پر ان کی شکر گذاری کے لیے ان کی شایان شان ہمارے پاس الفاظ نہیں۔ ساتھ ہی فارسی اشعار کے مآخذ و مراجع کی نشاندہی کرنے میں ڈاکٹر اخلاق احمد آہنؔ اور ہمارے دوست نقی عباس کیفیؔ نے ہماری مدد کی، ہم ان کے شکر گذار ہیں۔ ڈاکٹر ظفر اللہ انصاری نے بھی اردو اشعار کی نشاندہی کی۔ عروض و بلاغت، مرجع حدیث کی نشاندہی نیز فارسی اشعار تک پہونچنے میں علامہ یٰسین اختر مصباحی، دارالقلم، نئی دہلی، علامہ محمد احمد مصباحی، صدر مدرس الجامعۃ الاشرفیہ اور ڈاکٹر طلحہ رضوی برقؔ کی ذرہ نوازی پر ہم ان کے ممنون و مشکور ہیں۔

اور اگر میں یہاں پر اپنی ضعیفہ ماں کا شکریہ ادا نہ کروں تو بجا نہ ہوگا جو والد محترم کے بعد ان ہی کی طرح میری اہلیہ و بچے کی کفالت کر رہی ہیں، ساتھ ہی اپنی بیوی کا شکر گذار ہوں جو مجھ سے اپنے حق کے مطالبے پر اصرار نہیں کرتیں اور ہر حال میں خوش رہ کر مجھے اپنے علمی سفر کو آگے بڑھانے میں معین و مددگار رہیں۔ اخیر میں اپنے محسن استاذ مفتی علی رضا مصباحیؔ ویشالوی کا شکر گذار ہوں کہ مجھے شروع سے اب تک ان کی حوصلہ افزائیاں اور دعائیں ملتی رہیں۔ اور ساتھ ہی جناب فرحان انصاری کا بھی شکر گذار ہوں جنہوں نے اس مقالے کو تکمیل تک پہونچانے میں میری مدد کی۔

من و تحریرِ خامہء اختر

زیں ہمہ قاصر سپاس شدند

**غلام اختر**

روم نمبر ۱۸/جھیلم ہاسٹل

جواہر لعل نہرو یونیورسٹی، نئی دہلی۔۶۷

(۱) پروفیسر محمد حسن، **دہلی میں اردو شاعری کا تہذیبی و فکری پس منظر**، دہلی، اردو اکادمی، ۲۰۰۹ء، ص: ۲۸

# باب اول

## اردو پر فارسی کے تاریخی وسماجی اثرات

### (الف) تاریخی اثرات

### (ب) سماجی اثرات

# (الف)

# تاریخی اثرات

اردو کے آغاز کے سلسلے میں اگر چہ چنداں اختلاف ہے لیکن اس کی با قاعدہ ابتدا بارہویں صدی کے فتح دہلی کے سال یعنی ۱۱۹۳ء تسلیم کر لی گئی ہے یہ اور بات ہے کہ اس سے پہلے پنجاب میں بھی بولی اور سمجھی جاتی تھی۔ دہلی کے ان نو وارد لوگوں میں عربی داں کے ساتھ ساتھ فارسی و ترکی بولنے والے لوگ بھی تھے۔ یہی زبان مکمل ایک صدی گزارنے کے بعد ۱۲۹۴ء میں دکن پہونچتی ہے تو وہاں اسے مکمل آزادانہ طور پر پروان چڑھنے کا موقع ملتا ہے۔

اردو کے عروج وارتقا میں ان صوفیا کا اہم کردار رہا ہے جو عربی داں اور فارسی نواز تھے، جو با ضابطہ عربی و فارسی میں شاعری کرتے تھے جس کا اثر زبان اردو پر پڑنا ناگزیر تھا۔ یہاں پر سید شمس اللہ قادری کا یہ خیال برمحل ثابت ہوگا۔

''مسلمانوں کے اثر سے برج بھاشا میں عربی فارسی الفاظ داخل ہونے لگے جس کے باعث اس میں تغیر شروع ہوا جو روز بروز بڑھتا گیا اور ایک عرصہ کے بعد اردو زبان کی صورت اختیار کر لی''۔[۱]

اردو کے عہد پیدائش اور فارسی زدگی کے تعلق سے میرے اس خیال کو اس وقت تقویت مل جاتی ہے جب ہماری نظر ہند آریائی لسانیات کے ماہر روڈولف ہیورے کے درج ذیل قول پر پڑتی ہے کہ:

''اردو مقابلۃً حال کی پیداوار ہے۔دہلی کے نواح میں، جو مسلم اقتدار کا مرکز تھا اردو بارہویں صدی میں پیدا ہوئی ۔ یہ علاقہ برج ، مارواڑی ، پنجابی کے لئے سنگم کی حیثیت رکھتا ہے ۔ مقامی باشندوں اور مسلمان سپاہیوں کے اختلاط وارتباط سے ایک ملی جلی زبان وجود میں آئی جو صرفی ، نحوی اصول کی حدتک برج ہے، اگر چہ اس میں پنجابی اور مارواڑی کی آمیزش بھی ہے۔اس کے کچھ الفاظ دیسی ہندی ہیں اور کچھ بدیسی یعنی فارسی وعربی''۔[۲]

اقتباس مذکور کے علاوہ عقل و درایت کا بھی موقف یہی ہے کہ اردو زبان کو فارسی سے متاثر ہونا تھا، اس کی

وجہ صاف ہے کہ فاتح قوم جس طرح سیاسی ومعاشرتی امور پر تسلط رکھتی ہے ویسے ہی رفتہ رفتہ زبان پر بھی تسلط قائم کر لیتی ہے اور ہوا بھی یہی کہ فاتح قوم جو فارسی اور ترکی لے کر آئی تھی (اگر چہ کچھ لوگ وطن واپس چلے گئے تھے اور کچھ رہ گئے تھے )ہندوستان میں بولی جانے والی زبانوں پر اثر انداز ہوئی جس کا اثر اس قدر رونما ہو کہ خواہ وہ مہاراشٹر میں بو لی جانے والی اپ بھرنش ہو یا مغربی یو پی ، دہلی ونواح دہلی میں بولی جانے والی بولیاں ہوں سب نے فارسی کے اثرات کو قبول کیا۔ اوراس تاثیر وتاثر کے عمل نے پہلے سے بولی جانے والی زبانوں کومزید نکھارا اور نکھرتے نکھرتے ایک علیحدہ زبان کی شکل پیدا ہوگئی جسے ہم اردو سے جانتے ہیں۔ یہی اردو کسی زمانے میں ''ہندی''، ''ہندوی'' اور ''ہندوئی'' کہلائی۔

گیارہویں اور بارہویں صدی عیسوی میں فارسی آمیزی کی مثال میں شیخ فریدالدین گنج شکر (۱۱۷۳۔۱۲۶۵) کے یہ اشعار دیکھے جاسکتے ہیں۔

وقت سحر وقت مناجات ہے　　　خیز درآں وقت کہ برکات ہے
نفس مبادا کہ بگوید ترا　　　خسپ چہ خیزی کہ ابھی رات ہے
بادم خود ہمدم وہشیار باش　　　صحبت اغیار بری بات ہے
باتن تنہا چہ روی زیں زمیں　　　نیک عمل کن کہ وہی سات ہے
پند شکر گنج بدل جاں شنو
ضائع مکن عمر کہ ہیہات ہے ۳

شیخ فریدالدین گنج شکر کے مذکورہ بالا اشعار میں استعمال جملے مثلاً ''خیز درآں'' ''خسپ چہ خیزی'' ''نیک عمل کن'' اور مصرعے مثلاً دوسرے، تیسرے اور چوتھے شعر کے پہلے مصرعے اور پانچواں شعر مکمل فارسی ہے، اس میں ایک لفظ ''ہیہات'' عربی کا بھی استعمال ہوا ہے۔ مذکورہ اشعار میں اردو کے الفاظ اور ٹکڑے انگلیوں پر گنے جاسکتے ہیں، یہ ہے اردو کے فارسی زبان سے اثر قبول کرنے کی شرح۔ یہ اردو کے ابتدائی زمانے یعنی گیارہویں اور بارہویں صدی

عیسوی کی بات ہے۔

تیرہویں اور چودہویں صدی عیسوی میں اردو شاعری نے فارسی کے اثرات کو کس حد تک قبول کیا جب ہم اس نکتے پر غور کرتے ہیں اور ااس سلسلے میں امیر خسرؔو (۵۳۔۱۳۲۵) کے کلام کا مطالعہ کرتے ہیں اس وقت اس بات کا اقرار از خود ہو جاتا ہے کہ اردو کی نشو و نما میں فارسی کا بڑا ہی اہم رول رہا ہے، چوں کہ اس وقت عام طور پر فارسی شاعری ہو رہی تھی، اب جبکہ اردو شاعری کی طرف شعرا کی توجہ ہوئی تو ظاہر ہے فارسی شاعری کی آب وہوا میں پروان چڑھنے والی زبان اردو یکسر فارسیت سے منزہ تو ہو نہیں سکتی۔ایسی صورت حال میں فارسی کے اثرات پڑنا عقل و درایت کے مطابق تھا، اس لئے اردو نے فارسی سے معتد بہ استفادہ کیا، بلکہ اس کے ذخیرہ الفاظ میں خاصا حصہ ہمیں فارسی ہی کا دیکھنے کو ملتا ہے، خاص طور سے جب ہم اس دور کی شاعری پر نظر ڈالتے ہیں بطور خاص امیر خسرؔو کے کلام پر تو پتہ چلتا ہے کہ الفاظ و جملے تو درکنار پورا کا پورا مصرعہ فارسی کا ہے اور شاعری اردو کی ہے۔اس کی وضاحت کے لئے امیر خسرؔو کا بہت ہی مشہور ریختہ ہے۔

زحال مسکیں مکن تغافل درائے نیناں بنائے بتیاں

کہ تاب ہجراں نہ دارم اے جاں نہ لیہو کاہے لگائے چھتیاں

شبان ہجراں دراز چوں زلف وروز وصلت چو عمر کوتاہ

سکھی پیا کو جو میں نہ دیکھوں تو کیسے کاٹوں اندھیری رتیاں

یکا یک از دل دو چشم جادو بصد فریبم ببرد تسکیں

کسے پڑی ہے جو جا سناوے پیارے پی کوں ہماری بتیاں

چو شمع سوزاں، چو ذرہ حیراں زمہرآں مہ بگشتم آخر

نہ نیند نیناں نہ انگ چیناں نہ آپ آویں نہ بھیجیں پتیاں

بحق روز وصال دلبر کہ داد مارا فریب خسرؔو

سپیت من کے درائے راکھوں جو جائے پاؤں پیا کے کھتیاں ۴؎

خسؔرو کی مذکورہ غزل کے اشعار میں قدرے اختلاف ہے، قاسم کی ''مجموعہ نغز'' اور محمد حسین آزاد کی ''آب حیات'' میں مرقوم اس غزل کے کچھ اشعار میں کچھ تغیر واقع ہو گیا ہے جس کے پیش نظر میں نے ''آب حیات'' میں لکھی غزل سے استفادہ کیا ہے۔

خسؔرو کی مذکورہ غزل میں اگر چہ انداز و الفاظ کھڑی بولی کے ہیں جن پر برج بھاشا اثر انداز ہوا ہے جیسے بتیاں، چھتیاں، رتیاں، نیناں، چیناں، پتیاں، کھتیاں اور راکھوں۔جمع کی یہ صورت برج بھاشا کی ہے لیکن اس کے ساتھ خاص نہیں ہے بلکہ قدیم ترین کھڑی بولی میں بھی رائج تھی۔ ایسی کھڑی بولی میں جمع کا انداز باتاں، راتاں اور چھاتیاں تھا اس طرح اس انداز جمع کو یہ کہا جا سکتا ہے کہ یہ کھڑی بولی اور برج بھاشا کا حسین امتزاج ہے۔ یہ سب مانتے ہوئے مجموعی طور پر غزل مذکور پر فارسیت غالب ہے، جس سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ خسؔرو کی یہ غزل فارسی آمیز غزل ہے۔ بلکہ اس غزل کے مطلع میں مصرع اول کے نصف اخیر کے علاوہ تمام اشعار کے پہلے مصرعے خالص فارسی مصرعے ہیں اور کسی کسی شعر کے تو دوسرے مصرعے میں بھی فارسی جملے جڑے ہوئے ہیں۔

جب خسؔرو کے اردو کلام میں فارسی اثرات کی بات آ گئی ہے تو خسؔرو کی صرف ایک غزل پر اکتفا مناسب نہیں لگ رہا ہے، چنانچہ کچھ اشعار اور ملاحظہ فرماتے چلئے، یہاں پر بھی اردو، فارسی جملوں کا دلچسپ امتزاج ہے۔

زر گر پسرے چو ماہ پارا ''کچھ گھڑیے،سنواریے'' پکارا
نقد دل من گرفت وبشکست پھر کچھ نہ گھڑا نہ کچھ سنوارا ۵؎

خسؔرو نے اپنے اردو کلام میں تو فارسی کا بکثرت استعمال کیا ہی ہے ساتھ ہی انکے فارسی کلام میں بھی اردو الفاظ کا پتہ ملتا ہے جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ وہ دراصل فارسی و اردو دونوں کی امتزاجی تعمیل سے اپنے افکار ونظریات کی ترسیل چاہتے تھے۔ یہ تین اشعار اس مفہوم کی منہ بولتی تصویر ہیں۔

گفتم کہ دریں خانہء ماموں تو مانم

گفتا کہ دریں خانہ، بلائے ست ممانی

داریم آرزو کہ حکایت کنیم بات

لالہ غلام روئے تو صد برگ زیر پات

ہر برہمن کہ دید رخ خوبت اے صنم

زنار راست لکد زد بہ روئے لات ۶؎

خط کشیدہ الفاظ اگر چہ اردو میں مستعمل ہیں لیکن یہ الفاظ فارسی میں بھی معنی خیز ہیں اس طرح انہیں اردو زبان کا سنگم بھی گردانا جاسکتا ہے۔غزل کے تعلق سے یہ بات متفق علیہ ہے کہ غزل دراصل عربی اور اس کے بعد فارسی شاعری کی صنف قصیدہ کے عناصر میں ایک عنصر تشبیب ہی کا دوسرا نام ہے، جو ایک مستقل صنف کی شکل اختیار کر چکی ہے،اس لحاظ سے بھی اردو غزل فارسی کی مرہون منت ہے۔

اردو شاعری میں فارسی آمیزی کی روایت امیر خسرؔو ہی پر ختم نہیں ہوتی بلکہ اس سلسلے کی کڑی آگے بھی ابھرتی دیکھائی دیتی ہے چنانچہ جب اردو دکن میں پہونچتی ہے تو اسے ایک مناسب آب وہوا میں پروان چڑھنے

کا موقع ملتا ہے۔ اسے اردو کے لئے عہد زریں کہا جاسکتا ہے حالاں کہ جب سلطنت دہلی پورے طور پر دکن منتقل ہوتی ہے اس وقت لوگوں کے ساتھ ساتھ زبان کو بھی غریب الوطنی کا شکار ہونا پڑتا ہے۔لیکن اردو کے لئے یہ موقع خوش آئند اس لئے ثابت ہوا کہ اہل سلطنت غیر ہندستانی تھے جنہیں حکومت کرنے اورعوام تک اپنے افکار ونظریات کی ترسیل کے لئے ایک ایسی زبان کی ضرورت تھی جو اہل سلطنت اورعوام کے درمیان رابطہ کا کام کر سکے۔ چنانچہ اردو ہی کا ظرف کا اتنا وسیع ثابت ہوا جو مختلف بولیوں کے الفاظ وتراکیب کو اپنے اندر جگہ دیتے ہوئے مختلف قوموں کے لئے وسیلہ اظہار مافی الضمیر بن سکے۔جس کے نتیجے میں شاعری بھی خوب کی گئی ۔ ظاہر ہے حکمراں طبقہ چوں کہ فارسی داں تھا اس لئے

فارسی کے اثرات اردو پر پڑنا لازمی تھا۔

دکنی عہد میں سلطان محمد قلی قطب شاہ سے لے کر ولی دکنی تک اردو شعرا کی ایک لمبی فہرست ہے جنہوں نے مختلف اصناف مثلاً مثنوی، مرثیہ اور قصیدہ پر طبع آزمائی کیں۔ ظاہر ہے اس مختصر سے مقالے میں ان تمام دکنی شعرا کے کلام کا احاطہ کرنا متعذر رہے۔ لہذا چند شعرا کے اشعار ہدیہء ناظرین ہیں ملاحظہ فرمائیں

عشاق کوں پیوں یادسوں مے پینا روا ہے　　　اس مکھ کے عرق باج روائیں منجے آشام

عطار تو مجمر میں کتا بائے گا عنبر　　　منج جیو کے مجمر میں سدا باس ہے فرحام

شکر فروشاں کرتے کتا نرخ شکر کا　　　نرمول شکر کا لذتاں پایا ہمن کام ؎۷

قلی قطب شاہ

گہہ تج وصال منج کوں کرے خوش تو کیا عجب　　　گہہ تج فراق منج کو پتا دے تو کیا ملال ؎۸

غواصی

بڑے فام داروں میں ہم کم فام　　　کیا ہوں یوں ناداٖنگی سوں تمام

کرم کی نظر رکھ کم وبیش سوں　　　کرو پرورش اوس دل وجان سوں

ہزاروں درود اور ہزاروں سلام　　　بحق محمد علیہ السلام ؎۹

غواصی

دکنی مرثیہ نگاری کی تاریخ میں قطب شاہی دور سے عہد مغلیہ (اٹھارہویں صدی) تک بے شمار مرثیہ گو شعرا ہیں مثلاً قطب شاہی و عادل شاہی دور میں قلی قطب شاہ، ملا وجہی، برہان الدین جانم، نوری، نصرتی، قادر، ایاغی، مرزا، ہاشمی، شاہی، سید شاہ باجن ذوقی، سید اشرف، سید شاہ ندیم اللہ حسینی، تیم احمد، آصف جاہی اور کاظم علی خاں کاظم۔ مغلیہ دور میں ہاشم علی برہان پوری، درگاہ قلی، سالار جنگ ہیں جن کے اشعار میں جابجا فارسی کے اثرات دیکھنے کو ملتے ہیں۔

دکنی شعرا میں مشہور شاعر ملا وجہی نے تو اپنی مثنویوں اور رباعیوں کے عنوان تک فارسی زبان میں قائم کئے ہیں۔

ہاں ان کے یہاں امیر خسرو اور افضل پانی پتی کی بہ نسبت فارسی اثرات کم ملتے ہیں مثال میں ایک شعر پیش ہے۔

بدن سیم قد سرو جیوں را ست ہے

کہ صورت میں یوسف نے کیں زیاست ہے ۱۰؎

وجہی

دکنی مرثیہ نگار میں فارسی کے اثرات افضل کے مرثیوں پر مرتب ہوئے ہیں۔ افضل کے یہ اشعار اس دعوے کی منہ بولتی تصویر ہیں۔

حسین کا دلبر و دلدار قاسم حسین کا مونس و غمخوار قاسم

کشیدہ رنج و غم بسیار قاسم جہاں سوں دیدہ ءخونبار قاسم

گیا از بدعت کفار قاسم ۱۱؎

ان مذکورہ شعرا کے علاوہ درگاہ قلی کے مرثیوں پر بھی فارسی کے اثرات خال خال ہی سہی نظر آتے ہیں اس کی وجہ یہ بھی ہے کہ درگاہ قلی نسلاً ایرانی تھے۔

افضل (۱۶۲۵ء) نے بارہ ماسہ لکھتے وقت فارسی کا اس قدر استعمال کیا ہے کہ کبھی کبھی ان کے بارہ ماسہ پر خالص فارسی ہونے کا گمان ہونے لگتا ہے پورا کا پورا شعر فارسی ہوتا ہے اور یہ کوئی ایک دو شعر پر بس نہیں بلکہ پہلے ماسہ میں کئی اشعار درمیان میں فارسی کے جڑ دیئے ہیں پھر اردو میں شعر کہے ہیں۔ افضل کے وہ اشعار بھی جن میں ایک مصرعہ فارسی ہے تو دوسرا مصرعہ اردو ہے کثرت سے پائے جاتے ہیں مثلاً:

اردو...... مرا سکھ دیکھ اس کوں حسرت آئی

فارسی...... نہادہ بر دلم داغ جدائی

فارسی...... رسیدہ برسر ہنگا م برسات

اردو...... سجن پردیس میں ہیہات ہیہات

فارسی...... نمی دانم چہ شد از من خطائے

اردو...... کہ اب تک تم پیا گھر کوں نہ آئے

فارسی...... بہ بیں حالم صبا بہر خداری

اردو...... پیا کوں جا سنا باتیں ہماری

اردو......سکھی میں سوگئی اندر مناجات

فارسی...... کشادہ گشت برمن باب حاجات

افضل کے اشعار میں کچھ الفاظ فارسی اور کچھ الفاظ اردو یا اکثر الفاظ اردو یا اکثر الفاظ فارسی اور اقل الفاظ اردو یا اس کے برعکس بھی دیکھنے کو ملتے ہیں، کبھی کبھی تو ایسا ہوتا ہے کہ پورا شعر اردو ہے لیکن ایک جملہ فارسی کا ہے اس طرح کے اشعار کثرت سے ملتے ہیں کچھ اشعار ذیل میں پیش کئے جاتے ہیں ملاحظہ ہو!

چو شد مدت پیا کے ساتھ رہنے　　سخن با یک دگر کہتے و سنتے

چہ می سازم کہ پھر دلدار پاؤں　　بہ خلوت گاہ جاناں بار پاؤں

سنی جب مور کی آواز بن سوں　　شکیب از دل گیا آرام تن سوں

گئی برسات رت، نکھرا فلک سب　　نمی دانم کہ ساجن گھر پھریں کب

پھروں بیاکل ندارم چین یک دم　　اٹھوں، بیٹھوں، چڑھوں ہر بام ہر دم

عنان دل زدستم چھٹ گئی رے　　تمامی ہوش وعقلم لٹ گئی رے

نمی دانم کہ بامن کیا کرے گا　　نہیں ایسا کہ سائیں سوں ڈرے گا

اگر باشد خطایم بخش دیجو　　خبر میری سویرے آئے لیجو

سجن اب گھر کیے کی لاج کر رے　　مروں ہوں در غمت ٹک آ ؤ گھر رے ۱۲؎

افضل کے اس طرح کے اشعار کی تعداد جو اردو فارسی مخلوط ہیں بہت زیادہ ہیں یہاں اپنے مقالے میں ہم نے از راہ اختصار چند اشعار اخذ کئے ہیں تا کہ ہمارا یہ دعوی ثابت بالدلیل ہو جائے کہ اردو نے فارسی سے کافی حد تک استفادہ کیا ہے۔ نہ صرف یہ کہ فارسی مفاہیم اور مضامین اردو میں آئے بلکہ افضل کے مذکورہ بالا اشعار کے پیش نظر ہم اس نتیجے

پر پہونچتے ہیں کہ اردو نے فارسی ترکیب کے ساتھ ساتھ فارسی بحر میں پورا کا پورا مصرع ہی اپنے شعر میں سمو لئے ہے۔ افضؔل کے علاوہ سترہویں صدی کے نمائندہ شعرا میں شیخ عثمان جالندھری (۱۶۲۵ء پ) اور ناصر علی سرہندی (۱۶۳۸پ۔۱۶۹۶م) کا ذکر بطور خاص ملتا ہے جن کے کلام پر فارسی کے اثرات مرتب ہوئے ہیں ملاحظہ ہو:

عاشق دیوان ام آؤ پیارے حبیب　　از ہمہ بیگانہ ام آؤ پیارے حبیب
اے نظرت آفتاب برمن مسکیں بتاب　　جان وجگر شد کباب آؤ پیارے حبیب ؎۱۳

شیخ عثمان

چندر سے مکھ پر یہ خال مشکیں نپٹ بشوخی لٹک رہا ہے
عجب ہے یاراں کہ ایک زنگی بملک رومی اٹک رہا ہے
بت فرنگی بقتل ہمنا رکھے جو پرچیں جبیں دمادم
ہوا ہے جیونا جگت میں مشکل کہ تیغ ابروسرک رہا ہے ؎۱۴

ناصر علی سرہندی

اے مومناں بہ دردوالم روز وشب رہو　　اندیشہ دل سوں محو کرو خوردوخواب کا

صلاؔح

خون جگر از دیدہ ہا جاری کرو سیلا بہا　　بہرامام رہنما آیا محرم در جہاں
فرزند شاہ مومناں تنہا لڑا با کا فراں　　لعنت کرو برکوفیاں آیا محرم در جہاں

قاسؔم

تھا پیاسا برلب آب فرات　　نور چشم سید ابرار آہ
باشہ دیں از رہ بغض ونفاق　　شامی وکوفی کیے پیکار آہ ؎۱۵ قربانؔ

وہ دور اٹھارہویں صدی عیسوی کا تھا کہ شمالی ہند میں باقاعدہ اردو شاعری کی داغ بیل ولؔی دکنی کے دیوان کے آنے کے بعد پڑتی ہے یہاں پر ولؔی کی تخلیقات کا مختصر جائزہ پیش ہے ملاحظہ فرمائیں :

ولؔی کی شاعری کا تجزیہ کرنے سے یہ بات واضح طور پر دکھائی دیتی ہے کہ ولؔی کی شاعری میں فارسی کا اثر گہرا ہے۔ اس کی وجہ سید احتشام حسین نے اپنی کتاب ''**اردو ادب کی تنقیدی تاریخ**''، میں بیان کیا ہے کہ ''جب وہ ۱۷۰۰ء میں دلی گئے تو شاہ گلشن نے ان سے کہا کہ تم فارسی کے موضوعات اور خیالات کو اپنی زبان میں کیوں نہیں منتقل کرتے؟ ہوسکتا ہے کہ ولؔی نے ان کے کہنے کے مطابق اپنی تخلیقات میں فارسی سے زیادہ فائدہ اٹھانے کی کوشش کی ہو'۔ [۱۶]

ولؔی کے فارسی آمیز اشعار کچھ اس طرح ہیں ملاحظہ فرمائیں !

چشم دلبر میں خوش ادا پایا　　عالم دل کو مبتلا پایا [۱۷]

اگر گلشن طرف وو نو خط رنگیں ادا نکلے　　گل وریحاں سوں رنگ و بوشتابی پیشوا نکلے [۱۸]

حسن کا مسند نشیں وہ دلبر ممتاز ہے　　دلبروں کا حسن جس مسند کا پا انداز ہے

اس نزاکت آفریں پر ناز ہے کیا ناز کا　　سرستی پاؤں تلک سب ناز ہے سب ناز ہے [۱۹]

ولؔی دکنی کی پوری کلیات پڑھ جایئے ان کے کلام کے بیشتر اشعار میں فارسی اثرات کے جلوے دکھائی دیتے ہیں۔ ان کے کلام پر فارسی اثرات کی چھاپ سے سید احتشام حسین کے مذکورہ اقتباس کی صداقت جھلکتی ہے۔ اور اس بات کا اذعان ہو جاتا ہے کہ ولؔی نے نہ صرف یہ کہ اپنی شاعری میں اپنے فن کا کمال ظاہر کیا ہے، بلکہ سعد اللہ گلشن کے حکم کی کماحقہ تعمیل کرتے ہوئے اردو کو فارسی کے قالب میں ڈھالنے کی کامیاب سعی کی ہے۔

ولؔی کے دیوان کے دلی آنے کے بعد سب سے پہلا باقاعدہ شاعر میر جعفر زٹلی (۱۷۱۳ء پ) قرار پائے۔ ان کے کلام میں پائی جانے والی فحش گوئیوں سے قطع نظر ان کا کلام ادب کے اعلی معیار پر فائز ہے۔ اردو کا اولین ترین نمونہ ہونے کے باوجود زبان میں اتنی سلاست، بیان میں روانی اور قادرالکلامی کی مثال بہت ہی مشکل سے پیدا ہوتی ہے۔

جعفرزٹلی نے اپنے کلام میں فارسی کا بکثرت استعمال کیا ہے۔خاص بات یہ ہے کہ ان کے فارسی کلام میں بھی اردو کے الفاظ وتراکیب مستعمل ہیں۔خلاصہء کلام ان کی اردو شاعری پر بھی فارسی کے اثرات بہت ہی زیادہ مرتب ہوئے ہیں، ان کے یہ اشعار یہاں پر تیر بہ ہدف ثابت ہونگے۔ملاحظہ ہو!

اورنگ زیب کی تعریف میں یہ اشعار کہے گئے ہیں:

زہے دھاک اورنگ شاہ بلی　　　دراقلیم دکھن پڑی کھلبلی
دریں پیر سالی وضعف بدن　　　مچائی دھا چوکڑی در دکھن
برآور عسکر بہ ضد دھوم دھام　　　کہ ہل چل پڑی بر سر روم شام ۲۰؎
اے سروسہی! حسن تیرا ہمچو زلیخا　　　حوران بہشت اندخریدار جو ہے سو
اے درد دل سوختہ اے یار حذر کن　　　مکھ کھول ،بھلی بول ،بکن پیار جو ہے سو ۲۱؎
نہ می دانی کہ ایں پنجرہ جتن کا　　　کشد آخر بہ برحلہ کفن کا
بیا جعفر! توکل پر قدم رکھ　　　خدا کی یاد دل میں دم بہ دم رکھ ۲۲؎

جعفر زٹلی (۱۷۱۳) کے مذکورہ بالا اشعار میں مستعمل فارسی الفاظ وتراکیب کی شرح ہمیں اس بات کا باور کرا رہی ہے کہ اردو شاعری نے اپنی باقاعدہ پیدائش کے وقت سے ہی فارسی سے استفادہ کیا ہے۔جعفر زٹلی کی زٹل گوئی اپنی جگہ لیکن اس کی شاعری ادب کا اعلیٰ نمونہ ہے۔

جعفر زٹلی کے چھوٹے بھائی کرم علی بھی شاعر تھے ان کے کلام میں بھی فارسی سے استفادہ کیا گیا ہے مثال ملاحظہ ہو!

محباں کہو مصطفےٰ پر سلام　　　پھر اس بعد شیر خدا پر سلام
بہ صدق دل و اعتقاد درست　　　کہو جگ کی خیر النساء پر سلام
روتی ہے کائنات سبھی کر کے شوروشین　　　درماتم امام زماں وامصیبتا ۲۳؎

جعفر زٹلی کے ساتھ ساتھ فضل علی فضلی کی کربل کتھا بھی اسی سلسلے کی اہم کڑی ہے جس نے فارسی کے اثرات قبول

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

کیا ہے۔اس کی وضاحت کے لئے فضلی کے یہ دو اشعار ہمیں دعوت فکر دیتے ہیں۔

بعد ازیں از برائے ظل الہ　　بادشاہ بہادر احمد شاہ

بادشاہت کہ تخت پر قائم　　سلطنت بخش وہ رہے دائم ؎۲۴

فضلی کے علاوہ منشی ولی رام (۱۷۱۵ء پ) کے مندرجہ ذیل اشعار میں فارسی کے اثرات بخوبی دیکھے جاسکتے ہیں

ملاحظہ ہو!

چہ دل داری دریں دنیا کہ دنیا سے چلانا ہے

چہ دل بندی دریں عالم کہ سر پر چھوڑ جانا ہے

چوں ہنگام اجل آید بکارت کچھ نہ لکھ آید

بچھائی کاہ کی تیری وہی تیرا بچھانا ہے

شراب سرخ مئے نوشی اجل کردی فراموشی

مرن کو دور مت سمجھو عجب یہ ٹک بہانہ ہے ؎۲۵

منشی ولی رام

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

## عہد میرؔ و سوداؔ

اردو شاعری کی اٹھارہویں صدی میرؔ و سوداؔ کے حوالے سے جانی جاتی ہے جسے اردو کا عہد زریں کہا جائے تو عین حقیقت ہوگا۔ اردو شاعری کو میرؔ و سوداؔ سے جو غیر معمولی فروغ ملا ہے اسے نظر انداز نہیں کیا جا سکتا اب ہم میرؔ و سوداؔ کی شاعری پر فارسی کے اثرات کا تناسب دیکھتے چلتے ہیں۔

سوداؔ (۰۷۔۱۷۰۶ء پ) اور میرؔ (۲۳۔۱۷۲۲ء پ) کے عہد کو اردو زبان کے لئے عہد زریں سے مستعار لینا اس لئے بھی درست ہے کہ اردو نے جس زبان فارسی کے اثرات عہد بہ عہد قبول کیا ہے اس میں سوداؔ اور میرؔ کا عہد اہم ہے یہی وجہ ہے کہ بزبان آغا محمد باقر ''سودا اور میر نے حافظ و سعدی سے استفادہ کیا ہے''۔ تذکرہ نویسوں نے ان کو اقلیم سخنوری کا شہنشاہ اور اردو کا خاقانیؔ اور انوریؔ مانا ہے۔ اس لئے ان دونوں شعرا کے کلام میں جابجا فارسی الفاظ و تراکیب، محاورے وضرب الامثال کی افراط نظر آتی ہے اس سلسلے میں آغا محمد باقر کا یہ اقتباس سوداؔ کے سلسلے میں مذکورہ دعوی کا اثباتی آئینہ ہے ''مرزا صاحب نے ہندی الفاظ کی درشتی کو دور کر کے فارسی کی آمیزش سے زبان میں حلاوت پیدا کر دی۔ اور اردو زبان کو ادبی زبان بنایا۔ فارسی الفاظ کو اس خوبصورتی سے زبان میں داخل کیا کہ وہ اصل زبان کا جزو بن گئے''۔ ۲۶؎

مذکورہ بالا رائے پر بین ثبوت ذیل میں درج کئے گئے سوداؔ کے یہ اشعار ہیں ملاحظہ ہو!

حافظؔ

مصلحت نیست کہ از پردہ بروں افتد راز
ورنہ در محفل رنداں خبرے نیست کہ نیست

سوداؔ

راز دیر و حرم افشاں نہ کریں ہم ہرگز
ورنہ کیا چیز ہے یاں اپنی نظر سے باہر

قدسیؔ مشہدی

آلودہ ء قطرات عرق دیدہ جبیں را
اختر ز فلک می نگرد سوئے زمیں را

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

سوؔدا آلودہء قطرات عرق دیکھ جبیں کو

اختر پڑے جھانکے ہیں فلک پر سے زمیں کو ۲۷؎

سوؔدا کے یہ اشعار فارسی سے متاثر ہونے کا بہترین نمونہ ہیں۔ جن سے فارسی شعرا کے افکار ونظریات کا انعکاس ہوتا ہے اب ذیل میں سوؔدا کے مرثیے سے چند اشعار پیش کئے جاتے ہیں یہ بھی فارسی سے فیض یاب ہیں۔

لے برادر تا پدر عم ابن عم

غرق لوہو میں پڑے ہیں یک قلم

بہہ گئی دریائے خوں میں ہے ستم

کشتی آل نبی آ منجھ دھار

باپ کو میرے محمد یک زماں

دیکھئے تنہا نہ زیر آسماں

ذبح کر ڈالا یہ بیکس کر کے واں

جس جگہ کوئی نہ یاور ہے نہ یار ۲۸؎

سوؔدا

اس طرح کے سینکڑوں اشعار ہیں جن سے فارسیت صاف جھلکتی ہے۔ اس سے یہ اندازہ اخذ کرنا آسان ہو گیا ہے کہ اردو نے اپنے عہد زریں میں بھی فارسی سے کافی استفادہ کیا ہے۔

سوؔدا کی طرح میؔر نے بھی اپنے کلام میں فارسی الفاظ وتراکیب کو برتا ہے مثال ملاحظہ ہو!

چمن میں صبح جو اس جنگ جو کا نام لیا

صبا نے تیغ کا آب رواں سے کام لیا ۲۹؎

شہاں کہ کحل جواہر تھی خاک پا جن کی

انہی کی آنکھوں میں پھرتے سلائیاں دیکھیں ۳۰؎

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

فکر معاش یعنی غم زیست تا بہ کے

مر جایئے کہیں کہ ٹک آرام پایئے ۳۱؎

میرؔ

ان دونوں مذکورہ شعرا کے علاوہ دردؔ، قائمؔ، میر سوزؔ، میر اثرؔ اور میر حسنؔ بھی اس عہد زریں کے وہ نامور شعرا ہیں جنہوں نے اردو شاعری کی قابل قدر خدمات کی ہیں اور جن کے کلام سے فارسیت ظاہر ہوتی ہے ملاحظہ ہو!

اپنے تئیں تو کام کچھ خرقہ و جامہ سے نہیں

درد اگر لباس ہے دیدۂ عیب پوش

زنہار ادھر کھولیو مت چشم حقارت

یہ فقر کی دولت ہے کچھ افلاس نہیں ہے

اے درد مثل آئینہ ڈھونڈ اس کو آپ میں

بیرون در تو اپنی قدم گاہ ہی نہیں

مانند فلک دل متوطن ہے سفر کا

معلوم نہیں اس کا ارادہ ہے کدھر کا ۳۲؎

دردؔ

گہہ ہوئی صبح گاہ شام ہوئی

عمر انہیں قصوں میں تمام ہوئی ۳۳؎

قائمؔ

قائم نہیں یہ سختی دوراں دو روز پیش

کرتا ہے کیوں گلہ تو غم روزگار کا ۳۴؎

قائمؔ

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

خاک ہے اس مہر گردوں پر کہ یوں ماٹی کے بیچ

صورتیں کیا کیا دیں اتنی خرم و شاداب داب ۳۵؎

قائمؔ

تعبیر از قیس قائم دشت اک مدت سے ویراں تھا

سو بارے اس خرابے کو میں اب آباد کرتا ہوں ۳۶؎

قائمؔ

ہے شوخ مزاج سوز واللہ

چھیڑے گا اسے برا کرے گا ۳۷؎

سوزؔ

نہ رہا لطف زندگانی کا

کچھ نہ پایا مزا جوانی کا

وہ ترا بے حجاب مل جانا

وہ ترا آپ ہی آپ شرمانا ۳۸؎

میر آثرؔ

میر سوزؔ اور میر آثرؔ کے یہاں فارسی کے اثرات قائمؔ کے بہ نسبت کم دیکھنے کو ملتے ہیں لیکن فارسیت کا زور میر حسنؔ کے یہاں زیادہ بڑھ جاتا ہے، انہوں نے اپنے اشعار میں کچھ اس طرح فارسی الفاظ و تراکیب کا استعمال کیا ہے۔

سخن داں، سخن سنج، شیریں بیاں

و زیر جہاں و وحید زماں

سخن کی نہیں اس سے پوشیدہ بات

غوامض ہیں سب سہل اس کے نکات

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

سدا سیر پر اور تما شے پہ دل

کشا دہ دلی اور خوشی متصل

بہت حشمت وجاہ و مال ومنال

بہت فوج سے اپنی فرخندہ حال

فارسی: دریغا! کہ عہد جوانی گذشت

جوانی مگو، زند نی گذ شت

فارسی: زہے بے تمیز ی وبے حاصلی

کہ از فکر دنیا زدیں غافلی ۳۹

میر حسنؔ

سوداؔ اور میرؔ کے عہد کے چند قابل ذکر شعرا کے کلام کا طائرانہ مطالعہ کے بعد ہم اس نتیجہ پر پہو نچے ہیں کہ اردو کا خاصا حصہ فارسی سے متاثر ہے کیوں کہ اردو کا وہ دور جسے خالص اردو کا دور کہا جا تا ہے، اس دور میں بھی اردو اپنے اندر فارسی کے سینکڑوں الفاظ وترا کیب ، محاورے اور ضرب الامثال نیز بحریں سموئے ہوئے ہے ۔ اس سے انداز ہ لگایا جاسکتا ہے کہ اردو کے فارسی اثرات قبول کرنے کا تناسب کتنا غیر معمولی ہے۔

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

## (ب)

# سماجی اثرات

جب اردو کی نمود و پود مسلمانوں کے ہندستان آمد پر موقوف ٹھہری، تو ظاہر ہے اردو اپنے ابتدائی مرحلے میں الفاظ وتراکیب کے ذخیرے کے ساتھ فارسی کے سماجی سرمائے بھی اپنے ساتھ لائی ہوگی جس کا تقاضہ بداہت بھی کرتی ہے اور اردو پر مرتب ہونے والے فارسی کے تاریخی اثرات بھی شاہد ہیں۔ ہم یہاں پر آغاز سے سلسلہ وار مطالعہ کرتے ہیں۔

> اردو شاعری پر فارسی کے سماجی اثرات کے ضمن میں یہ بات قابل غور ہے کہ کسی بھی زبان وادب کا وسیلہء اظہار حروف اور رسم الخط ہوتے ہیں۔ آیا اردو کے حروف ورسم الخط خود کے ایجاد کردہ ہیں یا یہ بھی کسی زبان سے عاریتاً لے لئے گئے ہیں۔ جب ہم اس کی تحقیق کرتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ اردو کے رسم الخط بھی فارسی سے ہی لئے گئے ہیں۔ چنانچہ پروفیسر گوپی چند نارنگ کی تحقیق کے مطابق ''ہمیں فارسی رسم الخط سے ۳۴ علامتیں ملیں، ان میں دو حرف علت اور چودہ حروف صحیح بھ، پھ، تھ، دھ، جھ، چھ، کھ، گھ، ٹ، ڈ، ڑ، ٹھ، ڈھ، ڑھ، یعنی کل سولہ علامتوں کا اضافہ کر کے ہم نے ایک نیا ملا جلا رسم الخط بنایا ہے جو اب تک اردو کے فطری تقاضوں کا ساتھ دیتا رہا ہے''۔ [۴۰]

مذکورہ بالا اقتباس سے یہ بات دو دو چار کی طرح عیاں ہوگئی کہ اردو نے سماجی سطح پر اپنے رسم الخط میں بھی فارسی سے کافی حد تک استفادہ کیا ہے۔ اور یہ عقل ودرایت کے عین مطابق بھی ہے کیونکہ جو زبان جس دوسری زبان سے متاثر ہوتی ہے اس کے تقریباً تمام زاویے اسی اثر انداز زبان سے ماخوذ ہوتے ہیں یہی حال اردو کا ہوا اور ہند ایران تہذیبی وسماجی اختلاط سے اردو زبان کے رسم الخط کی علامتیں نہ صرف یہ کہ متعین ہوئیں بلکہ آگے چل کر وہ اس قابل ہو گئی کہ کچھ مزید علامتیں خود بھی ایجاد کر سکے اور ایسا ہی ہوا۔ اردو سماج کے ساتھ فارسی سماج کے اختلاف کی مثال ہمیں ذیل میں پروفیسر گوپی چند نارنگ کے اقتباس سے ملتی ہے۔

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

''ہمارے رسم الخط کی ایک بڑی خوبی یہ ہے کہ ہماری ضرورتوں کا ساتھ دینے کے علاوہ یہ پاکستان ، ایران ،افغانستان ،شام ،اردن،عراق ،مصر،سعودی عرب،انڈونیشیا،ملیشیا وغیرہ بیسیوں ایشیائی ملکوں سے ہمارے تہذیبی روابط کواستوار کرنے کا کام دیتا ہے۔لکھنے میں دوسرے خطوں کی بہ نسبت یہ ایک تہائی جگہ کم لیتا ہے،اوراسی اعتبار سے اس میں وقت بھی کم صرف ہوتا ہے''۔ [۴۱]

اردو پر فارسی کے سماجی اثرات کے حوالے سے بات بالکل خط مستوی پر آ گئی ہے۔ہم آگے بتدریج اردو پر پڑنے والے فارسی کے سماجی اثرات کے معتد بہ حقائق روشن کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

اردو زبان کے حروف وعلامات کی حیثیت سے پیدا ہو جانے کے بعد اردو کا سماج فارسی سماج سے کس حد تک متاثر ہے اس بابت میں ہم سماج کو دو خانوں میں بانٹ سکتے ہیں۔(۱)طبعی میلانات (۲) رجحانات

## (۱)طبعی میلانات

### (i)تصوف

فارسی واردوشاعری کے ضمن میں ہندستان کے ان غیر ہندستانی نو وارد (جو دراصل اردو کے بانی ٹھہرے)،کی تاریخ کا مطالعہ کرنے کے بعد معلوم ہوتا ہے کہ ان میں وہ افراد بھی تھے جن کا طبعی میلان تصوف کی طرف تھا جسے اسلام کی تبلیغ کا ذریعہ بھی تصور کیا جا سکتا ہے ۔ فارسی میں تصوف اور تصوف کے جن موضوعات پر شاعری کی گئی ہے ان پر اردو کے اوائل عہد میں بھی خود اردو زبان میں بھی کی گئی ہے۔تصوف کا ایک اہم رکن حمد الٰہی ہے ۔ وہ حمد خواہ باری تعالی کی صفات کمالیہ کے بیان کے ساتھ ہو یا خدائے بزرگ و برتر کے حضور میں خود سپردگی کی صورت میں ہو بہر صورت خدا کی عظمت بیان کرنا مقصود ہوتا ہے۔اس کی مثال فارسی شعرا کے یہاں ملتی ہے ۔مثلاً عطار نیشاپوری کے یہ اشعار

بنام آنکہ گنج جسم وجان ساخت

طلسم گنج جاں بردو جہاں ساخت

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

جہاں داری کہ پیدا و نہانست

نہاں در جسم و پیدا در جہانست

چو ظاہر شد ظہور او جہاں بود

چو باطن شد بطونش نور جاں بود

ز پنہانیش در باطن چو جاں ساخت

ز پیدا پیش در ظاہر جہاں ساخت ۴۲؎

عطار نیشاپوری

عطار نیشاپوری کے یہ اشعار جن سے خدائے بزرگ و برتر کی تعریف و توصیف کا رنگ جھلکتا ہے۔ساتھ ہی سید قاسم حاجی پوری کے یہ اشعار جن کے اندر خود سپردگی کا منظر دیکھا جا سکتا ہے۔

من کہ دارم طلب عشق محبت بخدا

شد خیال دو جہانم ز دل و دیدہ جدا

در رہ عشق نہادم قدم دل بیقیں

یا الٰہی صدی فی الامری رشدا ۴۳؎

سید قاسم حاجی پوری

اب جب ہم عطار نیشاپوری اور سید قاسم حاجی پوری کے فارسی اشعار کے مجموعی مفاہیم سے جو نتیجہ نکالتے ہیں وہی بابا فرید گنج شکر کے ان اشعار میں ملاحظہ کرتے ہیں۔

تیری پنہہ خدائے توں بخشندگی

شیخ فریدے خیر دیجئے بندگی

کالی کوئل توں کت گن کالی

اپنے پریتم کے ہوں ہرہے جالی

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

اس اوپر ہے مارگ میرا

شیخ فرید اپنتھ سھار سویرا ؂۴۴

مندرجہ بالا شعرا میں خدا کی پناہ حاصل کرنے کی بات جس طرح سید قاسم حاجی پوری نے کی ہے ویسے ہی بابا فرید نے بھی کی ہے۔ ساتھ ہی عطار نیشاپوری نے حمد کہی ہے تو بابا فرید نے بھی اپنے انداز میں بزبان اردو حمد کہی ہے۔ہاں مفاہیم کچھ مختلف ضرور ہیں۔لیکن بابا فرید کی حمد گوئی سے اس بات کو ثبوت بہم پہونچتا ہے کہ حمد گوئی کی روایت بھی فارسی زبان سے ہی آئی ہے جسے ہم تصوف کے واسطے سے سماجی اثرات کے دائرے میں رکھتے ہیں۔

تصوف میں حمد کے ساتھ ساتھ نعت گوئی کی روایت بھی بڑی قدیم اور طویل ہے۔فارسی شعراء نے نعت گوئی جس کثرت سے کی ہے اردو شعراء کے یہاں بھی یہ سلسلہ بکثرت دیکھنے کو ملتا ہے۔

مثلاً ناصر خسرو کے ذیل کے نعتیہ اشعار اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ فارسی شعراء نے نعتیہ کلام پر بھر پور توجہ مرکوز کی ہے۔ ملاحظہ ہو:

گزینم قران ست و دین محمد

ہمیں بود از یرا گزین محمد

محمد رسول خدای است زی ما

ہمیں بود نقش نگین محمد

بہ محشر ببوسند ہارون و موسیٰ

ردائے علی و آستین محمد ؂۴۵

ناصر خسرو

اب ذیل میں محمد قلی قطب شاہ کے یہ اشعار ملاحظہ فرمایئے:

محمد ناؤں تھے بستا محمد کا اے بن سارا

سو طوباں سوں سہاتا ہے جنت نمنے چمن سارا

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

دسے فانوس کا درمیان تے جوں جوت دیوے کا

سوتیوں دِستا دوالاں میں تھے میویاں کا برن سارا ۴۶ے

محمد قلی قطب شاہ کے مندرجہ بالا اشعار کے مفاہیم فارسی شاعر فخر الدین عراقی کے ان اشعار میں بھی دیکھے جا سکتے ہیں:

وآں نور کہ حق بدو تواں دید

باشد ہمہ والضحیٰ وطا ھا

فی الجملہ کمال صورت اوست

آئینہ ذات حق تعالیٰ

در آئینہ مصطفیٰ چہ بیند؟

جز حسن جمال ذات والا

کو عشق روی حق! بیا گو

بنگر رخ خوب مصطفیٰ را ۴۷ے

دراصل محمد قلی قطب شاہ اور فخر الدین عراقی کے اشعار کا بس ایک ہی مفہوم ہے اور وہ یہ کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات خدائے وحدہ لاشریک کی ذات کی مظہر ہے۔محمد قلی قطب شاہ نے اپنے کلام میں حدیث کی طرف تلمیح بھی استعمال کیا ہے۔حدیث ہے کنت انا ذلك الكوكب---- الخ ۴۸ے۔ترجمہ: اے جبریل جس تارے کو تم عرش پر دیکھا کرتے تھے وہ تارہ میں ہی تھا۔اس واقعے کی طرف محمد قلی قطب شاہ نے اشارہ کرنے کی کوشش کی ہے۔جو نور نور الٰہی سے مترشح تھا اسی کی طرف عراقی نے بھی اشارہ کیا ہے۔

اب تک کی توضیح سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ فارسی شاعر نے نعت کو جس طرح برتا ہے بس اسی طرح اردو شاعر نے بھی برتا ہے۔اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ فارسی زبان کے ساتھ ساتھ اس زبان کا مزاج اور سماجی نظریات بھی اردو میں منتقل ہوئے جسے ابھی ہم تصوف کے ضمن میں مطالعہ کر رہے ہیں۔

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

تصوف کا ایک جزو وحدت الوجود اور فنا بھی ہے۔ اس سلسے میں ہم فارسی شعراء کے اشعار ذیل میں دیکھتے ہیں۔ پھر اردو شعراء کے اشعار بھی اس پر منطبق کرتے چلتے ہیں۔ مثلاً عراقی کے یہ اشعار

**وحدت الوجود**

آں بحر کہ موج اوست دریا
وآں نور کہ ظل اوست اشیا
نورے کہ جمال جملہ ہستی
از تاب جمال اوست پیدا ۴۹؎

عراقی

**فنا**

ازیں معنی حقیقت بیں نظر بر ہر چہ انداز
ہمہ انوار حق بیند نبیند صورت فانی ۵۰؎

عراقی

قاسم از دیدۂ حق بیں ب ظہورات نگر
عین توحید در اشیای جہاں جاری ہست ۵۱؎

قاسم حاجی پوری

اب اردو شعراء کے کلام دیکھتے ہیں:

عیاں ہے ہر طرف عالم میں حسن بے حجاب اس کا
بغیر از دیدۂ حیراں نہیں جگ میں نقاب اس کا
ہوا ہے مجھ پہ شمع بزم یک رنگی سوں یوں روشن
کہ ہر ذرے ابر تاباں ہے دائم آفتاب اس کا ۵۲؎

ولی دکنی

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

روشن ہے اے سراج کہ فانی ہے سب جہاں

مطرب غلط ہے، جام غلط، انجمن غلط ۵۳؎

سراج اورنگ آبادی

تصوف کے تمام موضوعات پر بحث کرنے کے بجائے ہم نے یہاں پر تصوف کے چند موضوعات پر فارسی واردو اشعار نقل کرکے اس بات کا انکشاف چاہا ہے کہ تصوف کی روایت جو دراصل فارسی میں تھی بعینہ اردو میں منتقل ہوگئی جو بغرض تبلیغ ہندستانی سماج کا حصہ بن گئی۔

## (ii)موسیقی

تصوف کی طرح موسیقی بھی سماجی میلانات میں سے ہے۔جو دراصل تصوف ہی کا ایک حصہ ہے۔اگر ہم اسکی روایت کا مطالعہ کرتے ہیں تو یہ بات ابھر کر سامنے آتی ہے کہ موسیقی بھی فارسی کے راستے اردو میں منتقل ہوئی ہے۔اور یہ سماجی عناصر میں تفنن طبع کے وسائل سے تعلق رکھتی ہے جو غیر ارادی طور پر صرف بغرض تفنن طبع اردو سماج میں رواج پا گئی۔ یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ موسیقی کے کچھ راگ امیر خسرو نے ایجاد کئے ہیں بلکہ تین آلات موسیقی (۱) طبلہ (۲) ستار (۳) ڈھولک بھی حضرت امیر خسرو ہی کی ایجاد ہیں۔موسیقی کے راگوں پر فارسی کے اثرات کس طرح مرتب ہوئے ملاحظہ فرمائیں: مثلاً ایک راگ امیر خسرو کا ہے:

**راگ:** دانی، یلا، یلا لا، یلا لی، تن تنانا، دے رے نا، نادر، دیا، تومنا، دیم، در، تنہ

اب اس کی تشریح وترجمہ ملاحظہ فرمائیں:

| | |
|---|---|
| ''دانی'' | یعنی جانکاری (فارسی) یا سُکھی (ہندی) |
| ''یلا'' | آزادی (فارسی) |
| ''یلا لا'' | یااللہ کے مفہوم میں استعمال ہے (فارسی) |
| ''یلا لی'' | یاعلی کے مفہوم میں بطور تخفیف استعمال ہے (فارسی) |
| ''تن تنانا'' | غصہ دکھانا (ہندی) |

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

''نادر'' نایاب (فارسی)

''دیا''اور''دیا'' چراغ (ہندی) رحم (ہندی)

''تومنا یاتم نا اور تنا وغیرہ'' ہندی ضمیر واحد حاضر

''دیم'' چہرہ (فارسی)

''در'' اندر اور دروازہ (فارسی)

''تنہ'' جڑ (فارسی)

ترانہ میں ان جیسے بولوں کی مدد سے کسی''تال'' میں ایک بندش تیار کی جاتی ہے جس کو انترہ میں استعمال کیا جاتا ہے ۔لیکن استھائی میں فارسی کا پورا لحاظ رکھا جاتا ہے۔راگ میں مستعمل استھائی اور انترہ کے اندر فارسی اور غیر فارسی حروف کا تناسب دیکھا جاسکتا ہے۔ملاحظہ ہو:

**استھائی**

| | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|
| تا ـ | ـ نا | ـ ـ | ـ ـ | تا نا | ـ ـ |
| گا م | ـ سا | ـ ـ | ـ ر | گا گا | ـ ـ |
| تا نا | نا نا | دے رے | نا ـ | دی دیم | دی دیم |
| گا م | پا پا | دھ دھ | سا ـ | پا ـ | م ـ |

**انترہ**

| | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|
| دس تے | تو چوں | نا گ | ـ ـ | ـ ـ | ـ ہاں |
| م گا | م پا | پا نی | دھ نی | پا دھ | م پا |
| اُف تد | بر رُ | خ تو | ـ ـ | ـ ـ | ـ ـ |
| م گا | م پا | پا نی | دھ نی | پا دھ | م پا |

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

| | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|
| گو ئی | ـ ـ | کہ اف | تہ دھ | با ـ | دے ـ |
| م گا | ـ م | گا سا | سا نی | سار گا | ر گام |
| س ـ | با ـ | گ ل | ـ ـ | ـ ب | گُ ل |
| گام پا | م پا | پا م | ـ پا | ـ گا | م سا |

انترہ میں استعمال شدہ الفاظ میں فارسی کا صرف ’چوں‘ ہے جبکہ استھائی میں فارسی کے حروف اتنے ہیں:

تانا تانا تانا نانا، دے رے تا دیم دیم ۵۴؎

مذکورہ بالا راگ کے الفاظ وحروف سے معلوم ہوتا ہے کہ امیر خسرو نے جو فارسی کے شاعر ہونے کے ساتھ ساتھ اردو کے بانی شاعر ہیں اپنی موسیقی کے فن میں بھی فارسی الفاظ وحروف کا استعمال کیا ہے۔

موسیقی کے بول جو دراصل سماج کے آئینہ دار ہیں۔ ان سے یہ معلوم کرنا آسان ہوتا ہے کہ آج سے پہلے زمانہ قدیم میں موسیقی کے کیا بول تھے۔ اس سے صاف اس کا بھی ادراک ہوتا ہے کہ ان بولوں پر کس زبان کے اثرات مرتب ہوئے ہیں۔

یہاں پر دو راگوں کی مثال فارسی و اردو کے اشعار میں ذکر کی جاتی ہے۔ ملاحظہ ہو:

**راگ عشاق:**

استھائی: بر بساط پاک بازی کفر وایماں ساختن

انترہ: کردہ ایں کارے کہ کردی نقد جاں انداختن

فارسی

سانچی دھرن سانچی مورن، سانچو راگ سانچی تان

جوکوئی گاوے تال سرن میں واکو گنی مان

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

تال سرن بھید جانے کال اکالی پہچانے

جوآپ کو جانو خسرو وا کو بڑو گیان

اردو

**راگ غنم:**

استھائی: من مست جان عشقم، از خود خبر نہ دارم

انترہ: گر سر رود ز راہے پروائے سر نہ دارم

فارسی

ارج سنو موری آج پیر مورے

چرن چھوئے کی لاج راکھو مورے پیارے، تمہیں تو بندھاؤ

دھیرج مورے اردو ۵۵؎

اس طرح کی درجنوں مثالیں ہیں یہاں پر بہ لحاظ اختصار صرف دو راگوں پر اکتفا کیا گیا ہے۔

فن موسیقی کے آلات میں ''ستار'' کی ترکیب پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ لفظ ''ستار'' دو لفظوں سے مرکب ایک نام ہے۔ستار اصل میں ''سہ تار'' یعنی تین تار ہے۔ستار میں تین تار ہوتے ہیں۔ پہلا ''باج کا تار'' جو فولاد کا ہوتا ہے، دوسرا ''برنجی تار'' زور پیدا کرنے لئے اور تیسرا ''ذیل'' یا ''دامن'' کا فولادی تار جس میں صوفیانہ ضرب کا کام لیا جاتا ہے۔ بول چال میں اسے ''زیل'' کا تار بھی کہتے ہیں۔

ستار کے تاروں میں ایک تار ''زیل کا تار'' جس سے صوفیانہ ضرب کا کام لیا جاتا ہے۔اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اردو شاعری میں تصوف کے موضوعات کا مطالعہ (جو دراصل فارسی ہو کر آئے ہیں ) جب ہم فن موسیقی کے حوالے سے کرتے ہیں تو ہمیں تصوف اور فن موسیقی میں مماثلت کا یقین ہونے لگتا ہے۔ بہر حال تصوف اور موسیقی سماجی میلانات میں ہوتے ہوئے فارسی سے کافی حد تک متاثر ہیں۔

فن موسیقی کی تاریخ بہت ہی طویل ہے جس پر سیر حاصل گفتگو اس مختصر سے مقالے میں نہیں کی جا سکتی اسی لئے ہم

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

نے یہاں پر مختصر مثال دے کر فقط یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ فن موسیقی جو سماج میں شعری مذاق سے ہم آہنگ ہو کر متعارف ہے فارسی سے بیحد متاثر ہے۔

## (ii) مذاق سخن

سماجی اثرات اردو شاعری کے مختلف اصناف میں بھی دیکھے جاتے ہیں۔ وہ صنف خواہ قصیدہ ہو یا مثنوی، مرثیہ ہو یا غزل یا پھر ریختہ ہر جگہ فارسی کے سماجی عناصر اردو میں بعینہ منتقل ہوئے ہیں۔ چنانچہ مثنوی کے حوالے سے پروفیسر محمد حسن صاحب یوں رقمطراز ہیں:

> ''اس بحث سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اردو شاعری میں مثنوی کا عروج محض اتفاقی نہ تھا۔ یہ دراصل اس گہرے تہذیبی امتزاج کا نتیجہ تھا جو ترک ایرانی تہذیب اور ہندستانی تہذیب کے مختلف عناصر کے درمیان اس وجہ سے عمل میں آرہا تھا کہ ہندستان کا انتظامی ڈھانچہ اپنی تجارتی ضروریات کی بنا پر مرکزیت اور بین الاقوامیت (یعنی ہندستان ،ایران ،مغربی اور وسطی ایشیا سے گہرے تجارتی مراسم) کی طرف مائل تھا''۔ ۵۶؎

پروفیسر محمد حسن کے مذکورہ اقتباس سے محض یہ ثابت نہیں ہوتا کہ اردو شاعری پر فارسی کے سماجی اثرات مرتب ہوئے ہیں بلکہ اس سے اس بات کی بھی نشاندہی ہوتی ہے کہ خود اردو شاعری کے اصناف تک فارسی ہی کی بدولت معرض وجود میں آئے۔ اور جب کسی زبان کے اصناف خود دوسری زبان کی مرہون منت ہو، ظاہر ہے ان اصناف پر وہ دوسری زبان علت و مادہ ہونے کی حیثیت سے نو خیز زبان کے تمام تر ممکنہ پہلوؤں پر اثر انداز ہوگی ،اور یہ بداہت کا فیصلہ ہے۔ہم اردو کے نقش اولین سے اس کا مطالعہ کر سکتے ہیں۔

پہلے ہم یہاں اردو کے ابتدائی اصناف میں پائے جانے والے سماجی نقوش کا مطالعہ کرتے ہیں۔ تاکہ یہ فیصلہ کرنا آسان ہو کہ اردو کے سماج میں فارسی سماج کس حد تک دخیل ہوا ہے۔ اور کس طرح کے سماجی عناصر زیادہ سے زیادہ فارسی سے اردو میں منتقل ہوئے ہیں۔ اس بات کے اکتشاف کے لئے ہم ان نو وارد اشخاص کے شغف، ذوق وشوق اور مذاق سخن کا مطالعہ کرتے ہیں۔

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

## اصناف سخن کی چند مثالیں

فارسی ادب سے اردو ادب کا سماج ہر سطح پر استفادہ کر رہا تھا بایں وجہ اردو میں فارسی کے اصناف بھی در آئیں اور اردو شعرا نے فارسی مذاق سخن سے ان تمام اصناف پر طبع آزمائی کیں جنہیں فارسی شعرا نے برتا، مثلاً قصیدہ گوئی، مثنوی نگاری، غزل گوئی، مرثیہ نگاری اور ہجو گوئی جیسے اصناف اردو شاعری کے اولین نقوش میں ہمیں دیکھنے کو ملتے ہیں اصناف سخن میں مثنوی، قصیدے اور فحش گوئی کی چند مثالیں ذکر کرنا مناسب سمجھتا ہوں۔

مثنوی کے تعلق سے یہ بات باوثوق کہی جا سکتی ہے کہ اردو مثنوی نے بھی فارسی مثنوی سے کافی حد تک موضوعات اور مضامین کی سطح پر استفادہ کیا ہے (جس کی تصدیق پروفیسر محمد حسن کے مذکورہ اقتباس سے بھی ہوتی ہے) مثلاً مولانا جامی کی مشہور مثنوی سلامان وابسال (فارسی) اور مثنوی قطب مشتری (اردو) کے موضوعات ومضامین بلکہ واقعہ میں بھی وحدت نظر آتی ہے وہ یوں کہ دونوں کا مرکزی خیال تقریباً ایک ہے اور وہ صنف نازک سے جنون کی حد تک محبت کرنا اور اسے اپنی جان کی بازی لگا کر حاصل کر لینا ہے۔

مثنوی میں باغ کی منظر کشی کی ایک مثال

چوں سوی باغ شد آں سرو آزاد
برآمد از گل و از سرو فریاد
بخوبی باغ چوں خلد بریں بود
دراں خلد بریں گل حور وعیں بود
سر شاخ درختاں سرافراز
قیامت کردہ مرغان خوش آواز

داستان خسرو وشیریں ص ۵۷

رہے بیچ چمن پھول احمری
کہ ہنستی ہے خوش حال ہو دھرتری

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

برگ بار آئے ہیں اس دھات سب

کہ چھپ گئے پھلاں کے نلیں پات سب

یکسی چمن ایک مقبول ہیں

کہ بھونرے پتنگ ہور دو پوے پھول ہیں

سرودان سو مرغاں کے نالے تھے واں

صریاں کلیاں پھول پیالے تھے واں

ملا وجہی ۵۸؎

مثنوی کی طرح قصیدوں میں بھی فارسی قصائد سے ہر سطح پر استفادہ کیا گیا ہے۔ فارسی قصیدہ نگار انوریؔ کے دیوان جلد اول میں قصائد جس قدر وافر مقدار میں موجود ہیں بس اسی طرح بکثرت سوداؔ نے قصائد کہے ہیں جس کے ثبوت میں خود سوداؔ کا یہ شعر بطور دلیل پیش کیا جا سکتا ہے

لوگ کہتے ہیں کہ سوداؔ کا قصیدہ ہے خوب

ان کی خدمت میں لیے، میں یہ غزل جاؤں گا

**بقول خلیق انجم**

سوداؔ نے اپنے فن کی بنیاد فارسی قصیدہ نگاری کی روایت پر رکھی ہے بلکہ ان کے بعض قصیدے فارسی کے مشہور شاعروں کی زمینوں میں ہیں۔ مثال میں ایک شعر نذر ہے ملاحظہ ہو!

**خاقانیؔ کا ایک شعر ہے** این کز جہاں علامت انصاف شد نہاں

اے دل کرانہ کن زمیاں خانہء جہاں

**سوداؔ کا مطلع ہے**

منکر خلا سے کیوں نہ حکیموں کی ہو زباں

جب شہرہ سے مرے ہو ہلا اس قدر جہاں ۵۹؎

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

فحش گوئی کی مثال میں فارسی شاعر انوریؔ کے اشعار اور اردو شعرا میں سوداؔ اور خاص طور سے جعفر زٹلی کے اشعار کا مطالعہ کرنے کے بعد ہم اس نتیجے پر پہونچتے ہیں کہ اردو میں ہجو گوئی و فحش گوئی کی روایت بھی فارسی سے ہی آئی ہے۔

مثال ملاحظہ ہو!

ہر کر اریدنی بگیر دسخت
رید بایدش وکارھا بگذاشت
زانکہ ما تجربت بسی کردیم
تا نریدیم، ہیچ سود نداشت
تیز دادیم گندھا کر دیم
عقلھا نیز ہم بریں بگماشت

انوریؔ ؎۶۰

حکایت یہ ایک ڈومنی سے ہے یاد
بڑھاپے میں اوس کو ہوئی چھل زیاد
جواں کوئی کرتا نہ تھا اس کو یار
کہ تقویم پارینہ ناید بکار

سوداؔ ؎۶۱

اس طرح کی بہت ساری مثالوں سے کتابیں بھری پڑی ہیں جن کا احاطہ نہیں کیا جا سکتا، یہاں پر اجمالی خاکے کے بیا ن کے بعد اس بات کا یقین ہو جاتا ہے کہ اردو شاعری پر فارسی سماج کے اثرات مذاق سخن یعنی اصناف سخن کے راستے سے بھی آئے ہیں۔ مذاق سخن کے ساتھ ساتھ صنعت وحرفت بھی اردو میں منتقل ہوئی جو دراصل ہندستان میں اردو کی پیدائش کی وجہ بنی۔ اسی صنعت وحرفت کے فروغ کے غرض سے غیر ہندستانی باشندے ہندستان آئے تھے جس کے نتیجے

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

میں زبان وسماج اورتہذیب وثقافت تک کا لین دین شروع ہوا اوراس سلسلے کی درازگی نے اردو کے لئے ایک نئے سماج اورنئی تہذیب کی فضا ہموار کردی جو جدید کہلاتے ہوئے بھی فارسی کی مرہون منت ہونے کے سبب قدیم ہے۔

صنعت وحرفت کے ذیل میں حرفت پر مشتمل فارسی واردو اشعار شعرا کے یہاں دیکھنے کو ملتے ہیں ۔ مثلاً حرفت میں مشاطگی کا پیشہ جس سے منسلک پیشہ ور مشاط تراش وخراش وملمع سازی کے ذریعے انسان کے بال سنوارتا ہے، ایسے ہی مشاطہ محبوبہ کی زلفیں سنوارتی ہے۔ اس پیشہ سے تعلق رکھنے والے باغ کی بھی مشاطگی کرتے ہیں، اور پھول کے پودوں کے بے ترتیب نکلی ہوئی شاخوں کی کتر بیونت کر کے اسے خوبصورت بناتا ہے، اس کے اردگرد خود رو گھاس اکھاڑتا ہے تاکہ باغ کے بیل و بوٹے ایک اچھی ترتیب وتہذیب کے ساتھ خوبصورت نظر آئے۔ اس بابت میں حافظ کا یہ شعر اسی حرفت کی طرف اشارہ کرتا ہے

گوہر پاک تو از مدحت ما مستغنی ست

فکر مشاطہ چہ با حسن خدا داد کند ۶۲؎

حافظؔ

اسی حرفت مشاطگی کی طرف اردو شاعر محمد قلی قطب شاہ نے بھی اشارہ کیا ہے

بہے دم عیسوی دایم چمن میں گل لگانے تیئں

ہرے نہالاں کہ جلوے تیئں مشاطا ہو پون سارا ۶۳؎

محمد قلی قطب شاہ

درج بالا دونوں شعر سماجی عنصر حرفت کے مفہوم کے عکاس ہیں ۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ اردو شعرا نے اپنی شاعری میں جس مشاطگی کا ذکر کیا ہے وہ فارسی سے سماجی لین دین کے نتیجے میں آیا ہے۔ ساتھ ہی اس بات کی نشاندہی ہوتی ہے کہ ایران میں محبوب کے حسن کو نکھارنے کے لئے مشاطگی کی جاتی تھی تبھی تو فارسی شعرا نے اسے برتا ہے، کیوں کہ شاعری اپنے زمانے کی تہذیب وثقافت کی عکاس ہوتی ہے۔ حافظ نے اسی سماجی عنصر مشاطگی پیشے کو محسوس کیا اور اسے

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

اپنی شاعری میں جگہ دیا۔ اسی مفہوم کو اردو شاعر قلی قطب شاہ نے بھی برتا، اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اردو میں مستعمل حرفت مشاطگی بھی فارسی ہی سے آئی ہے۔ اب اس سے نتیجہ نکالنا آسان ہوگیا کہ جب کوئی زبان کسی زبان سے متأثر ہوتی ہے تو وہ ادبی، ہیئتی اور سماجی ہر سطح پر اثر قبول کرتی ہے۔ اردو کے فارسی سے اثر پذیری کے اس منظر نے مسئلہ بالکل بے غبار کر دیا ہے۔

سماجی سطح پر اردو شاعری فارسی سے کس حد تک متأثر ہو رہی تھی، اس کی مثال میں سوؔدا کے یہ دو اشعار زبان زد خاص و عام ہیں

رستم رہا زمین پہ نے سام رہ گیا
مردوں کا آسماں کے تلے نام رہ گیا

اٹھ گیا بہمن و دے کا چمنستاں سے عمل
تیغ اردی نے کیا ملک خزاں مستاصل

درج بالا اشعار میں مستعمل ''رستم'' اور ''سام'' جو ایرانی فنکار کا نام ہے اس کو سوؔدا نے اپنے شعر میں برتا ہے، یہ دراصل ایران سے اثر پذیری ہی کا نتیجہ ہے کہ فارسی شعرا کی زبان پر ہندستانی فنکار کی جگہ ایرانی فنکار کے نام جاری ہیں۔

دوسرے شعر میں لفظ ''بہمن''، ''دے' ایرانی مہینوں اور ''اردی'' اور ''خزاں'' ایرانی موسم کے نام ہیں۔

جن کو سوؔدا نے اپنی شاعری میں برتا ہے یہ ایرانی مہینے اور موسم کے نام کا اردو شاعری کا حصہ بننا اس بات کی کھلی دلیل ہے کہ اس وقت کی شاعری فارسی سے زیادہ قریب تھی، اور سماجی لین دین زیادہ ہو رہا تھا اس لئے شاعری جو دراصل افراد کے افکار و نظریات کے ساتھ ساتھ سماج کی عکاس ہے، وہ بھی ہر سطح پر فارسی سے متأثر ہوئی۔

## (۲) رجحانات

رجحانات کے تحت اردو میں فارسی سے آنے والے جن عناصر کا ہم ذکر کریں گے ان میں خاص یہ ہیں۔

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

(الف) حب الوطنی (ب) مراسم (ج) عشق ومحبت

## (i) حب الوطنی

حب الوطنی اردو شاعری کا ایسا سماجی رجحان ہے جس کو بہتوں نے اپنی شاعری میں برتا ہے۔ اور یہ فطری ہوتی ہے اسے قصداً و اراداتاً اپنے اندر لایا نہیں جاسکتا۔ جو انسان جہاں کا ہوتا ہے وہاں سے اسے فطری طور پر محبت ہوتی ہے ۔ حاصل یہ کہ حب الوطنی جو کہ سماجی رجحان ہے اگر اس کی روایت کا مطالعہ کیا جائے تو اس کے تانے بانے بھی فارسی شاعری سے جڑے دکھائی دیں گے۔ مثال کے طور پر حزیں لاہیجی کے یہ اشعار

ہجرت زحریم مکہ دوری زنجف
دل را باسف داد و بافسوسم کف

غافل کہ مکافات چنیں جرم مرا
آردسوی ھندوساز دم عمر تلف

ہجرت زحرم عقوبتم داد بہ ھند
از ہند جگر خوارہ کنم یاد بہ ھند

عصیاں برہ جحیم می بردمرا
از طالع بد غلط شد افتاد بہ ہند

حزیںؔ لاہیجی ۔ ۶۴

حزیں نے اپنے وطن مالوف ہندستان سے جس محبت کا اظہار کیا ہے اسی طرح کے مظاہرے ہمیں اردو شاعری میں بھی ملتے ہیں ملاحظہ ہو!

ولیؔ کے دل کو یوں ہوتی ہے تجھ گلی بھیتر
کہ جیوں ہوتی ہے خاطر منشرح کشمیر کے دیکھے ۶۵

ولیؔ دکنی

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

ولی تیری گلی کو دیکھ بولیا

یہی ہے ہند اور کشمیر و کابل ؎۶۶

ولؔی دکنی

دل و دلی گرچہ ہیں دونوں خراب

پہ کچھ لطف اجڑے نگر میں بھی ہیں

میرؔ ؎۶۷

گجرات کے فراق سے ہے خار خار دل

بے تاب ہے سنے منیں آتش بہار دل

ہجرت سے دوستاں کی ہوا جی مرا گداز

عشرت کے پیرہن کو کیا تار تار دل

ہر آشنا کی یاد کی گرمی سے تن منیں

ہر دم میں بے قرار ہے مثل شرار دل

لیکن ہزار شکر ولؔی حق کے فیض سے

پھر اس کے دیکھنے کا ہے امیدوار دل

ولؔی دکنی ؎۶۸

مذکورہ بالا فارسی و اردو اشعار سے یہ بخوبی اندازہ ہو جاتا ہے کہ جس طرح فارسی شعرا نے اپنے وطن میں سکونت کو حرم گزینی پر ترجیح دیا ہے۔ اسی طرح اردو شعرا بھی اپنے وطن سے دور نہیں جانا چاہتے ہیں۔ حد یہ ہے کہ اپنے وطن کے اجڑے دیار بھی محبوب ہیں۔

یہ مانتے ہوئے کہ حب الوطنی تقلیدی چیز نہیں ہے جو کسی دوسری قوم سے باہمی میل جول کے نتیجے میں عاریتاً لی جائے بلکہ فطری چیز ہے، یہ تسلیم کرنا ہوگا کہ اس رجحان کے اظہار کے وقت وہ موضوعاتی عناصر اور مضامین ضرور دوسری زبان

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

یعنی فارسی سے مستعار لئے گئے ہیں جن کے ذریعے اردو شعرا نے اپنی حب الوطنی کے جذبات کا اظہار کیا ہے۔

## (ii)مراسم

فارسی سماج کے اثرات اردو شاعری کے سماج پر اس قدر مرتب ہوئے ہیں کہ فارسی کے مراسم بھی اردو نے اپنا لئے ہیں۔مراسم میں شب عروسی وزفاف اور فال وتعویذ یہ وہ رسوم ہیں جو فارسی کے ساتھ ساتھ اردو شاعری میں بھی جا بجا دیکھنے کو ملتے ہیں۔ چنانچہ شب عروسی وزفاف کا منظر فارسی و اردو میں ملاحظہ کیجئے:

بخلوت برزبان نیک نامی
فرستادش چو ہشیارا پیامی
کہ جامی بادہ درباقی کن امشب
مراہم بادہ ہم ساقی کن امشب
مشو شیریں پرست ارمی پرستی
کہ نتواں کرد برنفلی دومستی
چومستی مرد رابرسرزند دود
کبابش خواہ ترخواہی نمک سود
چو آمد وقت آں کاسودہ وشاد
شودسوی عروس خویش داماد
چناں شدمست کزوی ہوش بردند
بجائے غاشیش بردوش بردند
چو شیریں درشبستاں آگہی یافت
کہ مستی شاہ راازخودتہی یافت

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

بشیرینی جمال از شاہ بنہفت

نہادش جفتۂ شیریں تراز جفت

ابراہیم عطار نیشاپوری ۶۹؎

شب عروسی و زفاف کے منظر کو اردو مثنوی سحر البیان میں میر حسنؔ نے کچھ اس طرح بیان کیا ہے ملاحظہ ہو:

چھکا ہوں نشے میں بہت ساقیا

مجھے بدلے اب مے کے، شربت پلا

اٹھا پھر تو نوشہ وہ بعد از نکاح

محل میں بلانے کی ٹھری صلاح

چلا یوں وہ دولہا دلہن کی طرف

پھرے جیسے بلبل چمن کی طرف

وہاں تک پہونچتے ہوئے کیا کہوں

ہوئے ٹوٹکے لاکھ بہر شگوں

ہوا لیکن اس وقت دگنا مزا

کہ دلہا دلہن جب ہوئے ایک جا

عروسی وہ گہنا، وہ سوہا لباس

وہ مہندی شہانی، وہ پھولوں کی باس

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

ملا سرخ جوڑے پہ عطر سہاگ

کھلے مل کے آپس میں دونوں کے بھاگ

میر حسن ۷۰

فارسی و اردو کے سماج میں پائے جانے والے مراسم میں شب عروسی یا شب زفاف کی رسم کو ان دونوں زبان کی شاعری نے بھی خوب برتا ہے، جس کی ہلکی جھلک ابھی سیاق میں گذری۔

اسی طرح فال دیکھنے اور تعویذ لکھنے کا رواج بھی ملتا ہے۔ فارسی کے شعراء میں ایک قد آور مشہور شاعر حافظ نے اس رسم کا ذکر کچھ اس طرح کیا ہے۔

ساقی بیا کہ یار ز رخ پردہ برگرفت

کار چراغ خلوتیاں باز در گر فت

حافظ تو ایں سخن ز کہ آموختی کہ بخت

تعویذ کرد شعر تو را و بہ زر گرفت حافظ ۷۱

فارسی کی اس روایت کو اردو میں افضل پانی پتی نے بارہ ماسہ بکٹ کہانی میں، سراج اورنگ آبادی اور قلی قطب شاہ نے کچھ اس طرح برتا ہے۔

اجی ملاں مرا ٹک حال دیکھو

پیارے کے ملن کی فال دیکھو

لکھو تعویذ پی آوے ہمارا

وگرنہ جائے ہے جیوڑا بچارا

ارے سیانو! تمہیں ٹونا کرو رے

پیا کے وصل کی دعوت پڑھو رے

افضل پانی پتی ۷۲

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

اس کو آفات حوادث سیں نہیں آسیب کچھ

جس کو تعویذ گلوئے دل ہوا طومار عشق ۷۳ے

سراج اورنگ آبادی

کیا ہوں جب ستی میں نام دلبر با تعویذ

نہیں ہے تب ستی درکار دوسرا تعویذ

مڑھا ہوں آنکھ کے پردے میں تار مژگاں سات

وو قبلہ رو کی کیا ہوں میں خاک پا تعویذ

تپ فراق کوں شربت ہے وصل کا درکار

عبث اثر نہ کرے گا مجھے دعا تعویذ

شہادت اس کی نگہ میں ہے آرزو مجھ کوں

عجب نہیں جو کروں خاک کربلا تعویذ

نہیں ہے آتش دوزخ ستی او سے آسیب

سراؔج جب سیں کیا نام مصطفیٰ تعویذ

سراؔج اورنگ آبادی ۷۴ے

پیا کا روپ نرمل ہے سدا میرے نین تعویذ

پیارے کا پرت پیاری کئے نھن پن تھے من تعویذ

بسا سو برس لک قطبؔ زماں اس جگہ میں جینے تیئں

ازل دن تھے لکھ کر دیا تھا پنجتن تعویذ ۷۵ے

قلی قطب شاہ

مراسم میں نوروز بھی ایک ایسی رسم ہے جو ایرانی ہے اور یہ ہندستان میں بھی رائج تھی۔ اس کی طرف فارسی کا یہ

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

شعر اشارہ کرتا ہے

بنفشہ نیل گوں و لالہ دل سوز

نقاب گل ربودہ بادہ   نو روز

نظامی گنجوی ۷۶

شعر مذکور سے ظاہر ہے کہ ایرانی تہذیب وسماج میں 'نو روز' کا رواج تھا، اور اسے ہندستانی سماج نے بھی اپنایا۔ یہ رسم اورنگ زیب کے دور سے پہلے تک ہندستان میں مروج تھی لیکن اورنگ زیب کے زمانے میں یہ یکسر مسترد کر دی گئی اور اردو شاعری کی باضابطہ ابتدا وارتقا اورنگ زیب کے زمانے ہی میں فارسیت کے زوال کے ساتھ ہوتی ہے۔ اس لئے اردو شاعری میں اس کا ذکر بعد کے شعراء کے یہاں نہیں ملتا ہے۔ پہلے کے شعراء میں قلی قطب شاہ نے اس کو خوب برتا ہے۔ چنانچہ انہوں نے اپنی نظم کے نام ہی نو روز، عید نوروز رکھا۔ مثال میں چند اشعار ملاحظہ فرمائیں!

نورانی   نو   روز   نوراں   سوں   آیا

حمل حسب حالاں لے حضرت تھے دھایا

جگا جوت جگ میں دو   جھلکار جھم جھم

چمن   جوگ   چندر نمن   جگ   جگایا

کہ نس دن عید ہور نوروز منج کوں نت خدا دیتا

مرے دل مرغ کی خاطر پھولاں عشرت نوا دیتا

پھولاں کا عید ہے یک دہر خوشی نوروز ہے یک دہر

انندا ں   طرح کر   ساقی   طرب مو دل پیا دیتا

پیا مکھ نور تھے ہے جاوداں ہم عید ہم نوروز

سورج آ و حمل یا نہ عیاں ہم عید ہم نوروز

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

مبارک پن ترے مکھ نورسورج تھے ہوا پیدا

خراجاں لیکہ آئے ہیں شہاں ہم عیدو ہم نوروز ۷۷

قلی قطب شاہ

بہر حال اس سماجی رجحان سے بھی ہندستان نے استفادہ کیا ہے۔

مذکورہ بالا تفصیلات نے اس عقدے کو بھی سلجھا دیا ہے کہ اردو شاعری میں مستعمل رسوم و رواج کا تعلق کہاں سے ہے۔ اس وضاحت کے بعد ہمیں یہ تسلیم کرنے میں کوئی باک نہیں ہے کہ اردو شاعری نے فارسی سماج سے پہلو بہ پہلو استفادہ کیا ہے۔ اس طرح اس امر کی نشاندہی ہو جاتی ہے کہ فارسی نے اردو شاعری کے میدان کو وسعت بخشا ہے، اور اپنی طرح اس کے لئے بھی ایک کھلی فضا ہموار کیا ہے تا کہ وہ فارسی کے تمام تر پہلوؤں کو اپنے اندر سمیٹ کر اپنے اندر بھی ہمہ گیریت لا سکے۔

## (iii) عشق ومحبت

اردو شاعری نے فارسی شاعری سے سماجی سطح پر عشق و محبت کی جو روایت قائم کی ہے اس کی تاریخ نہ صرف یہ کہ طویل ہے بلکہ وہ مسلسل ہے اور یہ سلسلہ تا ہنوز جاری ہے۔ عشق و محبت میں فارسی شاعری کا جو رجحان ہے وہی اردو شاعری کا بھی ہے مثلاً عشق میں ایسے امور تک کو روا رکھنا جس کی شریعت اجازت نہیں دیتی۔ عشق و محبت کے تئیں آنے والے رجحانات کا سلسلہ لا متناہی ہے۔ یہاں پر چند مثالیں ذکر کر کے اپنی بات ختم کرنے کی کوشش کرونگا۔

عشق کی روح سے آشنا شعراء نے زاہدان تنگ نظر کی سخت تنقید کی ہے اور طنزیہ کلام کہے ہیں جس کی مثالیں فارسی و اردو دونوں میں ہی ملتی ہیں۔ مثلاً:

اے دل بیا کہ بر در میخانہ جا کنیم

واں مستی فوت شد از ما قضا کنیم

تا کہ ز زہد خشک گرانان صومعہ

خود را سبک کنیم و دل از قصہ وا کنیم کاشانی ۷۸

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

عراقی نے کچھ اس طرح طنز کیا ہے:

بقمار خانہ رفتم ہمہ پاکباز دیدم
چوں بہ صومعہ گذشتم ہمہ یافتم دغائی

در دیری زدم سرز دروں ندا برآمد
کہ بیا بیا عراقی توز خاصگان مائی

عراقی ۷۹

اب اردو شاعر کا طنز ملاحظہ کرتے ہیں۔

زاہد خشک کو شراب نہ دے
آب بے خار وخس کوں آگ نہ دے

مذہب زاہداں سے برتر ہے
عاشق پاکباز کا مشرب

اگر مسجد میں اے زاہد دومست نیم خواب آوے
ترے ہر دانۂ تسبیح سیں بوئے شراب آوے

سراج اورنگ آبادی ۸۰

محراب بیچ سجدہ ریائی ہے زاہدو
ان ابروؤں کو دیکھ کے قامت کوں خم کرو ۸۱

مذکورہ بالا فارسی و اردو شعراء کے زاہدوں پر طنز سے ظاہر ہوتا ہے کہ انہوں نے صاحب شریعت کا مذاق اڑایا ہے۔حالانکہ ایسی بات نہیں ہے۔ دراصل انہوں نے ان زاہدوں کی تنقید کی ہے جو صرف عبادت ہی کو سب کچھ سمجھتے ہیں اور عبادت کی روح سے ناآشنا ہوتے ہیں جسکا تعلق عشق حقیقی سے ہے۔ اسی طرح ایک مقام اور ہے جہاں پر شریعت کی خلاف ورزی لگتی ہے۔لیکن حقیقت میں بات یہ ہے کہ جو شخص عشق کی انتہا تک پہونچ جاتا ہے وہ ظاہرداری

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

کو محض ایک علامت سمجھنے لگتا ہے۔ اور باطن کی لذت سے آشنا ہو کر ظاہر سے اس قدر نفرت کرنے لگتا ہے کہ ظاہر دار لوگوں کا مخالف ہو جاتا ہے اور ہر مکتب فکر کی ظاہر داری کو محض رسم اور کھوکھلی حرکات وسکنات کے علاوہ کچھ اور نام نہیں دیتا۔ اس سلسلے میں مسلمانوں کی تسبیح اور غیر مسلموں کی زنار کی کبھی مخالفت کرتا ہے تو کبھی مسلمان ہوتے ہوئے زنار پہن لیتا ہے جس کا تعلق صرف ظاہر سے ہوتا ہے لیکن اس کا باطن بہت ہی پاک ہوتا ہے۔ مثال ملاحظہ ہو:

بگر دانم ز بیت اللہ قبلہ
بہ بیت المقدس ومحراب واقصا

مرا از بعد پنجہ سالہ اسلام
نزیبد چوں صلیبی بند برپا

روم ناقوس بوسم زیں تحکم
شوم زنار بندم زیں تعدا

خاقانی۔۸۲

اس کو اردو شعراء نے کس طرح برتا ہے ملاحظہ فرمائیں!

جب یار بسا دل میں سنسار سیں کیا کام
دلدار اگر یار ہے اغیار سیں کیا کام

ازبس کہ ہوا کفر اور ایماں سیں بیزار
تسبیح میں کیا مطلب زنّار اور میں کیا کام

سراج اورنگ آبادی۔۸۳

زاہد خشک اگر کفر میں ہووے آگاہ
رشتہء زلف تر ارشتہء زنّار کرے سراج اورنگ آبادی۔۸۴

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

بید خوانی نالہ و فریاد کی ہے صبح و شام

جس برہمن کو گلے کا ہار ہے زنّار عشق

سراج اورنگ آبادی۔۸۵

اور یہاں پر آ کر میؔر سوؔدا نے تو طنز کی انتہا کر دی ہے۔ چنانچہ سوؔدا یوں گویاں ہوئے:

کفر چاہیئے اسلام کی زینت کے لئے

حسن زنّار ہے تسبیح سلیمانی کا

سوؔدا

یہ تو سودا کی زنّار پرستی کی بات تھی جسے ہم نے زاہدوں پر طنز کے ضمن میں بیان کیا ہے۔ یہاں پر اس کی وضاحت ضروری ہے کہ میں بذات خود ایسے نظریات کا حامل نہیں۔

اس سلسلے کی کڑی میں میر نے تو مبالغہ کی جگہ غلو سے کام لیتے ہوئے طنز کیا ہے اور یوں گویا ہوئے۔

میؔر کے دین و مذہب کو پوچھتے کیا ہو ان نے تو

قشقہ کھینچا دیر میں بیٹھا کب کا ترک اسلام کیا

میؔر

فارسی و اردو شعراء کے اس طرح کے طنزیہ اشعار سے یہ پتہ چلتا ہے کہ شعراء نے خارجیت کی جگہ داخلیت پر زور دیا ہے۔ اور زنّار، قشقہ، تسبیح، اسلام، کفر اور صلیب جو مذہبی علامتیں ہیں انہیں شعراء نے بطور علامت ہی استعمال کیا ہے۔ ان علامتوں سے اپنی وابستگی کے انکار سے مذہب کا انکار نہیں کیا ہے۔ بلکہ ان ظاہری علامتوں کے بجائے داخلی جذبات کی عکاسی کی ہے جو مذہب کی روح یعنی عشق حقیقی سے مستعار ہیں۔

مندرجہ بالا تفصیلات کے علاوہ بھی عشق و محبت کے رجحانات ہیں جنہیں ہم یہاں پر بہ لحاظ اختصار نظر انداز کرتے ہوئے اپنی بات ختم کرتے ہیں۔ بس وضاحت کے لئے چند مثالیں پیش کی ہیں۔

سماجی رجحانات کے ذیلی عنوان، عشق و محبت کے تحت ہم نے طنز کو ذکر کیا ہے اس سے ایسا سمجھ میں آتا ہے کہ ہم

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

نے عشق کی تشریح میں خود اس کی ضد کا سہارا لیا ہے۔ لیکن ایسی بات نہیں ہے کیونکہ طنز دراصل عشق کے منتہی پر ہی ہوتا ہے۔ جسے عشق ومحبت کے مقتضا کی معرفت ہو جاتی ہے وہ پھر اسی طرح کی باتیں کرنے لگتا ہے جو بظاہر مجنوں کی بڑ لگتا ہے۔ جیسے منصور حلاج کو عشق کی روح حاصل تھی اور وہ اپنے محبوب حقیقی سے سچی محبت کرتے تھے یہاں تک کہ وہ فنا کے درجے تک پہونچ کر اپنے وجود کو کھو بیٹھے، بلکہ انہوں نے اپنے وجود کو اپنے محبوب کے وجود میں گم پایا اس لئے وہ غیر معقول بات کہنے لگے۔ اس طرح یہاں پر ہم نے عشق کی انتہا کو بیان کیا ہے جس کا لازمہ طنز ہے۔

اردو پر فارسی کے سماجی اثرات کے حوالے سے گفتگو ہم جمیل جالبی کے اس اقتباس پر ختم کرنا چاہتے ہیں تاکہ معاملہ بالکل بے غبار ہو جائے اور تشکیک کا کوئی پہلو باقی نہ رہے۔ ملاحظہ ہو!

''اس دور میں چونکہ عربی زبان اور اس کا ادب عجمیوں کے تہذیبی مزاج سے قریب تر تھا اسی لئے فارسی زبان عربی زبان کے سانچے میں ڈھل گئی اور اس دور میں یہ ایک بالکل فطری، تہذیبی وتخلیقی عمل تھا۔ بالکل یہی صورت اردو کے ساتھ پیش آئی اور اس نے بھی تہذیبی سطح پر اپنے سے قریب ترین زبان فارسی کے اصناف و بحور، موضوعات واسالیب اختیار کر لئے، فارسی شاعر انوریؔ کے لئے جیسے عربی شعراء ایک مثالی نمونے کا درجہ رکھتے تھے؛

شاعری دانی کدامیں قوم کردند آنکہ بود
ابتدا شاں امرؤالقیس انتہا شاں بوفراس

انوریؔ

اسی طرح اردو شعراء کے لئے فارسی شعراء نمونے کا درجہ رکھتے تھے۔

ہمارا حسن ہے شوق معلم ذہن کوں تیرے
سبق کچھ عنصری کا یا درس کچھ انوریؔ کا ہے

حسن شوقیؔ

نصرتی جہاں فخر کے ساتھ یہ کہتا ہے کہ ''دکن کا کیا شعر جیوں فارسی'' وہاں اپنی شاعری میں فارسی کے ہنر کو ملا کر ''شعر تازہ'' کی بنا ڈالنے کا بھی دعوی کرتا ہے۔

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

دگر شعر ہندی کے بعضے ہنر
نہ سکتے ہیں لیا فارسی میں سنور
میں اس دو ہنر کے خلاصے کوں پا
کیا شعر تازہ دونوں فن ملا

نصرتیؔ

یہی لے ہمیں ولیؔ کے یہاں سنائی دیتی ہے۔

ترا مکھ مشرقی، حسن انوری، جلوہ جمالی ہے
نین جامی، جبیں فردوسی و ابرو ہلالی ہے

یا

عرفیؔ و انوریؔ و خاقانیؔ
مجھ کو دیتے ہیں سب حساب سخن

ولیؔ دکنی ۸۶؎

جمیل جالبی کا یہ مذکورہ بالا اقتباس ہمارے دعوی کو نہ صرف یہ کہ ثابت کرتا ہے بلکہ اس کے خد و خال کو شفاف آئینے کی طرح ظاہر کرتے ہوئے اس پر مہر تصدیق ثبت کرتا ہے۔

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

## حوالہ جات:

(۱) سید شمس اللہ قادری، تاج اردو۔ بحوالہ محمود شیرانی، **پنجاب میں اردو**، نئی دہلی، قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، ۲۰۰۵ء

ص:۴۳

(۲) بحوالہ مرزا خلیل احمد بیگ، **اردو کی لسانی تشکیل**، علی گڑھ، ایجوکیشنل بک ہاؤس، ۲۰۱۰ء: ص ۵۰

(۳) حافظ محمود شیرانی، **پنجاب میں اردو**، نئی دہلی، قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، ۲۰۰۵ء: ص ۲۱۳

(۴) محمد حسین آزاد۔ **آب حیات**، دہلی، کتابی دنیا، ۲۰۰۸ء: ص ۶۶، ۶۷

(۵) ظ۔ انصاری، ابوالفیض سحر، **خسرو شناسی**، نئی دہلی، قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، ۲۰۱۰ء: ص ۲۴۴

(۶) ظ۔ انصاری، ابوالفیض سحر، **خسرو شناسی**، نئی دہلی، قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، ۲۰۱۰ء: ص ۲۴۴

(۷) قلی قطب شاہ۔ **کلیات محمد قلی قطب شاہ**، نئی دہلی، مرتبہ ڈاکٹر سیدہ جعفر، قومی کونسل برائے فروغ اردو

زبان، ۱۹۹۸ء: ص ۳۹۴

(۸) بحوالہ نصیر الدین ہاشمی، **دکن میں اردو**، نئی دہلی، قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، ۲۰۰۲ء: ص ۱۱۱

(۹) بحوالہ نصیر الدین ہاشمی، **دکن میں اردو**، نئی دہلی، قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، ۲۰۰۲ء: ص ۱۱۵

(۱۰) ملا وجہی، **قطب مشتری**، نئی دہلی، ترقی اردو بیورو، ۱۹۹۲ء: ص ۱۷

(۱۱) ڈاکٹر رشید موسوی، **دکن میں مرثیہ اور عزاداری**، نئی دہلی، ترقی اردو بیورو، ۱۹۸۹ء: ص ۶۰

(۱۲) محمد افضل افضلؔ، **بکٹ کہانی**، مرتب: نور الحسن ہاشمی و مسعود حسین خان، لکھنؤ، اتر پردیش اردو اکادمی ۱۹۸۶ء: ص ۴۲

(۱۳) بحوالہ، جمیل جالبی، **تاریخ ادب اردو**، جلد اول، نئی دہلی، ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس، ۲۰۱۱ء: ص ۶۲۸

(۱۴) بحوالہ، محمود شیرانی، **پنجاب میں اردو**، نئی دہلی، قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، ۲۰۰۵ء: ص ۲۲۲

(۱۵) ماخوز از مرزا خلیل احمد بیگ، **اردو کی لسانی تشکیل**، علی گڑھ، ایجوکیشنل بک ہاؤس، ۲۰۱۰ء: ص ۹۵

(۱۶) سید احتشام حسین، **اردو ادب کی تنقیدی تاریخ**، نئی دہلی، قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، ۲۰۰۹ء: ص ۴۴

(۱۷) ماخوز از **کلیات ولی**، مرتب نور الحسن ہاشمی، نئی دہلی، قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، ۲۰۰۸ء: ص ۱۰۶

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

(۱۸) ماخوز از **کلیات ولی**، مرتب نورالحسن ہاشمی، نئ دہلی، قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، ۲۰۰۸ء: ص ۲۳۳

(۱۹) ماخوز از **کلیات ولی**، مرتب نورالحسن ہاشمی، نئ دہلی، قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، ۲۰۰۸ء ص: ۲۷۳

(۲۰) جعفر زٹلی، **زٹل نامہ** (کلیات جعفر زٹلی) مرتب: رشید حسن خان، نئ دہلی، انجمن ترقی اردو (ہند)، ۲۰۱۱ء: ص ۱۲۵

(۲۱) جعفر زٹلی، **زٹل نامہ** (کلیات جعفر زٹلی) مرتب: رشید حسن خان، نئ دہلی، انجمن ترقی اردو (ہند)، ۲۰۱۱ء: ص ۱۸۹، ۱۸۸

(۲۲) جعفر زٹلی، **زٹل نامہ** (کلیات جعفر زٹلی) مرتب: رشید حسن خان، نئ دہلی، انجمن ترقی اردو (ہند)، ۲۰۱۱ء: ص ۲۳۰، ۲۳۱

(۲۳) ماخوذ از مرزا خلیل بیگ۔ **اردو کی لسانی تشکیل**، علی گڑھ، ایجوکیشنل بک ہاؤس، ۲۰۱۰ء: ص: ۱۰۹

(۲۴) فضل علی فضلی، **کربل کتھا**، مرتبین: مالک رام و مختار احمد آرزو، پٹنہ، ادارہ تحقیقات اردو، ۱۹۶۵ء: ص ۱۷

(۲۵) بحوالہ محمود شیرانی، **پنجاب میں اردو**، نئ دہلی، قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، ۲۰۰۵ء: ص ۲۱۸

(۲۶) آغا محمد باقر، **تاریخ نظم اردو**، ص ۵۴، (سن اشاعت و مطبع ندارد)

(۲۷) بحوالہ جالبی جمیل، **تاریخ ادب اردو** جلد دوم، حصہ اول، دہلی، ایجوکیشنل پبلیشنگ ہاؤس، ۲۰۱۱ء: ص ۳۳

(۲۸) بحوالہ خلیق انجم، **مرزا محمد رفیع سوؔدا**، نئ دہلی، قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، ۲۰۰۳ء: ص ۳۳۹

(۲۹) بحوالہ جالبی جمیل، **تاریخ ادب اردو** جلد اول، حصہ اول، دہلی، ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس، ۲۰۱۱ء: ص ۵۰۸

(۳۰) بحوالہ جالبی جمیل، **تاریخ ادب اردو** جلد اول، حصہ اول، دہلی، ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس، ۲۰۱۱ء: ص ۵۱۰

(۳۱) بحوالہ جالبی جمیل، **تاریخ ادب اردو** جلد دوم، حصہ اول، دہلی، ایجوکیشنل پبلیشنگ ہاؤس، ۲۰۱۱ء: ص ۵۱۷

(۳۲) بحوالہ جالبی جمیل، **تاریخ ادب اردو** جلد دوم، حصہ دوم، دہلی، ایجوکیشنل پبلیشنگ ہاؤس، ۲۰۱۱ء: ص ۴۸۔۷۴۷

(۳۳) بحوالہ جالبی جمیل، **تاریخ ادب اردو** جلد دوم، حصہ دوم، دہلی، ایجوکیشنل پبلیشنگ ہاؤس، ۲۰۱۱ء: ص ۷۷۹

(۳۴) بحوالہ جالبی جمیل، **تاریخ ادب اردو** جلد دوم، حصہ دوم، دہلی، ایجوکیشنل پبلیشنگ ہاؤس، ۲۰۱۱ء: ص ۷۸۰

(۳۵) بحوالہ جالبی جمیل، **تاریخ ادب اردو** جلد دوم، حصہ دوم، دہلی، ایجوکیشنل پبلیشنگ ہاؤس، ۲۰۱۱ء: ص ۷۸۲

(۳۶) بحوالہ جالبی جمیل، **تاریخ ادب اردو** جلد دوم، حصہ دوم، دہلی، ایجوکیشنل پبلیشنگ ہاؤس، ۲۰۱۱ء: ص ۷۸۴

(۳۷) بحوالہ جالبی جمیل، **تاریخ ادب اردو** جلد دوم، حصہ دوم، دہلی، ایجوکیشنل پبلیشنگ ہاؤس، ۲۰۱۱ء ص ۷۹۸

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

(۳۸) بحوالہ جالبی جمیل، **تاریخ ادب اردو جلد دوم**، حصہ دوم، دہلی، ایجوکیشنل پبلیشنگ ہاؤس، ۲۰۱۱ء: ص ۸۱۰

(۳۹) میر حسن، **سحر البیان**، علی گڑھ، ایجوکیشنل بک ہاؤس، ۲۰۱۱ء: ص ۶۵، ۶۷، ۶۹

(۴۰) پروفیسر گوپی چند نارنگ، **اردو زبان اور لسانیات**، رامپور، رضا لائبریری، ۲۰۰۶ء: ص ۱۱۱

(۴۱) پروفیسر گوپی چند نارنگ، **اردو زبان اور لسانیات**، رامپور، رضا لائبریری، ، ۲۰۰۶ء: ص ۱۲۰

(۴۲) ڈاکٹر غلام مجتبیٰ انصاری، **غزلیات قاسم**، پٹنہ۴، بہار اردو رائٹرس سرکل، ۱۹۷۷ء: ص: ۱۰۵

(۴۳) ابراہیم عطار نیشاپوری، **خسرونامہ** (داستان خسرو و شیریں منظوم)، تہران، کتاب فروش زوار: ص ۱

(۴۴) بحوالہ جالبی جمیل، **تاریخ ادب اردو جلد اول**، دہلی، ایجوکیشنل پبلیشنگ ہاؤس، ۲۰۱۱ء: ص ۶۱۷

(۴۵) ناصر خسرو، **دیوان ناصر خسرو** با مقدمہ سید حسن تقی زادہ، تہران، مؤسسہ انتشارات نگاہ، (۱۳۸۴ش): ص ۱۵۸

(۴۶) **کلیات محمد قلی قطب شاہ**، مرتبہ: ڈاکٹر سیدہ جعفر، نئی دہلی، قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، ۱۹۹۸ء: ص ۲۹۷

(۴۷) **کلیات عراقی**، ، از انتشارات کتب خانہ سنائی ص: ۱۱۰-۱۰۹

(۴۸) علامہ علی بن برہان الدین حلبی، **السیرۃ الحلبیۃ فی سیرۃ الأمین و المامون**، جلد اول، باب اول، : ص ۴۹

(۴۹) **کلیات عراقی**، از انتشارات کتب خانہ سنائی: ص ۱۱۰-۱۰۹

(۵۰) **کلیات عراقی**، از انتشارات کتب خانہ سنائی: ص ۹۹

(۵۱) ڈاکٹر غلام مجتبیٰ انصاری، **غزلیات قاسم**، پٹنہ۴، بہار اردو رائٹرس سرکل، ، ۱۹۷۷ء: ص ۱۱۳

(۵۲) **کلیات ولی**، مرتب نور الحسن، نئی دہلی، قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، ۲۰۰۸ء: ص ۷۵

(۵۳) **کلیات سراج**، ردیف ''ط'' مرتبہ عبد القادر سروری لکچرار اردو جامعہ عثمانیہ، حیدر آباد، مجلس اشاعت دکنی مخطوطات،

۱۳۵۷ء: ص ۲۸۵

(۵۴) بحوالہ: ظ۔ انصاری، ابوالفیض سحر، **خسرو شناسی**، نئی دہلی، قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، ، ۲۰۱۰ء: ص ۳۰۵

(۵۵) بحوالہ: ظ۔ انصاری، ابوالفیض سحر**خسرو شناسی**، نئی دہلی، قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، ، ۲۰۱۰ء: ص ۳۲۴، ۳۴۰

(۵۶) محمد حسن، **اردو ادب کی سماجیاتی تاریخ**، نئی دہلی، قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، ، ۱۹۹۸ء ص ۱۰۵

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

(۵۷) ابراہیم عطار نیشاپوری۔**خسرو نامہ** (داستان خسرو وشیریں) ص۱۴۱، کتاب فروشی زوار تہران

(۵۸) ملا وجہی ،**مثنوی قطب مشتری** (مرتب ڈاکٹر حمیرا جلیلی)، نئی دہلی،، ترقی اردو بیورو، ۱۹۹۲ء ص ۱۶۶

(۵۹) خلیق انجم ، **مرزا محمد رفیع سودا**، نئی دہلی،قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان ،۲۰۰۳ء:ص ۲۳۴

(۶۰) انوری ، **دیوان انوری** جلد دوم،، بہ اہتمام ۔محمد تقی مدرس رضوی ،شرکت انتشارات علمی وفرہنگی ، چاپ

دوم (۱۳۶۴ش) ص ۵۷۲

(۶۱) سودا، بحوالہ **مرزا محمد رفیع سودا**، خلیق انجم، نئی دہلی ،قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان ،۲۰۰۳ء:ص ۳۵۹

(۶۲) **دیوان حافظ**، تصحیح ومقدمہ، دکتر محمد رضا جلالی نائنی، دکتر نورانی وصال ،نشر نقرہ ، انتشارات سخن تومان، ۱۶۰۰ء:ص ۳۲۰

(۶۳) **کلیات محمد قلی قطب شاہ**، مرتبہ ڈاکٹر سیدہ جعفر، نئی دہلی ،قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان ،، ۱۹۹۸ء:ص ۴۲۹

(۶۴) بحوالہ: احمد گلچیں معانی، **تاریخ تذکرہ ہائے فارسی** ، جلد اول ، انتشارات دانشگاہ تہران، شمارہ ۱۲۳۶/۱، ۱۳۴۸:ص ۳۵۸

(۶۵) ولی دکنی ،**کلیات ولی** ، مرتب، نورالحسن ہاشمی ،نئی دہلی ،قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان ، ۲۰۰۸ء:ص ۲۵۴

(۶۶) ولی دکنی ،**کلیات ولی** ، مرتب، نورالحسن ہاشمی ،نئی دہلی ،قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان ، ۲۰۰۸ء ص ۱۶۰

(۶۷) گوپی چند نارنگ ، **اردو غزل اور ہندستانی ذہن وتہذیب**، نئی دہلی،قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان ،، ۲۰۰۲ء

ص ۳۸۵

(۶۸) ولی دکنی ،**کلیات ولی** ، مرتب، نورالحسن ہاشمی ،نئی دہلی ،قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان ،، ۲۰۰۸ء:ص ۷۳

(۶۹) ابراہیم عطار نیشاپوری،**خسرو نامہ** (داستان خسرو وشیریں) ،تہران، کتب فروشی زوار:ص ۲۶۷ تا ۲۶۹

(۷۰) میر حسن ،**مثنوی سحر البیان**، مرتب ڈاکٹر قمر الہدی فریدی، علی گڑھ، ایجوکیشنل بک ہاؤس ، ۲۰۱۱ء:ص ۱۷۷

(۷۱) **دیوان حافظ، فالنامہء کامل** ، باہتمام محمد قزوینی ودکتر قاسم غنی ، ناشر انتشارات چاف ۔ بہار ۱۳۸۴:ص ۸۶

(۷۲) محمد افضل افضلؔ ، **بکٹ کہانی** (بارہ ماسہ) ،مرتب: نورالحسن ہاشمی ومسعود حسین خان ،لکھنؤ، اتر پردیش اردو اکادمی ،

۱۹۸۶ء:ص ۳۵

(۷۳) **کلیات سراج** ، مرتبہ: عبدالقادر سروری ،لکچرار اردو جامعہ عثمانیہ، مجلس اشاعت دکنی مخطوطات ۱۳۵۷ء:ص ۲۹۷

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

(۷۴) **کلیات سراج**، مرتبہ: عبدالقادر سروری، مجلس اشاعت دکنی مخطوطات ۱۳۵۷ء:ص ۲۵۱

(۷۵) **کلیات محمد قلی قطب شاہ**، مرتبہ ڈاکٹر سیدہ جعفر، نئی دہلی، قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، ، ۱۹۹۸ء:ص ۵۵۱، ۵۵۲

(۷۶) نظامی گنجوی، **مثنوی خسرو وشیریں وفرہا**، آذربائیجان، نشریات فرہنگستان علوم جمہوری شوروی سوسیالیتی:ص ۴۰۲

(۷۷) **کلیات محمد قلی قطب شاہ**، مرتبہ ڈاکٹر سیدہ جعفر، نئی دہلی، قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، ۱۹۹۸ء:ص ۳۶۸، ۷۱۸، ۷۱۹

(۷۸) **دیوان کامل فیض کاشانی**، ہمراہ رسالہ گلزار قدس، مقدمہ وتصحیح، سید علی شفیعی، تہران، نشر چکامہ، چاپ سوم، ۱۳۷۱:ص ۵۲۱

(۷۹) بحوالہ: **شعر باستاں**، مرتب ڈاکٹر انوار الحسن، لکھنؤ یونیورسٹی، مکتبہ نعیمیہ، صدر بازار، مئوناتھ بھنجن، ۱۹۶۹ء:ص ۱۶

(۸۰) **کلیات سراج**، مرتبہ عبدالقادر سروری، مجلس اشاعت دکنی مخطوطات، ۱۳۵۷ء:ص ۹۴

(۸۱) **کلیات سراج**، مرتبہ عبدالقادر سروری، مجلس اشاعت دکنی مخطوطات، ۱۳۵۷ء:ص ۸۲

(۸۲) **دیوان خاقانی شیروانی**، ، مقدمہ دکتر ضیاء الدین سجادی، تہران، انتشارات کتاب فروشی زوار:ص ۲۵

(۸۳) **کلیات سراج**، مرتبہ عبدالقادر سروری، مجلس اشاعت دکنی مخطوطات، ۱۳۵۷ء:ص ۳۲۹

(۸۴) **کلیات سراج**، مرتبہ عبدالقادر سروری، مجلس اشاعت دکنی مخطوطات، ۱۳۵۷ء:،ص ۴۴۴

(۸۵) **کلیات سراج**، مرتبہ عبدالقادر سروری، مجلس اشاعت دکنی مخطوطات، ۱۳۵۷ء:ص ۲۹۷

(۸۶) جمیل جالبی، **تاریخ ادب اردو**، جلد دوم، حصہ اول، دہلی، ایجوکیشنل پبلیشنگ ہاؤس ۲۰۱۱ء:ص ۲۸

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

# باب دوم

## اردو میں فارسی سے ماخوذ الفاظ، تراکیب اور مضامین

(الف) الفاظ

(ب) تراکیب

(ج) مضامین

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

# (الف)

## الفاظ

اردو زبان وادب میں تحریری وتقریری دونوں زاویئے سے وسیلۂ اظہار کے طور پر استعمال ہونے والے الفاظ کا مطالعہ اگر تاثیر وتاثر کے حوالے سے نہ کیا جائے تو بات ادھوری رہ جائے گی۔اس لئے ہم یہاں پر اردو شاعری میں استعمال ہونے والے الفاظ کا مطالعہ اس حوالے سے کر رہے ہیں کہ ان کا تعلق کس زبان سے ہے۔

زبان وادب کا استعمال جب تحریری واسطے سے ہوتا ہے، اس وقت ادب ان لبادۂ حروف والفاظ کا محتاج ہوتا ہے جن کو صفحۂ قرطاس پر ثبت کرنے کے لئے کسی رسم الخط کی ضرورت پڑتی ہے۔ان دونوں لحاظ سے اردو میں فارسی کے حروف ورسم الخط کا مطالعہ بے حد ضروری ہوتا ہے۔اس لئے پہلے ہم حروف تہجی بیان کرتے ہیں۔

رسم الخط کے تعلق سے یہ متفق علیہ فیصلہ ہے کہ اردو جس طرح معانی، افکار اور نظریات کی سطح پر فارسی سے مستفیض ہے ویسے ہی اس نے رسم الخط بھی اسی ماخذ زبان سے اخذ کئے ہیں، چنانچہ مرزا خلیل احمد بیگ کی زبانی رسم الخط کے بنیادی عناصر میں حروف کی جو تعداد اردو میں پائی جاتی ہے وہ چار حروف ''ٹ، ڈ، ڑ، ے'' کے اضافے کے ساتھ فارسی کے ہی ہیں جس طرح فارسی رسم الخط بشمول چار حروف ''پ، چ، ژ، گ'' کے عربی رسم خط سے ماخوذ ہیں، اس طرح عربی کے کل حروف ۲۸، فارسی کے ۳۲، اور اردو کے ۳۶ ہوئے۔ساتھ ہی حروف کے علاوہ اعراب وعلامات مثلاً زبر، زیر، پیش، مد، الٹا پیش، ہمزہ، تشدید اور جزم وغیرہ بھی اردو رسم خط نے عربی فارسی سے ہی مستعار لئے ہیں۔

اردو الفاظ کے تحریری طرز وانداز کے تعلق سے بھی یہی رائے ہے کہ یہ بھی فارسی ہی کی دین ہے۔عربی کے دو خط (۱) نسخ (۲) تعلیق کی ترکیب کے ساتھ ایک عالم میر علی تبریزی نے ایک نئے خط نستعلیق کے نام سے ایجاد کیا، اسی خط کو اردو میں عام طور پر استعمال کیا جاتا ہے۔اس جاری بحث کی وضاحت کے لئے مرزا خلیل احمد بیگ کے اقتباس کے یہ سطور برمحل ثابت ہوں گے ملاحظہ ہو!

''چونکہ اس وقت عربی فارسی (اور ترکی) زبانوں کے ہزارہا الفاظ اردو (جسے پہلے ہندی، ہندوی کہتے تھے) میں

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

داخل ہو چکے تھے اور بہ صورت ریختہ فارسی اور ہندی (جس کا بعد میں اردو نام پڑا) کی پیوندکاری، شروع ہو چکی تھی اور ہندی یا ہندوی (قدیم اردو) کلام میں فارسی تراکیب، مصطلحات اور فقرات نیز فارسی مصرعوں اور ٹکڑوں کی آمیزش اس دور کی زبان کا مزاج بن چکی تھی جیسا کہ امیر خسرو (م ۱۳۲۵ء) اور محمد افضل افضلؔ (م ۱۶۲۵ء) کے کلام سے ظاہر ہے، اس لئے عربی فارسی رسم خط اس زبان کے لئے عین موزوں تصور کیا گیا"۔[۱]

اردو رسم خط کا تاریخی مطالعہ کرنے کے بعد معلوم ہوتا ہے کہ اردو میں عربی و فارسی رسم الخط کا باقاعدہ استعمال گیارہویں صدی عیسوی میں مسعود سعد سلمان نے کیا۔ بہرحال اردو میں رائج رسم الخط فارسی کی مرہون منت ہے۔ اردو کے مفرد الفاظ ہوں یا مرکب، خواہ وہ اسم کی حیثیت سے ہوں یا صفت کی حیثیت سے، ہر صورت میں ان سے فارسیت کی بو آتی ہے۔ جس سے اس کا صاف ادراک ہو جاتا ہے کہ اردو کے ذخیرۂ الفاظ میں فارسی کے الفاظ خاصے ہیں۔ اردو الفاظ کی کچھ آوازیں بھی فارسی سے ماخوذ ہیں، چنانچہ مرزا خلیل بیگ کے مطابق اردو کی چھ آوازیں فارسی سے ماخوذ ہیں، مثلاً:

(۱) لب دندانی صفیری : ف

(۲) لثوی صفیری : ز

(۳) حنک لثوی صفیری : ژ

(۴) غشائی صفیری (غیر مسموع) : خ

(۵) غشائی صفیری (مسموع) : غ

(۶) لہاتی بندشی : ق [۲]

درج بالا آوازوں کے پیش نظر حرفوں کے مصمتے (consonants) جو نسلاً خالص عربی و فارسی ہیں، ان کی صورت یہ بنے گی:

| طرز تکلم / جائے تکلم | لب دندانی | لثوی | حنک لثوی | غشائی | لہاتی |
|---|---|---|---|---|---|
| بندشی | | | | | ق |
| صفیری | ف | ز | ژ | خ غ | |

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

اردو میں مستعمل مفرد و مرکب الفاظ کا سلسلہ بہت ہی دراز ہے جسے ضبط تحریر میں لانے کے لئے مستقل ایک مقالے کی ضرورت ہے۔ ہم یہاں پر مختصر انداز میں کچھ الفاظ کی نشاندہی کرتے ہوئے انہیں اردو شاعری پر منطبق کرنے کی کوشش کریں گے۔ جن الفاظ کا ذکر مرزا خلیل احمد بیگ نے کیا ہے وہ حسب ذیل ہیں:

## اول: مفرد الفاظ

### (۱) مذہبیات میں استعمال شدہ الفاظ

خدا، پیغمبر، فرشتہ، بہشت، دین، نماز، اذان، تسبیح، جزا، حشر، ثواب، سجدہ، رکوع، دعا، آخرت، قیامت وغیرہ

### (۲) ملکی نظم ونسق میں مستعمل الفاظ

حکم، حاکم، انصاف، فیصلہ، عدالت، تخت، فرمان، تاج، دربان، قاضی، عدل، رعایا، وزیر، سلطنت، ملک، امیر، قصاص، جرم، سزا وغیرہ۔

### (۳) جنگ وحرب میں استعمال ہونے والے الفاظ

فوج، اسلحہ، خنجر، قاتل، دشمن، عسکر، پیادہ، تیر، شمشیر، تیغ، لشکر، یورش، حملہ، مہم، کوچ، نیزہ، فتح، میدان، کارزار، اسیر، رسد وغیرہ۔

### (۴) اشیاء خورد ونوش کے نام

دانہ، گندم، آب، عنب، ثمر، نان، کباب، لحم، شراب، شکر، غذا، شربت، عسل، شیر، نمک، برف، یخنی (شوربہ)، فالودہ، کوفتہ، کشمش، حریرہ وغیرہ۔

### (۵) ملبوسات کے نام

دستار، جامہ، قبا، خرقہ، کلاہ، پیراہن، قمیص، جیب، دامن، ازار، پوشش، عمامہ، جبہ، نقاب، مقنع وغیرہ۔

### (۶) اعضاء بدن کے نام

لب، رخسار، عارض، کمر، ابرو، گیسو، خال، چشم، زبان، دہن، رخ، مژہ، شکم، قلب، پا، دست، دوش، پشت،

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

استخواں، انگشت، دنداں، بال، جسم، مشت وغیرہ۔

**(۷) امراض اور علاج معالجہ میں مستعمل اصطلاحی الفاظ**

بخار، درد، تشخیص، حکیم، نسخہ، دوا، نبض، عطار، پرہیز، طبیب، شفا، دق، بیمار، فالج، مرض، عارضہ، ہاضمہ، پیچش، ہیضہ، قے، زکام، نزلہ، طاعون، وبا وغیرہ۔

**(۸) فنون لطیفہ اور ادب و جمالیات میں مستعمل الفاظ**

موسیقی، فن، تصویر، عکس، بت، رنگ، رقص، ساز، ادب، سخن، شعر، نغمہ، طرب، مطرب، بہار، گل، غنچہ، فراق، وصل، ہجر، لعشق، حسن، رشک، تغافل، جفا، مہر، رقیب، داستان، افسانہ، قصہ، شبیہ، قامت، محبوب، وفا، جمیل، کشش، حسین، پیکر وغیرہ۔ ؎۳

اب تک ہم نے اردو میں فارسی کے (اور عربی کے وہ مفرد الفاظ جو فارسی میں بھی مستعمل ہیں) مفرد الفاظ کا ایک مختصر خاکہ پیش کیا ہے۔ ان الفاظ کے ساتھ ساتھ فارسی کی صفات بھی اردو زبان میں بعینہ منتقل ہوگئی ہیں مثلاً:

سرخ، سبز، خوب، نیک، سرد، دانا، نفیس، طویل، عمیق، شریف، نازک، نرم، بلند، پست، سیاہ، نحیف، ضعیف وغیرہ۔

## دوم: مرکب الفاظ

### عطفی مرکبات

یعنی دو لفظوں کے درمیان واؤ حرف عطف کے درمیان کے ذریعے ایک لفظ مرکب بنایا گیا ہو۔ اسے عطفی مرکب کہتے ہیں خواہ وہ اسم سے مرکب ہو یا فعل سے یا پھر صفت سے مثلاً

**(۱) اسم سے مرکب الفاظ:**

علم وفن، شان وشوکت، خواب وخیال، گل وبلبل، شعروسخن، علم و ہنر، لیل ونہار، شیر وشکر، جان و مال، ظلم وستم، دیر و حرم، درو دیوار، رنج وغم، شب وروز وغیرہ۔

**(۲) فعل سے مرکب الفاظ**

آمد ورفت، خورد ونوش، نوشت وخواند، بود وماند، خرید وفروخت، گفت وشنید، نشست وبرخاست وغیرہ الفاظ۔

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

### (۳)صفت سے مرکب الفاظ

تروتازہ، نرم ونازک، صاف وشفاف، سردوگرم، خوب زشت، نحیف ولاغر، سیاہ وسفید، وغیرہ الفاظ۔ ؎۴

ان مفرد ومرکب الفاظ کے علاوہ اردو کے قواعدی عناصر بھی فارسی ہی سے ماخوذ ہیں، جن کی تفصیل مولانا محمد حسین آزاد نے اپنی کتاب 'آب حیات' میں کچھ اس طرح بیان کیا ہے، ملاحظہ فرمائیں!

### ☆اسم فاعل

اردو نے فارسی قواعدی عناصر سے ایک عنصر اسم فاعل کا طرز اخذ کیا ہے۔ چنانچہ فارسی اسم فاعل ''وفادار'' کے طرز پر اردو میں ''سمجھدار'' اور فارسی اسم فاعل'' باغبان'' کے طرز پر اردو میں گاڑی بان، ہاتھی بان، بیل بان، مگر بان، وغیرہ استعمال ہوا ہے۔

### ☆اسم ظرف

فارسی کے اسم ظرف'' قلمدان'' کے طرز پر اردو میں خاصدان، پاندان، ناگر دان، پیک دان، اور فارسی اسم ظرف'' قہوہ خانہ'' کے طرز پر مودی خانہ، پاخانہ وغیرہ بھی اردو نے استعمال کیا ہے۔

اس کے علاوہ حروف میں☆ حروف شرط مثلاً اگر چہ، اگر☆ واؤ عاطفہ مثلاً شب وروز☆ حروف استثناء میں مگر، سوا ☆ حروف نفی میں، نا، نہ☆ حروف ایجاب میں لفظ بجا، درست، واقعی، حق، بے شک، برحق، بہ سروچشم ☆ حروف تاکید میں ہرگز، زنہار، ضرور، البتہ☆ حروف تردید مثلاً خواہ ☆ حروف تمنا مثلاً کاش ☆ حروف ترقی مثلاً بلکہ وغیرہ۔ ؎۵

مذکورہ بالا فارسی کے قواعدی عناصر یا تو بعینہٖ اردو میں منتقل ہو گئے ہیں یا پھر اسی طرز پر اردو نے بنا لئے ہیں جن کو فارسی سے اثر پذیری کے خانے میں ہی ڈالا جائیگا۔

اس کے علاوہ فارسی زبان میں استعمال ہونے والا ایک قواعدی عنصر یائے نسبتی جیسے رومؔی، بسطامؔی، قادرؔی وغیرہ اور فارسی مصادر مثلاً گذشتن، فرمودن وغیرہ میں کچھ حذف واضافے کے ساتھ اردو نے اپنے مصادر بنا لئے ہیں۔

مثال کے طور پر فارسی مصدر کے آخر میں تبدیلی کے ساتھ ''نا'' بڑھا کر مصدر بنانا، مثال گذشتن سے گزرنا،

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

فرمودن سے فرمانا، بخشیدن سے بخشنا،لرزیدن سے لرزنا وغیرہ بھی فارسی کی ہی مرہون منت ہے۔

ایسے تو اردو میں مستعمل فارسی الفاظ کی تفصیل بہتوں نے پیش کی ہے مثلاً پروفیسر گوپی چند نارنگ نے اپنی کتاب **''اردو زبان اور لسانیات''** میں سیر حاصل گفتگو کی ہے جس کا اکثر حصہ غیر فارسی عناصر سے مملو ہے۔اور نصیر احمد خاں نے اپنی کتاب ''**اردو ساخت کے بنیادی عناصر**'' نیز مسعود حسین خان نے اپنی کتاب **''مقدمۂ تاریخ زبان اردو''** میں اور ان دونوں کے علاوہ مولوی عبدالحق نے اپنی کتاب ''**مرہٹی زبان پر فارسی کا اثر**'' میں اردو کے ایسے ہزاروں الفاظ گنائے ہیں جو فارسی سے آئے ہیں۔میں نے یہاں تفصیل کے بجائے اختصار سے کام لیتے ہوئے صرف یہ باور کرانے کی کوشش کی ہے کہ اردو الفاظ فارسی سے ماخوذ ہیں۔

الفاظ کی مختصر فہرست پیش کرنے کے بعد میں اب کچھ اشعار پیش کرنا چاہتا ہوں جن میں فارسی الفاظ بکثرت استعمال ہوئے ہیں، ملاحظہ ہو!

امیر خسرو کی مشہور غزل ''زحال مسکیں مکن تغافل درائے نیناں بتائے بتیاں'' کے اندر بکثرت الفاظ فارسی کے استعمال کئے گئے ہیں جس کی تفصیل تاریخی اثرات کے ضمن میں گذر چکی ہے ۔اس کے علاوہ بابا فرید کے یہاں بھی فارسی الفاظ کا بکثرت استعمال ملتا ہے ،۔جس کا بیان گذر چکا ہے۔اب ہم دیگر شعراء کے یہاں فارسی الفاظ کے استعمال کی شرح دیکھتے ہیں۔

شعر تیرا دُر و گوہر ہیں معانی سب میں
شعر حافظؔ کے سرا وپرا ہے تاج پرویز ؎۶

قلی قطب شاہ

یہ ہے قلی قطب شاہ کی فارسی شاعر حافظ سے اثر پذیری جس کا گواہ خود قلی قطب شاہ کا درج بالا شعر ہے۔

ولیؔ دکنی کی کلیات اٹھا کر دیکھ لیجئے اس میں کوئی ایسا کلام نہیں ہوگا جس میں فارسی سے استفادہ نہیں کیا گیا ہے ۔اگر ان کا کلام نقل کیا جائے تو ان کی پوری کلیات ہی ملحق کرنا پڑے گا، یہاں پر مثال میں ایک کلام ردیف ''ن'' سے لیا جاتا ہے۔اس پر طائرانہ نظر ہی سے فارسی سے اثر پذیری کی شرح معلوم ہو جائے گی۔ ولیؔ دکنی گویاں ہیں۔

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

فدائے دلبر رنگیں ادا ہوں

شہید شاہد گل گوں قبا ہوں

ہر اک مہ رو کے ملنے کا نئیں ذوق

سخن کے آشنا کا آ شنا ہوں

کیا ہوں ترک نرگس کا تماشا

طلب گار نگاہ با حیا ہوں

نہ کر شمشاد کی تعریف مجھ پاس

کہ میں اس سرو قد کا مبتلا ہوں

کیا میں عرض اس خورشید روسوں

تو شاہ حسن میں تیرا گدا ہوں

قدم پر اس کے رکھتا ہوں سدا سر

ولی ہم مشرب رنگ حنا ہوں ؎۷

ولی دکنی

حسن کا مسند نشیں وہ دلبر ممتاز ہے

دلبروں کا حسن جس مسند کا پا انداز ہے

غیر حیرت ہے خبر اوس آئینہ رو کی کے

راز کے پردے میں جس کی خاموشی آواز ہے

یاد سے اس رشک گلزار ارم کی اے ولی

رنگ کوں میرے سدا جیوں بوئے گل پرواز ہے ؎۸

ولی دکنی

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

ولؔی دکنی کی مذکورہ غزل نے فارسی الفاظ کی شرح واضح کر دیا جن کو ہم نے خط کھینچ کر ممتاز کر دیا ہے، ساتھ ہی سعداللہ گلشن کے مشورے پر عمل کی جھلک بھی اس سے دکھائی دیتی ہے جو اردو میں فارسی آمیزی کا تھا۔ ولی کے علاوہ اگر ہم جعفر زٹلی کی کلیات کا مطالعہ کرتے ہیں تو اس میں بھی عربی کے ساتھ فارسی الفاظ کی کثرت ملتی ہے بلکہ کہیں کہیں تو اردو شعر کہتے کہتے فارسی میں شعر کہنے لگتے ہیں۔ مثال میں یہ اشعار دیکھے جا سکتے ہیں۔

نمی دانی کہ ایں پنجرہ جتن کا

کشد آخر بہ برحلہ کفن کا

جعفر زٹلی

اس شعر میں لفظ ''کا'' کے علاوہ تمام الفاظ فارسی کے ہیں۔ ایسے ہی اگلے شعر میں لفظ ''کی'' ''رکھ'' ''پر'' اور ''میں'' کے علاوہ تمام الفاظ فارسی کے ہیں۔

بیا جعفر توکل پر قدم رکھ

خدا کی یاد دل میں دم بہ دم رکھ ۹؎

جعفر زٹلی

مثنوی سحرالبیان کے یہ اشعار بھی اس سلسلۂ اثر پذیری کی ایک کڑی ہے۔ مثلاً

سخن کی نہیں اس سے پوشیدہ بات

غوامض ہیں سب سہل اس کے نکات

سدا سیر پر اور تماشے پہ دل

کشادہ دلی اور خوشی متصل

بہت حشمت و جاہ و مال و منال

بہت فوج سے اپنی فرخندہ حال ۱۰؎ میر حسن

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

ز با افراط افطار فقیراں

کیئوں رجنا بہ آدھی بھوک رہتا

بہ خودخون جگر پیتا و جیتا

بہ دردو غم ہم آغوش رہتا

چوں مجنوں ذوفنون زار اینجا

کہ بے پروا زخود بے ہوش رہتا

مسافر راہ میں آب و غذا خوش

کز اشک و آہ دوشا دوش رہتا ؁۱۱

ملا عبدالحکیم ٹھٹھوی

بوصل تو مارا کجاہات ہے

کہ وصلے تو خیلے بڑی بات ہے

بکوئے تو گفتم کہ مسکن کنم

ولے کے مرا ایں درجات ہے

خم زلف تو گوشۂ ابرواں

دلم را عجائب مقامات ہے ؁۱۲

عبدالرحمان بابا

دل یوں خیال زلف میں پھرتا ہے نعرہ زن

تاریک شب میں جیسے کوئی پاسباں پھرے ؁۱۳

میرزا عبدالغنی بیگ قبول کشمیری

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

# عہدِ میرؔ و سوداؔ

میرؔ و سوداؔ کا عہد اردو زبان کے لئے عہد زریں تصور کیا جاتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اردو اب فارسی کے دائرے سے آزاد ہو رہی تھی اور اپنے اندر وسعت پیدا کر رہی تھی ،الفاظ کی سطح پر لین دین کا عمل کم ہو رہا تھا،اور مغل سلطنت کے زوال کے ساتھ اب لوگ فارسیت سے اردویت کی طرف آ رہے تھے۔

سوداؔ کو خان آرزوؔ نے اردو کی طرف متوجہ کیا ،چنانچہ اس کا بیان محمد حسین آزاد نے **''آب حیات''** میں کچھ اس طرح کیا ہے۔''خان آرزو نے کہا مرزا فارسی اب تمہاری زبان مادری نہیں۔اس میں ایسے نہیں ہو سکتے کہ تمہارا کلام اہل زبان کے مقابل میں قابل تعریف ہو۔طبع موزوں ہے،۔شعر سے نہایت مناسبت رکھتی ہے۔تم اردو کہا کرو تم یکتائے زمانہ ہو گے''۔ ۱۴؎

خان آرزوؔ کے مشورے پر سوداؔ نے اردو شاعری کی طرف بھرپور توجہ مبذول کیا جس کی ترجمانی خود انہی کے ان دو شعروں سے ہوتی ہے۔

کوئی زبان ہو لازم ہے خوبیِ مضمون
زبان فرس پہ کچھ منحصر سخن تو نہیں
کہاں تک ان کی زباں تو درست بولے گا
زبان اپنی میں تو باندھ معنیِ رنگیں ۱۵؎

سوداؔ

قائم جو کہے ہیں فارسی یار
اس سے تو یہ ریختہ ہے بہتر
قائم میں غزل طور کیا ریختہ ورنہ
اک بات لچر سی بزبان دکنی تھی ۱۶؎

قائمؔ

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

فارسی سے اردو کی طرف رجوع کے باوجود سوداؔ، میرؔ اور قائمؔ کے کلام میں فارسی الفاظ کا بکثرت استعمال ہے۔اس کی وجہ یہ ہے کہ اردو کا خمیر ہی چونکہ فارسی سے تیار ہوا ہے اس لئے اردو فارسی سے من کل الوجوہ پہلو تہی نہیں کر سکتی چنانچہ یہاں پر سودا کے اشعار بر محل ثابت ہوں گے۔

رخ سے دیکھوں ہوں میں اس زلف سیہ فام تلک
شام سے صبح تلک صبح سے شام تلک

یک نفس گرد چمن ہم نہ ہوئے بال فشاں
آشیانے سے اٹھ اک راست گئے دام تلک

آپ لے مجھ کو تو زاہد نہ سمجھ کور سوداؔ
خط خوباں سے پڑھا ہوں میں خط جام تلک ۱۷؎

سوداؔ

دیں شیخ و برہمن نے کیا یار فراموش
یہ سبحہ فراموش وہ زنار فراموش

دیکھا جو حرم کو تو نہیں دیر کی وسعت
اس گھر کی فضا کر گیا معمار فراموش

بھولے نہ مرے دل سے مرا مصرع جانکاہ
نالہ نہ کرے مرغ گرفتار فراموش

دل سے نہ گئی آہ ہوس سیر چمن کی
اور ہم نے کیا رخنۂ دیوار فراموش

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

بھولا پھروں ہوں آپ کو اک عمر سے لیکن

تجھ کو نہ کیا دل سے زنہار فراموش ۱۸

سوداؔ

سوداؔ کے یہ اشعار بھی ہمیں فارسی آمیزی کا یقین دلاتے ہیں۔

لے برادر تا پدرِ عم ابن عم

غرق لوہو میں پڑے ہیں یک قلم

بہہ گئی دریائے خوں میں ہے ستم

کشتی آل نبی آ منجھ دھار

باپ کو میرے محمد یک زماں

دیکھتے تنہا نہ زیر آسماں

ذبح کر ڈالا یہ بیکس کر کے واں

جس جگہ کوئی نہ یاور ہے نہ یار ۱۹

سوداؔ

جمیل جالبی نے سوداؔ کے جو اشعار نقل کئے ہیں ان پر فارسیت کا اثر گہرا ہے۔

شرار سنگ سے خاشاک کو جو پہونچے ضرر

لے آوے کھینچ کے دیواں میں کوہ کو پر کاہ

جو مشت فیض تو کھولے کسی پہ مثل صدف

تو موج آب گہر سے وہ نکلے کر کے شناہ ۲۰

سوداؔ

مذکورہ بالا تفصیلات سے یہ بات نکھر کر سامنے آتی ہے کہ جس زمانے میں فارسی سے انحراف کیا جا رہا تھا

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

اور با قاعدہ اردو میں شاعری کا مشورہ دیا جا رہا تھا اس زمانے میں فارسی زدگی کا یہ عالم ہے ۔ اس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ فارسی نے اردو پر کتنی گہری چھاپ چھوڑی ہے ۔ یہ تو رہی سودا کے اشعار میں فارسی الفاظ کے وفور کی شرح ۔اب آیئے ہم ذرا میؔر کا بھی مطالعہ کرتے ہیں ۔

گل کو ہوتا صبا قرار اے کاش
رہتی ایک آدھ دن ، بہار اے کاش

یہ جو دو آنکھ مند گئیں میری
اس پہ وا ہوتیں ایک بار اے کاش

شش جہت اب تو تنگ ہے ہم پر
اس سے ہوتے نہ ہم دوچار اے کاش

مرتے بھی تو ترے ہی کوچے میں
ملتی یہاں جائے گور دار اے کاش ۲۱

میر تقی میؔر

ایسے تو پوری کلیات میؔر ہی فارسی الفاظ سے بھری ہوئی ہے میں کس کلام کو لکھوں اور کس کو چھوڑوں انتخاب مشکل ہے ۔الغرض سوؔدا و میؔر دونوں ہی کے یہاں تقریباً ہر کلام میں فارسی الفاظ کی کثرت ہے اس لئے میؔر کے ایک اور کلام پیش کر کے بس اتنے پر ہی اکتفا کرتا ہوں ۔

بات شکوہ کی ہم نے گاہ نہ کی
بلکہ دلی جان اور آہ نہ کی

گل وآ ئینہ ماہ وخور نے
چشم اس چہرہ پر سیاہ نہ کی

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

کعبے سو بار وہ گیا تو کیا

جس نے یہاں ایک دل میں راہ نہ کی

واہ اے عشق اس ستمگر نے

جانفشانی پہ میری واہ نہ کی

جس سے تھی چشم ہم کو کیا کیا میؔر

اس طرف ان نے اک نگاہ نہ کی ۲۲

میؔر

قائم چاند پوری کے یہ اشعار بھی اس سلسلے کی کڑی ہیں۔

بے دماغی سے نہ اس تک دل رنجور گیا

مرتبہ عشق کا یاں حسن سے بھی دور گیا

جاتے ہو گر خواہ مخواہ

فبہا ، بہتر ، بسم اللہ

ہم سن کے پھنسے تھے آب ودانہ

سو یاں تہہ دام کچھ نہ نکلا

جب تک ہے مثل آئینہ امکان دیکھنا

دکھلا دے جو فلک سو مری جان دیکھنا ۲۳

قائم چاند پوری

اردو شاعری میں فارسی سے ماخوذ الفاظ کی تفصیلات کا مطالعہ کرنے کے بعد ہم اس نتیجے پر پہونچتے ہیں کہ فارسی نے نہ صرف یہ کہ اپنے بولنے والے افراد کی صنعت وحرفت کے راستے سے اردو کو ہندوستان پر اتارا ہے بلکہ اس کی تربیت وپرداخت کیلئے اپنے ذخیرۂ الفاظ بھی اردو کو عطا کیا ہے۔جس سے بہرہ ور ہوکر آج اردو کا درخت تناور نظر آرہا ہے۔

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

اور اس کی شاخیں اس طرح ہری بھری ہیں جیسے ان پر کبھی بھی موسم خزاں کا گذر ہی نہ ہوا۔ اس طرح اردو کی نشوونما کے لئے زمین کی ہمواری و آبیاری سے لے کر مکمل درخت ہونے تک فارسی کا احسان اردو پر رہا ہے۔ اس اعتبار سے وہ ایک مالی و باغبان بھی اور مربی و مشاطہ بھی۔

## (ب)

# تراکیب

اردو شاعری میں فارسی سے ماخوذ تراکیب کے سلسلے میں اگر بات کی جائے تو یہاں پر بھی ہمیں یہ اعتراف کرنا پڑے گا کہ اردو نے فارسی ترکیبوں سے معتد بہ استفادہ کیا ہے۔ ترکیب جس کا مفہوم ہوتا ہے ایک سے زیادہ الفاظ کو ایک جگہ اکٹھا کرنا، اس حیثیت سے کہ تمام الفاظ آپس میں ایک دوسرے سے آپس میں مربوط ہوں۔ ترکیب کی قسموں (۱) ترکیب وصفی (۲) ترکیب اضافی (۳) ترکیب اسنادی وغیرہ میں جس طریقۂ ترکیب کو فارسی نے اختیار کیا ہے بعینہٖ وہی طریقۂ ترکیب ہمیں اردو میں بھی دیکھنے کو ملتا ہے۔ ان دونوں زبانوں کے بذات خود مختلف ہونے کے باوجود ترکیبوں کے استعمال میں ایک ہی قدر مشترک پر دونوں ہی جمع ہیں۔ اس لحاظ سے ہم اردو زبان میں مستعمل تراکیب کو فارسی زبان سے مترشح مان سکتے ہیں۔

### (۱) ترکیب وصفی

فارسی ضابطے کے مطابق ترکیب وصفی کے استعمال کا طریقہ یہ ہے کہ موصوف پر کسرہ دے کر استعمال کیا جائے جیسے رنگِ سپید، اسپِ چابک، اور اسم فاعل سماعی کی صورت میں فارسی میں موصوف کو کسرہ دینے کے بجائے ساکن بھی رکھا جاتا ہے۔ مثلاً جبہ پوش، جسم فروش، کج کلاہ وغیرہ۔ ترکیب وصفی کی یہی صورت ہمیں اردو میں بھی جا بجا دیکھنے کو ملتی ہے۔ ترکیب وصفی کے دونوں طریقے حافظ کے اس ایک شعر میں جمع ہو گئے ہیں۔ ملاحظہ ہو!

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

گر چنیں جلوہ کند مغبچۂ بادہ فروش

خاکروب در میخانہ کنم مژگان را ۲۴

حافظ

حافظ نے اپنے شعر کے مصرع اول میں ''مغبچۂ بادہ فروش'' کی جو ترکیب باندھی ہے، وہ ترکیب وصفی ہے اور اس جملے میں ''مغبچۂ'' موصوف کو کسرہ دے کر استعمال کیا ہے اور اسی جملے میں ''مغبچہ'' کے بعد ''بادہ فروش'' میں ''بادہ'' موصوف کو بغیر کسرہ ساکن کی صورت میں استعمال کیا ہے۔اس اعتبار سے یہ ایک ہی جملہ ترکیب وصفی کے استعمال کی دونوں صورتوں کو اپنے اندر جمع کئے ہوئے ہے۔اس طرح کے مناظر اردو شعراء کے یہاں بھی دیکھنے کو ملتے ہیں۔مثال میں صرف ایک شاعر ولی دکنی کا یہ شعر پیش ہے۔ملاحظہ فرمائیں!

نہ بوجھ خود بخود موہن میں اڑ ہے

رقیب روسیہ فتنہ کی جڑ ہے ۲۵

ولی دکنی

ولی نے بھی اپنے اس شعر میں موصوف کو کسرہ دے کر اور بغیر کسرہ کے استعمال کیا ہے۔ وہ یوں کہ دوسرے مصرع میں ''رقیب'' موصوف کو کسرہ دے کر استعمال کیا ہے اور ساتھ ہی ''روسیہ'' میں ''رو'' موصوف کو بغیر کسرہ یا ''ی'' کے استعمال کیا ہے۔اس سے یہ بات واضح ہوگئی کہ ترکیب وصفی کی جو صورت فارسی میں نظر آتی ہے وہی اردو میں بھی نظر آتی ہے۔گویا اردو نے یہ ترکیب فارسی سے لیا ہے۔

## (۲) ترکیب اضافی

فارسی نے اضافی ترکیب کے لئے جو قاعدہ وضع کیا ہے وہ ایک تو ترکیب وصفی کی پہلی صورت (یعنی موصوف کو کسرہ دے کر استعمال کرنا) کی طرح ہے، کہ مضاف الیہ پر کسرہ دے کر استعمال کرتے ہیں مثلاً ''آب دریا'' ''آب زمزم'' ''دانہء تسبیح'' وغیرہ اور دوسری صورت یہ ہے کہ مضاف اور مضاف الیہ کے درمیان ''از'' (نسبت اضافی) داخل کر دیتے ہیں۔جبکہ تیسری صورت یہ بھی مستعمل ہے کہ مضاف اور مضاف الیہ کے درمیان ''بہ'' (نسبت اضافی) داخل

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

کر دیتے ہیں تینوں کی مثالیں فارسی و اردو شاعری میں بکثرت دیکھنے کو ملتی ہیں یہاں پر تقریب فہم کے لئے فارسی و اردو کے اشعار پیش ہیں۔ ترکیب اضافی کی پہلی صورت کی مثال میں فخرالدین عراقی کے یہ دو اشعار دیکھیں:

اگر یکبار زلفِ یاراز رخسار برخیزد

ہزاراں آہِ مشتاقاں زہر سوزار برخیزد

(کسرۂ مضاف الیہ کے ساتھ) صبا گراز سرِ زلفش بگورستاں بردبوئے

زہر گورے دوصد بیدل زبوئے یار برخیزد ۲۶

عراؔقی

ترکیب اضافی کی دوسری صورت کی مثال میں مولانا روؔم کا یہ شعر

(از کے رابطے کے ساتھ) بعد ازیں خون ریز درماں ناپذیر

کاندرافتاد از بلالی آں وزیر ۲۷

مولانا روؔم

ترکیب اضافی کی تیسری صورت کی مثال میں حافؔظ کا یہ شعر بالکل منہ بولتا ہے

(بہ کے رابطے کے ساتھ) بسوخت حافؔظ وبوئے بہ زلفَ یار نہ برد

مگر دلالت ایں دولتش صبا بکند ۲۸

حافؔظ

ترکیب اضافی کی تینوں صورتوں کی مثالوں سے اردو شاعری اس قدر بھری پڑی ہے کہ اردو شاعری میں فارسی کی ترکیب اضافی کی صورت کو (خاص طور سے پہلی صورت کو) عموم بلوئی حاصل ہے مثال میں ہم صرف ولؔی دکنی، سوؔدا اور میؔر کے اشعار پر اکتفا کر کے آگے بڑھتے ہیں۔ ملاحظہ ہو!

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

### ترکیب اضافی کی پہلی صورت

اردو

اس گلشن رخسار پر جو ئی کرے گر یک نظر

خطرہ نہ لاوے دلِ بھتر وجنتِ رضوان کا ۲۹؎

ولؔی دکنی

### ترکیب اضافی کی دوسری صورت

رحم ہم پر کس کو آئے یاں بغیراز مصطفٰے

کون پہونچاوے مدینے ہم کو پھر کر سائیاں ۳۰؎

سوؔدا

اردو

بعد از نماز سجدہ اس شکر کا کروں ہوں

روزوں کا چاند پیدا سب بے خبر رہا ہے ۳۱؎

میؔر

سنیو اے اہل سخن بعد از سلام

چھیڑتا ہے مجکو اک تخم حرام ۳۲؎

میؔر

### ترکیب اضافی کی تیسری صورت

دنیا کی حلاوت کا نہیں چاہتے ہم تخت

ہونا ہمیں اب خاکِ بسر تاج وری ہے ۳۳؎ سوؔدا

لطف کی بات تو یہ ہے کہ سوؔدا نے اپنے ایک ہی شعر میں ترکیب اضافی کی آخرالذکر دونوں صورتوں ''بہ''اور''از'' کا امتزاجی منظر بھی پیش کیا ہے اور وہ کچھ اس طرح ہے۔

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

غم ہے مجنون حسین ودل عالم وادی

اشک کی فوج ہے زنجیر بہ از فولادی ۳۴

سوداؔ

درج بالا اشعار میں ولیؔ نے ترکیب اضافی کی پہلی صورت کو استعمال کیا ہے اور میرؔ و سوداؔ نے دوسری اور تیسری صورت کو استعمال کیا ہے جو دراصل اردو شاعری کے فارسی سے اثر پذیر ہونے کی منہ بولتی تصویر ہے۔

ترکیب اضافی میں ایک رواج جو فارسی و اردو میں عام ہے وہ یہ ہے کہ شعرا اپنے کلام میں تتابع اضافات کا استعمال کرتے ہیں۔ یعنی ایک ہی مصری میں کئی کئی اضافتیں بہ تسلسل استعمال کرتے ہیں۔ یعنی ایک ہی لفظ مضاف الیہ بھی بنتا ہے اور مضاف بھی اس طرح اس کا سلسلہ کسی آخری مضاف پر ختم ہوتا ہے اس کی بھی بے شمار مثالیں ہیں لیکن ہم یہاں پر فارسی و اردو کے صرف دو شعر پر اکتفا کرتے ہیں

فلک غلامی حافظ کنوں بہ طوع کند

کہ التجا بہ در دولت شما آورد ۳۵

حافظؔ

حافظ نے اپنے شعر کے مصرع ثانی میں ''در دولت شما'' کے ضمن میں دو اضافتوں کا استعمال کیا ہے، اور اگر ''التجا'' کے بعد ''بہ'' کو ربط اضافی مان لیں تو تین تین اضافتیں ہو جائیں گی۔ اس طرح کی مثالیں اردو شاعری میں بھی ملتی ہیں۔ ولیؔ کا یہ شعر اسی مفہوم کا آئینہ دار ہے۔

سفر عشق کیوں نہ ہو مشکل

غمزہ ءچشم یار رہ زن ہے ۳۶

ولیؔ دکنی

ولی نے بھی اپنے اس شعر میں دو دو اضافتوں کا استعمال کیا ہے۔ اور میرؔ نے تو تتابع اضافات کی ایک نئی روایت ہی قائم کر دی۔ ملاحظہ ہو!

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

دل خوں شدہ ءکش مکش حسرت دیدار

آئینہ بدست بت بدمست حنا ہے ۳۷

میؔر

اس شعر کے دونوں مصرعوں میں صرف اضافت ہی اضافت ہے صرف اخیر میں لفظ ''ہے'' اضافت سے عاری ہے ورنہ پورا شعر ہی اضافت سے بھرا ہوا ہے۔ پہلے مصرع میں چار اضافات اور دوسرے مصرع میں تین اس طرح ایک شعر میں چار چار اضافتیں میؔر نے استعمال کیا ہے۔

### (۳) ترکیب اسنادی

ترکیب اسنادی میں بھی اردو نے فارسی سے استفادہ کیا ہے لیکن اس میں ذرا سا فرق ہے۔ وہ یہ کہ فارسی میں مسند و مسند الیہ کے لئے نسبت فارسی کا ہی لفظ ''است'' ہے اور اردو میں اردو ہی کا لفظ ''ہے'' ہے۔ مثلاً زید دانا است ہے (فارسی) زید دانا ہے (اردو)

ان دونوں زبانوں کے اسنادی ترکیب کے فرق میں ہندستانی سعدی (جو دکن کے رہنے والے تھے) کے

یہ اشعار دیکھئے، ان اشعار کو فارسی و اردو تراکیب کا سنگم بھی کہہ سکتے ہیں۔

قشقہ چوں دیدم بروخت گفتم کہ یہ کا ویت ہے

گفتا کہ دُر سو باورے اس شہر کی یہ ریت ہے

ہمنا تمھن کو یہ دل دیا، تم دل لیا اور دکھ دیا

ہم یہ کیا تم وہ کیا، ایسی یہ پیت ہے

سعدی کہ گفتہ ریختہ، دَر ریختہ، دُر ریختہ

شیر و شکر ہم ریختہ، ہم ریختہ ہم گیت ہے ۳۸

سعدؔی دکنی

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

مذکورہ بالا اشعار کے پہلے شعر میں پہلے مصرع اور آخری شعر میں دوسرے مصرع کے اخیر میں اگر تھوڑی سی تبدیلی کر دی جائے اور ہے کو است سے بدل دیا جائے تو فارسی مرکب اسنادی کی مثال ہو جائے۔

اب جبکہ اردو میں فارسی سے ماخوذ تراکیب پر گفتگو قواعدی نقطۂ نظر سے خط مستوی پر آ چکی ہے، تو میں مناسب سمجھتا ہوں کہ اردو میں مستعمل فارسی تراکیب کی مثالیں اردو اشعار کے ضمن میں پیش کر دوں، لہٰذا اردو کے ابتدائے عہد سے اٹھارہویں صدی یعنی عہد میر تک کے چند شعرا کے کلام بطور ثبوت کیا جاتا ہے جن سے یہ اندازہ لگانا آسان ہوگا کہ اردو شاعری میں فارسی تراکیب کس حد تک ماخوذ ہیں۔

اردو کے عہد طفولیت میں امیر خسرو کی شاعری ہو رہی تھی۔ جب ہم ان کی شاعری کا مطالعہ کرتے ہیں تو ایسا محسوس ہوتا ہے کہ اردو میں فارسی شاعری ہو رہی ہے۔ اس کی واضح مثال زحال مسکیں مکن تغافل ۔۔۔ الخ کلام ہے جو دراصل اردو میں ہے لیکن اس کے اندر فارسی الفاظ و تراکیب کا خوب استعمال ہوا ہے۔ ان کے بعد جس وقت اردو شاعری کی با ضابطہ ابتدا ولّی دکنی کے ذریعے ہوتی ہے اس وقت بھی ہم اردو کے اندر فارسی تراکیب کا وفور پاتے ہیں۔ ولّی دکنی کے یہ اشعار دیکھیں!

تو اس زلفاں کے حلقے سوں اگر دریا پہ چل جاوے
عجب نئیں اے پری پیکر اگر گرداب بل جاوے

کہاں طاقت ہے ہر اک کو کہ دیکھے تجھ طرف ظالم
ترے ابرو کی یہ شمشیر رستم دیکھ ٹل جاوے

چمن میں جلوہ گر جب دو گل رنگیں ادا ہووے
خزان خاطر عاشق بہار مدعا ہووے ۳۹

ولّی دکنی

ولّی دکنی کے محولہ بالا اشعار میں فارسی ترکیب ''شمشیر رستم'' اور آخری شعر میں ''خزان خاطر عاشق'' اور

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

''بہار مدعا'' کی ترکیب نے فارسیت کے اس رنگ کو اجاگر کیا ہے جس کی تہہ میں فارسی اردو سماجی میل جول کی روایت چھپی دکھائی دیتی ہے۔ وؔلی دکنی کے اشعار میں اس طرح کی سینکڑوں مثالیں موجود ہیں۔

وؔلی کے بعد جعفر زٹلی کے ان اشعار کو پڑھیے اور اردو میں فارسی توازن کی داد دیجئے۔

کپٹ کھوٹ تیرے سخن میں نہیں
سخن فہم تجھ سا نہ دیکھا کہیں

ہمارا تمہارا اگر ہو ملاپ
تو گاویں خوشی ساتھ باہم الاپ ؎ جعفر زٹلی

جعفر زٹلی کے دونوں اشعار میں فارسی ترکیب ''سخن فہم'' کا استعمال جو خالص اردو شعر کے اندر موجود ہے، اور اس پر مستزاد دوسرے شعر میں ''الاپ'' (جو خالص اردو غیر فارسی ہے) کے ساتھ باہم (جو فاسی ہے) کا استعمال ایسی ترکیبیں ہیں جن سے اردو کے فارسی تراکیب سے انتہا درجے کی اثر پذیری کا اذعان ہوتا ہے۔

قلی قطب شاہ اردو کے شاعر ہیں، اور انہوں نے اپنی شاعری میں زیادہ سے زیادہ اردو الفاظ استعمال کرنے کی کوشش کی ہے اور فارسی الفاظ و تراکیب سے پرہیز کیا ہے، لیکن ہم یہاں پر ان کے کچھ اشعار نقل کرتے ہیں جن سے فارسی الفاظ کے ساتھ فارسی تراکیب کی نشاندہی ہوگی اور یہ بات واضح ہو جائے گی کہ انہوں نے بھی فارسی کا سہارا لیا ہے۔

باغ کے پھولاں سراسر مست ہیں بن دیک آب
بات اب باساں سے کرتے ہور پیتے ہیں شراب

اپ عرق بُنداں تھے بھرتے ہیں پیالہ دم بدم
او پیالہ کن پیوے ہے اس سدا مستی کی داب

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

تم بہشتی کو ندا آتا ہے مے خانہ میں تھے

خوش طہورا مے تمی پیو کہ ہے وقت شباب

اس بچن میٹھے تھے جھڑتا ہے نمک بہو ناز سوں

اونمک داں تھے نمک دیو کہ ہو گا سم کباب

عرضہ کرنے پھول سب آئے ہیں تج کن ہات کھول

نرخ ہما را نا توڑو ہیں ہم تمن تھے نور یاب ؎۱

قلی قطب شاہ

قلی قطب شاہ نے اپنی اردو شاعری میں جو فارسی تراکیب ''دم بدم'' ''پیالہ کن'' (جو اپنے اندر تلمیحی اشارے بھی رکھتا ہے) اور ''نمکدان'' کا استعمال کیا ہے اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ شعرا نہ چاہتے ہوئے بھی فارسی تراکیب اپنے کلام میں جڑ دیتے تھے۔

وجہی کی قطب مشتری کے ان دو شعروں نے اردو میں فارسی ترکیب کے استعمال کا ایسا نمونہ پیش کیا ہے کہ اردو میں فارسی نوازی کا گمان ہونے لگتا ہے۔

رنگارنگ چمناں منے پھول تھے

نول شہ تماشے میں مشغول تھے

چمن در چمن سرد دورست ہو

کلیاں سرخوش ہور پھول سومست تھے ؎۲

وجہی

قطب مشتری میں استعمال فارسی ترکیب ''رنگا رنگ چمن'' کو ذرا بدل کر ''چمناں'' استعمال کیا گیا ہے۔ ورنہ پورا جملہ ''رنگارنگ چمن'' فارسی ترکیب کا عکاس ہے۔

سراج اورنگ آبادی کے اشعار

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

شعلہ رو جام بکف بزم میں آتا ہے سراؔج

گردن شمع کوں کیا باک ہے ڈھل جانے کا

مانند شانہ چاک مرا سینہ کیوں نہ ہوئے

تجھ زلف کے خیال میں آشفتہ حال تھا

وصل کے دن شب ہجراں کی حقیقت مت پوچھ

بھول جاتی ہے مجھے صبح کو پھر شام کی بات ۴۳؎

سراؔج اورنگ آبادی

میں ''شعلہ رو'' و ''جام بکف'' اور ''گردن شمع'' کی فارسی ترکیب سے یہ واضح ہوتا ہے کہ کلاسیکی شاعری کے شعرا فارسی سخن سے خاصا مذاق رکھتے تھے۔ فارسی تراکیب کے استعمال سے مقصد صرف فارسی نوازی نہیں ہے بلکہ اردو شاعری میں لطیف نکتے اور زبان و بیان کی خوبیاں پیدا کرنا مقصد ہے جس کی طرف دوسرے اور تیسرے شعر میں مستعمل ''مانند شانہ چاک'' ''آشفتہ حال'' اور ''شب ہجراں'' کی تراکیب اشارہ کر رہی ہیں۔ ان مذکورہ تراکیب کے اندر موجود بلاغی خوبیوں پر عش عش کئے بغیر کون رہ سکتا ہے۔

اس طرح کی ترکیب اور اس کے ساتھ بیان کی خوبیوں پر داد دینے کو اس وقت جی چاہتا ہے جب ہماری نظر میر حسن کی سحرالبیان کے شعر

روش کی صفائی پہ بے اختیار

گل اشرفی نے کیا زر نثار ۴۴؎

میر حسن

میں ترکیب ''گل اشرفی'' اور اس کی مناسبت سے بلاغت آمیز ترکیب ''زر نثار'' پر پڑتی ہے۔ یہ ترکیبیں فارسی ہونے کے ساتھ ساتھ اپنے اندر بلاغی خوبیاں بھی رکھتی ہیں۔

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

''عاشور نامہ'' کے مصنف اسمٰعیل امروہوی کے یہ مصرعے دیکھیے اور فارسی ترکیب کے برمحل استعمال کے ہنر پر داد دیجئے۔

ع　　　کہا کوئی ایسا نہیں در جہاں

ع　　　دیکھے کیا بی بی کوں جو درخواب میں　۴۵

اسمٰعیل امروہوی

درج بالا مصرعوں میں استعمال در جہاں اور درخواب خالص فارسی ترکیب ہے جو اردو مصرعوں میں بڑی خوبصورتی کے ساتھ جڑے گئے ہیں۔

اب ہم میرؔ و سوداؔ اور قائمؔ کے چند اشعار دیکھتے ہیں تا کہ ان کی شاعری میں فارسی تراکیب کے استعمال کی شرح معلوم ہو سکے۔

آہ کس سرو میں قمری ہے قدِ یار کی طرح
نالہ کرتی ہے تو میرے دلِ افگار کی طرح

طفل و کنجشک کا دیکھا ہے کبھو ربط بہم؟
دل سے میرے یہی اس شوخ کے ہے پیر کی طرح

نہ بندھے قصد پر کاہ تلک ہم سے کمر
تیغ اگر جز و بدن اپنے ہو کہسار کی طرح

ڈالی بازار جو سوداؔ نے متاع دل کو
لٹ گئی دیکھتے ہی جنس خریدار کی طرح　۴۶

سوداؔ

سوداؔ کے تمام کلام کو چھوڑیئے درج بالا اشعار میں مستعمل فارسی تراکیب ''قد یار''، ''دل افگار''، ''طفل و کنجشک''

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

''ربط بہم''، ''قصد پر کاہ''، ''جزوبدن''، ''متاع دل'' اور ''جنس خریدار کا استعمال اور ان کے ساتھ ان کے مناسبات کا استعمال فارسی نوازی کے ساتھ ساتھ بلاغت نوازی کی طرف غماز ہے، ساتھ ہی ایک خوبصورت استعمال ''سرو میں قمری''، اردو میں فارسی آمیزی کے ساتھ جدت استعمال بھی ہے۔

میؔر و قائؔم کے اشعار پیش ہیں

گل صد رنگ چمن میں آئے بادخزاں سے بکھر ہی گئے
عشق وجنوں کی بہار کے عاشق میؔر جی گل کھاتے ہیں ہنوز

کب سے قیدی ہیں پہ ہے نالش بسیار ہنوز
دل بہاران چمن کا ہے گرفتار ہنوز

وہ مہ چاردہ اس شہر سے کب کا نکلا
ہر گلی جھانکتے پھرتے ہیں طلب گار ہنوز

اب کی بالیدن گلہا تھا بہت دیکھو نہ میؔر
ہمسر لالہ ہے خار سرِ دیوار ہنوز ۴۷؎

میر تقی میؔر

ان خوش چھبوں کے ہائے رے یہ تنگ پوشیاں
ذرہ نہ کسمسائے کہ چولی مسک گئی ۴۸؎

قائم چاند پوری

درج بالا میؔر کے اشعار میں مستعمل فارسی تراکیب ''گل صد رنگ، بادخزاں، نالش بسیار ہنوز، گرفتار ہنوز، مہ چاردہ، طلب گار ہنوز، بالیدن گلہا اور ایک لمبی ترکیب خارِسرِ دیوار ہنوز فارسیت کے ساتھ ساتھ حسن بیان کی خوبیاں بھی رکھتی ہیں۔ جن سے مشام علم وہنر کے ساتھ مشام ذوق بھی معطر ہو جاتا ہے۔ اور قائؔم کے شعر میں مستعمل ''تنگ پوشیاں''

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

ترکیب نے تو فارسی ترکیب ''تنگ پوشی'' کی اردو جمع ''تنگ پوشیاں'' سے جدت استعمال کی خوبی پیدا کر دی ہے۔ بہر حال اردو شاعری میں فارسی تراکیب کے استعمال کی ایک لمبی فہرست ہے جسے اس مختصر مقالے میں سمیٹنا متعذر رہے۔

اخیر میں فائزؔ دہلوی کے اشعار میں خط کشیدہ تراکیب پر نظر ڈالتے ہیں تو اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ فارسی کے اثرات خاص شعرا مثلاً میرؔ و سوداؔ کی شاعری پر ہی فقط نہیں پڑے ہیں بلکہ ان کے علاوہ کے یہاں بھی فارسی اثرات دیکھنے کو ملتے ہیں۔ چنانچہ فائزؔ دہلوی کے خط کشیدہ تراکیب فارسی ہونے کے ساتھ ساتھ بلاغت کے اعلیٰ معیار پر فائز ہے۔ ملاحظہ ہو!

جب سجیلے خرام کرتے ہیں — ہر طرف قتل عام کرتے ہیں
یار کو عاشقان صاحب فن — ایک دیکھے میں رام کرتے ہیں
یہ نہیں نیک طو رخوباں کے — آشنائی کو عام کرتے ہیں
شوخ میرا بتاں میں جب جاوے — اس کو اپنا امام کرتے ہیں ۴۹؎

فائزؔ دہلوی

اردو میں فارسی تراکیب کے استعمال کا سلسلہ یہیں پر ختم نہیں ہوتا بلکہ اس کے تانے بانے آگے بھی دکھائی دیتے ہیں جو میری تحقیق میں داخل نہیں ہیں۔

## (ج)

# مضامین

اردو شاعری میں فارسی مضامین کی بہتات ہمیں بتاتی ہے کہ اردو شعرا نے فارسی شعرا کو خوب پڑھا ہے اور اپنے افکار و نظریات فارسی شعرا کے افکار و نظریات سے ہم آہنگ کرنے کی کوشش کی ہے۔ عشق و محبت ہو یا طنز و مزاح کے موضوعات یا پھر سماجی عناصر کے ساتھ تصوفانہ حال و قال کی داستان سب کے سب فارسی سے لئے گئے ہیں، پڑھنے

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

کے بعد کبھی کبھی تو ایسا محسوس ہونے لگتا ہے کہ اردو شعرا نے فارسی اشعار کا بعینہٖ ترجمہ کر دیا ہے۔ اور یہ تعامل وؔلی دکنی ، سوؔدا اور میؔر کے یہاں زیادہ نظر آتا ہے۔ اس سلسلے میں امیر خسرؔو نے اردو کے بجائے فارسی میں ہی فارسی مضامین کو اپنی شاعری میں برتا ہے۔ وؔلی ، سوؔدا اور میؔر کے علاوہ کبیر داس کے یہاں بھی فارسی مضامین دیکھنے کو ملتے ہیں مثال ملاحظہ ہو

فارسی چہ بندی تو دل بر سرائے فسوس
که هرناں همی آید آدائے کوس

فردوؔسی

اردو کبیر سر پر سرائے ہے کیا سوئے سکھ چین
سوانس نگارا کوچ کا باجت ہے دن رین

کبیر داؔس

فارسی ع ہر کسے پنج روزہ نوبت اوست

حافظ شیرازی

اردو کبیر نوبت آپنی دن دس لیہو بجائے

کبیر داس

فارسی ہر کس بقدر خویش گرفتار محنت است
کس را نداد ہند برات مسلمی

ابوالفرج

اردو راجا دکھیا پر جا دکھیا جوگی کو دکھ دو ناری
کہے کبیر سنو بھائی سادھو کوئی مندر نہیں سو ناری

کبیر داس

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

فارسی چشم بند ولب بہ بند و گوش بند

گر نہ بینی سرحق برمن بہ خند

مولانا روم

اردو دیکھ رہی دیکھ تجھ میں تیرا ڈہنی دم کو روک دیدار پاوے

دم کو روک اور مول کو بند کر چاند سورج گھر ایک آوے ۵۰؎

کبیر داس

مذکورہ بالا فارسی اشعار کے ساتھ کبیر داس کے اشعار کے ربط کو دیکھنے کے بعد معلوم ہوتا ہے کہ فارسی مضامین بعینہٖ کبیر داس کی شاعری میں اتر آئے ہیں۔

فارسی مضامین اردو میں لینے کی مثالیں وؔلی دکنی کے اشعار میں دیکھتے ہیں۔

فارسی شب مرا تا بروز خواب نبود

دردو چشمم بغیر آب نبود

حسؔن

فارسی شاعر حسؔن کے مذکورہ شعر کے اس مضمون کو ولی دکنی نے اپنی شاعری میں جس طرح برتا ہے، اس پر ترجمہ ہونے کا گمان ہوتا ہے۔ منظر ملاحظہ ہو!

اردو آج کی رین مجھ کو خواب نہ تھا

دونوں آنکھوں میں غیر آب نہ تھا

وؔلی دکنی

اسی طرح کے اخذ مضامین یا ترجمہ نگاری کا منظر آگے آنے والے اشعار میں بھی ملاحظہ کرتے چلیے۔

فارسی اے حسن یار گر خطائے کرد

ہم شکایت ازو ثواب نبود حسؔن

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

اردو  گلہ شوخ اے ولی کرنا

ہو کسی کن مجھے ثواب نہ تھا

ولؔی دکنی

ولؔی نے جس طرح فارسی شاعر حسنؔ کے اشعار کا بعینہ ترجمہ کر دیا ہے، اسی طرح ایک فارسی شاعر صائبؔ سے بھی استفادہ کیا ہے ملاحظہ ہو!

فارسی  دگر نہ رتبہء نظم است از چہ رو صائبؔ

مقام بر سر چشم است بیت ابرو را

صائبؔ

اردو  مت شعر پر تو چشم حقارت سے کر نظر

مانند ابروؤں کے انکھاں ہے جائے بیت ۵۱؎

ولؔی دکنی

فارسی  نہ چناں گرفتہ ای جاں بہ میان جان شیریں

کہ تواں تر او جاں راز ہم امتیاز کردن

نظیرؔی

اردو  ایسا بسا ہے آ کر تیرا خیال جیو میں

مشکل ہے جیوں سوں کوں امتیاز کرنا

ولؔی دکنی

فارسی  تحقیق حال ما زنگہ می تواں نمود

حرفے ز حال خویش بہ سیم ما نوشتہ ام

نظیرؔی

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

اردو　　پیتم نے قدم رنجہ کیا میری طرف آج

یہ نقش قدم صفحہء سیما پہ لکھا ہوں　　۵۲

وؔلی دکنی

وؔلی دکنی کے اب تک کے اشعار سے یہ بات واضح طور پر سمجھ لی گئی کہ اردو شاعری اپنے اول عہد میں فارسی سے مضامین کی سطح پر اس قدر استفادہ کر رہی تھی کہ اس استفادہ کو اگر ترجمہ نگاری کا نام دیا جائے تو بالکل غلط نہ ہوگا۔ حد تو یہ ہے کہ فارسی اشعار میں جو الفاظ وتراکیب استعمال کئے گئے ہیں من وعن وہی الفاظ وتراکیب اردو اشعار میں مستعمل ہیں، اور مضامین بھی وہی۔

فارسی مضامین اخذی کا سلسلہ ایسا نہیں کہ وؔلی پر ہی ختم ہو جاتا ہے، اور اردو شاعری بعد میں (یعنی ولی کے بعد) خود کفیل ہونے کے سبب فارسی سے مضامین لینے کی محتاج نہیں رہتی ہے، بلکہ عہد میرؔ (جہاں تک میرا کام ہے ورنہ آگے بھی یہ اثرات نظر آتے ہیں) تک کو یہ روایت محیط ہے اور تقریباً سبھو ں نے فارسی مضامین کو اپنی اردو شاعری میں برتا ہے۔ ذیل میں چند شعرا کے اشعار فارسی اشعار کے ساتھ پیش کئے جاتے ہیں۔ ملاحظہ ہو!

فارسی　　رویش سیاہ سازند نام آوران عالم

ہموار گر عقیقے از بہر نام گردد

صائبؔ

اردو　　نگیں ما نند حاصل ہے اسے آخر سیہ روئی

جسے خواہش ہے اے داؤد جگ میں نامداری کا

داؤدؔ

فارسی　　گر سوز عشق بلبل نالاں اثر نہ کرد

پیراہن گل از چہ گریباں دریدہ شد

رومیؔ

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

اردو گر نہیں ہے نالہء وفریاد بلبل کو اثر

غنچہء گل نے کیا ہے بے سبب کیوں جامہ چاک

داؤد

فارسی روز بد یارے نمی آید زماں را دیدہ ام

سایہ ہم در زیر پا کم می شود وقت زوال

دلاور خاں نصرت

اردو یار جانی روز بد رہتے ثابت ورنہ جاں

چھاؤں بھی پھرتی ہے ایدھر سیں اودھر وقت زوال

عاجز

فارسی حسن سبزے بخط سبز مرا کرد اسیر

دام ہم رنگ زمیں بود گرفتار شدم

غنی

اردو خط سبز آفت جاں تھا مجھے معلوم نہ تھا

دام سبزے میں نہاں تھا مجھے معلوم نہ تھا

فدوی

فارسی ہر چہ می خواہی طلب کن صائب از شاہ نجف

منتے گر می کشی از مرد شہ باید کشید

صائب

اردو ہر کسی نامرد کی کیا التجا کیجئے مراد

التجا گر کیجئے با شاہ مرداں کیجئے ۵۳ مراد

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

فارسی بوسہء بے ادبم آں قدر آورد ہجوم
کہ لبِ لعل ترا فرصت دشنام نبود

غنیمتؔ

اردو بے ادب بوسے نے میرے اس قدر جھومر کیا
لعل لب کو تیرے کچھ فرصت نہ تھی دشنام کی

صاحبؔ (بعد میں شفیقؔ سے تخلص کیا)

فارسی شرم می آید ز قاصد طفل محجوب مرا
بر سر راہش بیامد از ید مکتوب مرا

نظیریؔ

اردو شرم آتی ہے مرے قاصد سے اس محجوب کو
راہ میں کوچے کے میرے ڈال دو مکتوب کو

صاحبؔ

فارسی بروز حشر شہیداں چو خوں بہا طلبند
تبسمے کن و خاموش کن زبان ہمہ

ملک قمیؔ

اردو بروز حشر شہیداں جو خوں بہا مانگیں
تبسم ایک کر اور کر زبان سب کو بند

صاحبؔ

فارسی بکشائے تر بتم را بعد از وفات و بنگر
کز آتش درونم دود از کفن برآید حافظؔ

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

اردو اس داغدار دل کو گاڑو نہ ساتھ میرے

ڈرتا ہوں مت لگے اٹھ آتش میرے کفن میں ۵۴

یقینؔ

فارسی ناخن تمام گشت معطر چو برگ گل

بند قبائے کیست کہ وامی کنیم ما

مخلصؔ

اردو کیا بدن ہوئے گا کہ جس کے کھولتے جامے کے بند

برگ گل کی طرح ہر ناخن معطر ہو گیا

یقینؔ

فارسی درفراق تو چہا اے بت محبوب کنم

صبر ایوب کنم گریہء یعقوب کنم

مظہر یا مخلص کاشی

اردو ہم نے کیا کیا نہ ترے عشق میں محبوب کیا

صبر ایوب کیا گریہء یعقوب کیا ۵۵ مضمونؔ

فارسی شعرا کے مضامین ومفاہیم کس طرح اردو شعرا نے اپنے کلام میں بشکل نظم پروئے ہیں، اس کی ایک جھلک ہم نے یہاں پر دیکھ لیا۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ اردو شاعری کے ذخیرہء مضامین کا بیشتر حصہ فارسی سے عاریتاً لیا گیا ہے۔ یہ تو فارسی شعرا اور اردو شعرا کے اشعار میں موجود مضامین کی بات تھی، لیکن جب ہم اردو شاعری کا مطالعہ ذرا اور غائرانہ کرتے ہیں تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ جو شعرا اردو کے تھے اور انہوں نے اپنی فارسی شاعری میں کوئی مضمون باندھا ہے تو اس کی ترجمانی دوسرے اردو شعرا نے اپنی اردو شاعری میں کی ہے اور وہی مضمون باندھے ہیں۔ مثال میں ہم امیر خسروؔ (جو اردو شاعر بھی ہیں بلکہ بانیان اردو میں سے ہیں) کی فارسی شاعری میں باندھے گئے مضامین کے آئینے

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

میں دیگر شعرا کی شاعری کا مطالعہ مضامین کی سطح پر کرتے ہیں۔ تاکہ اس تقابلی مطالعے سے اس بات کی وضاحت مزید ہو جائے کہ فارسی شاعری کے مضامین اردو میں آئے ہیں۔

فارسی

متاعِ وصل جاناں بس گراں است
کہ ایں سودا بجاں بودے چہ بودے

امیر خسرو

اردو

ہے متاعِ وصل جاناں بس گراں
جان سے ہوے سودا تو کیا ارزاں ہے

بشیر بیگ عاشق

فارسی

نباشد در کنار مادراں اطفال را خوفے
چہ شیریں اصطلاح است ایں کہ مادر را اماں گویند

امیر خسرو

اردو

نہیں ڈرتے کسی سے اپنی ماں کے پاس جب لگ ہوں
میں اب سمجھا اماں اس واسطے کہتے ہیں سب لڑکے

عاشق علی خاں عاشق

فارسی

پیم رسیدہ جانم تو بیا کہ زندہ مانم
پس از آنکہ من نمانم بہ چہ کار خواہی آمد

امیر خسرو

اردو

اس وقت میں جو مجھ تک پہنچو تو واہ وا ہے
گر قصد بعد میرے تم نے کیا تو پھر کیا

سودا

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

فارسی　　　عام حکم شراب می خواہم

محتسب را کباب می خواہم

امیر خسرو

اردو　　　عام حکم شراب کرتا ہوں

محتسب کو کباب کرتا ہوں　　۵۶

میر

یہ تو رہی امیر خسرو کی فارسی شاعری کے مضامین سے اردو شاعری کی مضامین کی سطح پر اثر پذیری، جس سے اس امر کی عقدہ کشائی ہوتی ہے کہ خود اردو شاعری کی فارسی شاعری کے فارسی مضامین اردو شاعری میں منتقل ہوئے ہیں۔ لیکن بات یہیں پر ختم نہیں ہو جاتی بلکہ امیر خسرو کی معروف تصنیف ''ہشت بہشت'' کی داستانوں کے

مضامین کو ایک طرف رکھئے اور خشنود کے اردو فن پارہ ''جنت سنگار'' کو دوسری طرف رکھئے آپ کو اندازہ ہو جائے گا کہ مجموعی طور پر امیر خسرو کی ''ہشت بہشت'' کا ترجمہ ہے مثال میں چند اشعار ملاحظہ فرمائیں!

**(حمد و نعت)**

| ہشت بہشت از امیر خسرو | جنت سنگار از خشنود |
|---|---|
| سخن آں بہ کہ بعد حمد خدائی | کہا ہوں حمد اول میں خدا کا |
| بود از نعت خواجہء دوسرائی | کہا ہوں نعت بعد از مصطفیٰ کا |
| احمد آں مرسل خلاصۂ کون | محمد مصطفیٰ محبوب رب کا |
| پردہ پوش امم بدامن عون | کہے سارے نبی توں تاج سب کا |

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

میم احمد کہ دراحد غرق است
کمر خدمت از پے فرق است

| | |
|---|---|
| احمد اندر احد کمر بنداست | کہ احمد احد میں باندیا کمر بند |
| یعنی این بندہ آں خداونداست | جو یو بندا ہے او صاحب خداوند |

**(داستان)**

| | |
|---|---|
| روز آدینہ کزخزانہء نور | عجب کچھ روز جمعہ تھا نورانی |
| سر بروں زد شمامہء کافور | کیا بہرام اس دن شادمانی |
| کرد بہرام با ہزار امید | نچھل اس روز کا تھا نو جیو سور |
| جامہ کافور دام چوں ناہید | اچنبا بے بدل جیوں صاف کافور ۵۷ |

مذکورہ بالا فارسی و اردو اشعار سے اس مسئلہ کی تنقیح ہوتی ہے کہ فارسی کلام کے مضامین اردو کلام میں استعمال ہوئے ہیں جن (کلام اردو) پر کبھی کبھی ترجمہ ہونے کا گمان ہوتا ہے۔ اب ہم ایسے فارسی و اردو کے اشعار بھی پیش کر تے ہیں جو دونوں ایک ہی شاعر کے ہیں جنہیں ہم صرف ترجمہ نگاری ہی کہہ سکتے ہیں ساتھ فارسی و اردو اشعار کے مضامین کو ایک دوسرے کے مماثل بھی گردان سکتے ہیں۔

امیؔن نامی ایک فارسی شاعر نے مقیمؔی کی ''چندر بدن مہیار'' کی تقلید میں ایک مثنوی بنام ''بہرام وحسن بانو'' لکھی نیز اس مثنوی کا اردو ترجمہ بھی لکھا، جن کے دونوں اردو و فارسی مثنویوں کے مضامین سے مماثلت جھلکتی ہے۔ اشعار ذیل میں پیش کئے جارہے ہیں۔

| **بہرام وحسن بانو۔ از امین** | **بہرام وحسن بانو** |
|---|---|
| (فارسی) | (اردو) |
| کہ بنشیں پیش من اے بومہتر | دیا شاہ نے دیو کوں تب یہ جواب |
| زاستادن نشستن از تو بہتر | کہ آؤ اپن مل کے پیویں شراب |

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

چرا بستی تو استادہ بہ پیشم — گیا شہ کے نزدیک تسلیم کر

بیا بنشیں بخود ساغر زدستم — بٹھایا شہنشاہ نے تعظیم کر ۵۸

اسی طرح رستمی نے ''خاور نامہ'' فردوسی کی ''شاہنامہ فردوسی'' کو سامنے رکھ کر لکھا اور اس مثنوی کی تاریخ بھی مثنوی ''بہرام وحسن بانو'' ہی کی طرح ہے کہ مصنف نے اس کا اردو ترجمہ منظوم لکھا۔ چند اشعار نذر ہیں۔

| (خاور نامہ فارسی) | (خاور نامہ اردو) |
|---|---|
| نہد بر سرکوہ زریں کمر | رکھے کوہ زریں کمر کے اُپر |
| گہے چتر مشکیں گہے تاج زر | کہ ہیں تاج مشکیں کہ ہیں تاج زر |
| بر آرندہ ءخیمہ ءبے ستوں | اچایا ہے منڈپ او بن تھانب سوں |
| نگارندہ ءسقف زنگار گوں | رنگا یا ہے اسمان زنگار سوں |
| چہ می گویم از راز چرخ بلند | کہوں راز کیا چرخ کا کھول کر |
| نگہ کن بریں تیرہ خاک نژند | زمیں سات طبقاں رکھیا تول کر ۵۹ |

محولہ بالا دونوں شعرا (امین، رستمی) نے اپنی مثنویوں میں فارسی مضامین کو اردو میں منتقل کیا ہے جو ایک جہت سے ترجمہ نگاری ہے تو دوسری جہت سے اردو فارسی سے مضامین اخذ کرنا ہے۔

فارسی مضامین اخذی کی روایت آگے بھی حسب سابق جاری ہے۔ چنانچہ جب ہم رفتہ رفتہ آگے کی تخلیقات کا مطالعہ کرتے ہیں تو یہ حقیقت کھل کر سامنے آتی ہے۔ اس روایت کی جھلک میر حسنؔ کی مثنوی سحرالبیان میں بھی دیکھنے کو ملتی ہے جس میں فارسی مضامین سے اثر پذیری سے زیادہ ایسے لفظوں کو موزوں کیا گیا ہے جن سے ایک خاص آواز پیدا ہوتی ہے جسے نغمہ کا نام بھی دے سکتے ہیں۔

مثلاً نظامی کا یہ شعر

نسب نامۂ دولت کیقباد

ورق بر ورق ہر سوئی بردباد ۶۰

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

فردوسی کا یہ شعر

ز نقا رہ آو ا زآ مد بروں

کہ دون است دون است گردون دوں

اورامیر خسرؔو کا یہ نعتیہ شعر

دہل زن دبل زد بہ تحسین او

کہ دیں دین او دین او دین او

اورانہیں کی یہ رباعی

آن روز کہ روح پاک آدم بہ بدن

گفتند" درآ" نمی شد از ترس بُدن

خواندند ملا نکہ بہ لحن داؤد

"درتن درتن درآدر آدر تن درتن"

مذکورہ فارسی اشعار میں لفظوں کی ایک خاص نشست و برخاست سے جو آواز پیدا ہو رہی ہے وہی میر حسن کی مثنوی سحرالبیان کے ان شعروں سے بھی پیدا ہو رہی ہے اور مضامین برآمد ہو رہے ہیں۔

خوشی کا جو عالم تھا ماتم ہوا

ورق کا ورق ہی وہ برہم ہوا

کہا زیر نے بم سے بہر شگوں

کہ دوں دوں خوشی کی خبر کیوں نہ دوں

دیا چوب کو پہلے بم سے ملا

لگی پھیلنے ہر طرف کو صدا [۱۶]

ان اشعار کو ایہام صوت کے زمرے میں رکھا جا سکتا ہے، ساتھ ہی فن موسیقی میں راگوں سے پیدا ہونے والی

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

آواز کی مناسبت سے ان اشعار کو راگ بھی گردانا جا سکتا ہے۔ بہر حال یہ فارسی ہی کی دین ہے کہ اردو میں اس طرح کی گوں نا گوں خوبیاں نظر آتی ہیں۔

میر حسنؔ کے بعد ہم سوداؔ اور میرؔ کی شاعری میں پائے جانے والے فارسی مضامین پر نظر ڈالتے ہیں۔ ذیل میں ہم پہلے سوداؔ کی شاعری کا پھر میرؔ کی شاعری کا بالترتیب فارسی مضامین اخذی کے حوالے سے مطالعہ کرتے ہیں۔

سوداؔ کی شاعری کو دیکھنے کے بعد ایسا معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے فارسی مضامین کو اردو کے قالب میں ڈھال دیا ہے۔ جیسے ذیل کے اشعار ہمیں دعوت فکر دیتے ہیں۔

فارسی
مصلحت نیست کہ از پردہ بروں افتد راز
ورنہ در محفل رنداں خبرے نیست کہ نیست

حافظؔ

اردو
راز دیر و حرم افشانہ کریں ہم ہرگز
ورنہ کیا چیز ہے یاں اپنی نظر سے باہر

سوداؔ

فارسی
بوئے یار من ازیں مست و وفا می آید
ساغر از دست بگیرید من از کار شدم

اردو
کیفیت چشم اس کی مجھے یاد ہے سوداؔ
ساغر کو مرے ہاتھ سے لیجو کہ چلا میں

سوداؔ

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

فارسی آلودہء قطرات عرق دیدہ جبیں را

اختر زفلک می نگرد سوئے زمیں را

قدسی

اردو آلودۂ قطرات عرق دیکھ جبیں کو

اختر پڑے جھانکے ہیں فلک پر سے زمیں کو ۶۲

سودا

اس آخری شعر کے بارے میں محمد حسین آزاد نے ''**آب حیات**'' میں لکھا ہے کہ

''خان آرزو کے مکان پر مشاعرہ ہوتا تھا، سودا ان دنوں نوجوان تھے، مطلع پڑھا۔

آلودہء قطرات عرق دیکھ جبیں کو

اختر پڑے جھانکے ہیں فلک پر سے زمیں کو

ان کی آتش بیانی کے ڈر سے کوئی نہ بولا۔ مگر خان آرزو جن کی دابۂ قابلیت کے دودھ سے مظہر، سودا، میر، درد وغیرہ نوجوانوں نے پرورش پائی انہوں نے فوراً یہ شعر پڑھا کہ قدسی کے مطلع پر اشارہ ہے

شعر سودا حدیث قدسی ہے

چاہیے لکھ رکھیں فلک پہ ملک

آلودۂ قطرات عرق دیدہ جبیں را

اختر زفلک می نگرد سوئے زمیں را

سودا بے اختیار اٹھ کھڑے ہوئے۔ خاں صاحب کے گلے سے لپٹ گئے''۔ ۶۳

سودا کے اشعار کے مضامین سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ سودا نے اپنی شاعری کی بنیاد ہی فارسی شاعری کی تقلید پر رکھی تھی۔ اس بات پر مذکورہ واقعہ بھی گواہ ہے جس کو محمد حسین آزاد نے آب حیات میں بیان کیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ سودا کی

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

پوری کلیات بالاستیعاب پڑھ جایئے آپ کو ہر جگہ ان کے اشعار میں فارسی کے اثرات دیکھنے کو ملیں گے، جو الفاظ و تراکیب اور مضامین کی سطح پر مرتب ہوتے نظر آتے ہیں ۔ گویا فارسی نے اردو کی زمین کو خوب سیراب کیا ہے۔

مضامین کی سطح پر اردو نے فارسی سے خوب خوب استفادہ کیا ہے۔تصوف کے مضامین تو من کل الوجوہ اردو میں منتقل ہو گئے ہیں ،تصوف کے موضوعات سے لیکر اصطلاحات تک اردو میں فارسی سے ہی ماخوذ ہیں۔طنزومزاح کے علاوہ تلمیحی مضامین نیز داخلی طہارت اور ظاہر داری میں چھپی مکاری کے مضامین کو بھی اردو میں خوب برتا گیا ہے، زاہد خشک پرطنز مضامین کے تماثل کے ساتھ ہمیں فارسی سے منتقل ہوکر اردو میں دیکھنے کو ملتے ہیں۔

فارسی شاعری نے ''دختر رز'' (انگور کی بیٹی بمعنی صنف نازک ) کے مضمون کو جس طرح برتا ہے ویسے ہی اردو میں بھی ملتا ہے مثال میں سوداؔ کا یہ شعر بانگ دہل بولتا ہے۔

دختر رز کے تو ہم بندۂ موروثی ہیں
مئے پرستی سے کہیں آگے تھے ہم تاک پرست ۶۴

سوداؔ

فارسی شاعری نے ''بوسہ'' کے مضمون کو کچھ اس طرح باندھا ہے

مردم زشوق بوسہ، بہ پیش دہان من
آئینہ نہ زروئے تو کر اعتبار نیست ۶۵ بینش

اردو شاعری میں اس کا منظر ملاحظہ فرمائیں

بوسہ ہنس کر نہ دیا ان نے سوائے دشنام
سو بھی یہ جب نہ ملا کوئی تو مجبور ہیں ہم ۶۶

سوداؔ

یہ ہے اردو شعرا کی شاعری میں مضامین کی سطح پر فارسی سے اثر پذیری کی شرح ، سوداؔ نے بطور خاص فارسی

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

شعروادب سے مضامین لئے ہیں۔جس کی ایک جھلک آپ کے سامنے پیش کی گئی۔

سوداؔ کی شاعری میں فارسی مضامین پر ایک نظر ڈالنے کے بعد اب ہم میرؔ کی شاعری کا جائزہ لیتے ہیں اور دیکھتے ہیں کہ ان کی شاعری میں فارسی شاعری کے مضامین کس حد تک منتقل ہوئے ہیں۔ فارسی واردو اشعار بالترتیب ذکر کئے جاتے ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں!

فارسی

مشکل حکایت است کہ ہر ذرہ عین اوست

امّا نمی تواں کہ اشارت باوکنند

فغانؔی

اردو

پایا نہ یوں کہ کریے اس کی طرف اشارہ

یوں تو جہاں میں ہم نے اس کو کہاں نہ پایا ۶۷

میرؔ

میرؔ نے اپنے ایک شعر میں آنکھوں کے خشک ہو جانے کا مضمون باندھا ہے۔ جب ہم اس کے پس منظر کی تلاش کرتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ بھی ایک فارسی شعر سے مستعار ہے۔

فارسی

دیدہ ام را کہ غنی بود بہ صد گنج گہر

ایں زماں کار بہ افشردن مژگاں افتاد

فرقی انجدآنی

اردو

دریا سی آنکھیں بہتی ہی رہتی تھیں سو کہاں

ہوتی ہے کوئی کوئی پلک اب تو تر کبھو ۶۸

میرؔ

دل کے جل جانے کے بعد دل کے ویران ہو جانے کی مضمون کو میر نے حافظؔ کے اس شعر سے لیا ہے۔

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

سینہ ام زآتش دل درغم جانانہ بسوخت

آتشے بود دریں خانہ کہ کاشانہ بسوخت

حافظؔ

منظر میں بدن کے بھی یہ اک طرفہ مکاں تھا

افسوس کہ ٹک دل میں ہمارے نہ رہا ۶۹

میرؔ

ذیل میں فارسی شعرا کو ملاحظہ کیجئے پھر میرؔ کے کلام کو مضمون کی سطح پر ان پر منطبق کیجئے بالکل یکساں اور مساوی نظر آئیں گے۔

فارسی

بہ رخ خاک درت رفتیم رفتیم

دعاے دولتت گفتیم ورفتیم

امیر خسروؔ

فارسی

درراہ عشق مرحلہ ءقرب و بعد نیست

می بینمت عیاں و دعا می فرستمت

فارسی

حافظ وظیفہ تو دعا گفتن است وبس

دربند آں مباش کہ نشنید یا شنید

حافظؔ

فارسی

تلخی زلب لعل تو نشنفتم ورفتم

خوش باش کہ ناکام دعا گفتم ورفتم

صائبؔ

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

اردو فقیرانہ آئے صدا کر چلے

میاں خوش رہو ہم دعا کر چلے

وہ کیا چیز ہے آہ جس کے لئے

ہر اک چیز سے دل اٹھا کر چلے

کوئی ناامیدانہ کرتے نگاہ

سو تم ہم سے منھ بھی چھپا کر چلے

سدا تم سلامت رہو میری جاں

ہم آکر یہی بس دعا کر چلے ۶۰؎

میرؔ

مذکورہ بالا اشعار میں محبوب کو ہر حال میں دعا کرنے کے مضمون کو برتا گیا ہے۔ ساتھ میں اپنی بے ثباتی کو بھی بیان کیا گیا ہے۔ آگے میرؔ کے اس شعر میں فارسی شعر سے اخذ مضمون کا منظر دیکھئے اور میرؔ کے فن کو داد دیجئے۔

فارسی در بزم او کسم بہ بدی ہم نہ بردنام

ہر چند گوش در پس دیوار داشتم

معزی فرزنیؔ

اردو ہم خامشوں کا ذکر تھا شب اس کی بزم میں

نکلا نہ حرف خیر کسو کی زبان سے

گرچہ ہے کس کس برائی سے ولے با ایں ہمہ

ذکر میرا مجھ سے بہتر ہے کہ اس محفل میں ہے ۶۱؎

میرؔ

میرؔ کے کلام پر نظر ڈالنے کے بعد ہم اس نتیجے پر پہونچتے ہیں کہ میر نے فارسی سے کافی استفادہ کیا ہے۔ اس کی

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

وجہ فارسی سے ان کی ذاتی دلچسپی تو تھی ہی ساتھ میں یہ شغف انہیں میراث میں بھی ملا تھا۔ واقعہ یہ ہے کہ میؔر کے والد ایک صوفی صفت بزرگ انسان تھے شب و روز یادالٰہی میں مصروف رہتے تھے، فارسی کے ماہر تھے وہ اپنے بیٹے میر تقی میؔر کو عالم محویت میں وعظ و نصیحت فرماتے ۔ وعظ و نصیحت پر مشتمل ان کے کلمات یہ ہیں: ’’اے پسر عشق بورز عشق است کہ دریں کارخانہ متصرف است ۔ اگر عشق نمی بود نظم کل صورت نہ می بست ۔ بے عشق زندگی وبال است دل باختہ عشق بودن کمال است ۔۔ الخ‘‘

بے عشق نباید بود بے عشق نباید زیست
پیغمبر کنعانی عشق پسرے دارد

میؔر کی مندرجہ ذیل نظم میں اسی تعلیم و تربیت اور پند و نصیحت کا نتیجہ ہے

محبت نے ظلمت سے کاڑھا ہے نور
نہ ہوتی محبت نہ ہوتا ظہور

محبت سبب محبت سبب
محبت سے آتے ہیں کر عجب

محبت بن اس جا نہ آیا کوئی
محبت سے خالی نہ پایا کوئی

محبت ہی اس کارخانے میں ہے
محبت سے سب کچھ زمانے میں ہے

محبت اگر کار پرداز ہو
دلوں کے تئیں سوز سے ساز ہو

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

محبت ہے آب رخ کاردل

محبت ہے گرمی بازار دل

اور یہ شعر گویا اس تعلیم کا لب لباب ہے

یارب! کوئی تو واسطہ ہر گشتگی کا ہے

اک عشق پھر رہا ہے زمیں آسمان میں ۲؎ میرؔ

میرؔ کے اپنے والد کی تعلیم سے مستفید ہونے پر فارسی کا یہ مصرع ذہن ودماغ کے پردے پر ابھرتا ہے۔

؎ میراث پدر خواہی علم پدر آموز

اور جامی کے اس شعر نے تو مذکورہ تعلیم وتربیت کی حمایت اور صرف نسب پر تکیہ کی مخالفت میں علمی موقف قائم کر دیا ہے۔

بندہ عشق شدی ترک نسب کن جامی

کاندریں راہ فلاں ابن فلاں چیزے نیست ۳؎

جامیؔ

اخیر میں میر حسنؔ کے فارسی مضامین اپنی شاعری میں مستعار لینے کا منظر بھی ملاحظہ فرمائیں!

''جوبن'' (پستان) کے مضمون کو فارسی نے کچھ اس طرح برتا ہے

فارسی دو پستان چوں دو سیمین نار نو خیز

برآں پستان گل بستان درمریز ۴؎

نظامیؔ گنجوی

اردو میں اس مضمون کو مثنوی کے شاعر میر حسن نے جس طرح برتا ہے وہ ذیل میں پیش کیا جاتا ہے۔ ملاحظہ ہو!

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

اردو

وہ چھاتی پے الماس کی دھکدھکی

رہے آنکھ سورج پے جس کی جھکی

لگی جا کے چھاتی جو چھاتی کے ساتھ

چلے ناز و غمزے کے آپس میں ہاتھ

خماری وہ آنکھیں وہ انگڑائیاں

وہ جوبن کے عالم کی سرسائیاں

جوانی کا موسم، شروع بہار

وہ سینے سے جوبن کا اس کے ابھار ۷۵

میر حسنؔ

اسی طرح فارسی نے عطر و عنبر کو بھی اپنا موضوع بنایا ہے اور اس پر باضابطہ شاعری ہوئی ہے۔ مثال میں یہ شعر دیکھیں!

دہان تنگ شان شیریں چو شکر

بخوشبوئے لبی خوشتر ز عنبر ۷۶

نظامی گنجوی

اس مضمون کو میر حسنؔ نے اپنی مثنوی میں یوں باندھا ہے

وہ بالوں کی بو، رشک مشک ختن

وہ ڈوبا ہوا عطر میں تن بدن

زمیں سے معطر ہوا تا فلک

زمانہ گیا اس کی بو سے مہک ۷۷

میر حسنؔ

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

فارسی شاعر مثنوی میں جس طرح باغ کی خوش منظری کی عکاسی کرتا ہے جب ہم اسے اردو مثنوی میں دیکھتے ہیں تو ہو بہو لگتی ہے ۔ فارسی و اردو اشعار ملاحظہ ہو!

فارسی

چو سوی باغ شد آں سرو آزاد
برآمد از گل واز سرو فریاد

بخوبی باغ چوں خلد بریں بود
دراں خلد بریں گل حور و عیں بود

سر شاخ درختاں سرافراز
قیامت کردہ مرغان خوش آواز ۸۷ے

عطؔار نیشاپوری

اردو

جب حسن تھا باغ میں جلوہ گر
کہ ہر گل کی تھی اس کے منہ پر نظر

چمن اس گھڑی بر سر جوش تھا
گل و غنچہ جو تھا سو بے ہوش تھا

زبس عطر میں تھی وہ ڈوبی ہوئی
دو بالا ہر اک گل کی خوبی ہوئی

معطر ہوا اور گل کا دماغ
کہ مہکا تمام اس کی خوشبو سے باغ

پڑا عکس جو اس کا طرف چمن
ہوا لالہ گل اور گل نسترن

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

درختوں پر اس کی پڑی جو جھلک

زمرّد کو دی اور اس نے چمک

ہوئی اس کے بیٹھے سے گلشن کو زیب

گیا اڑ صبا کا بھی صبر و شکیب

چمن نے جو اس گل کی دیکھی بہار

ہوا دیکھ اپنے گلوں کو فگار

گل و غنچہ و لالہ آپس میں مل

لگے کہنے اس باغ کا تھا یہ دل ۷۹ے

میر حسنؔ

عاشق اور محبوب کی ملاقات کے وقت ان کے بیٹھنے کے انداز اور ان کے اختلاط باہمی کا منظر فارسی کے اس شعر سے کچھ یوں عیاں ہوتا ہے۔

فارسی

یار از بس کہ بمن دوش بدوش است امشب

ازخم زلف مرا حلقہ بگوش است امشب ۸۰ے

بینش

اردو

زمرّد کا مونڈھا چمن پر بچھا

وہ بیٹھی عجب آن سے دل ربا

کہ زانو پہ اک پاؤں کو رکھ لیا

اور اک پاؤں مونڈھے سے لٹکا دیا ۸۱ے میر حسنؔ

محبوب کی زلفوں کی تعریف کرتے ہوئے فارسی شعرا نے جو مبالغہ آرائیاں کی ہیں ان کی ایک جھلک فارسی کے ایک شاعر کے یہاں ہم دیکھ سکتے ہیں۔

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

فارسی چو در دام سرِ زلفش ہمہ عالم گرفتارست

چرا مژگاں کند ناوک چرا ابرو کماں سازد

اگر یکبار زلف یار از رخسار برخیزد

ہزاراں آہ مشتاقاں ز ہر سوزار برخیزد

صبا گر از سرِ زلفش بگورستاں بر بودے

ز ہر گورے دو صد بیدل ز بوے یار برخیزد ۸۲؎

عراقی

اردو وہ زلفیں کہ دل جن میں الجھا رہے

الجھنے سے جی جن کے سلجھا رہے

کیا قتل گو اس نے دل کو، تو کیا

شفق کا نہیں شام پر خوں بہا

کہاں تک کہوں اس کی چوٹی کی بات

کہ تھوڑا ہے سانگ اور بڑی ہے یہ رات ۸۳؎

میر حسن

فارسی شاعری کے مضامین اردو شاعری میں جس شرح کے ساتھ آئے ہیں، ان کی مذکورہ تفصیلات کے بعد اب تشنگی نہیں رہ جاتی ہے۔ ہاں مضامین کے ان جزئیات کی فہرست بہر حال طویل ہے جو ایک ذات یا شئی میں ہوتے ہیں۔ یہاں پر ہم نے ان جزئیات سے قطع نظر چند پہلوؤں کو بیان کر کے معاملے کا انکشاف چاہا ہے۔

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

## حوالہ جات:

(۱) مرزا خلیل احمد بیگ، اردو کی لسانی تشکیل، علی گڑھ، ایجوکیشنل بک ہاؤس ۲۰۱۰ء، ص: ۱۹۶،۱۹۷

(۲) مرزا خلیل احمد بیگ، اردو کی لسانی تشکیل، علی گڑھ، ایجوکیشنل بک ہاؤس ۲۰۱۰ء، ص: ۱۹۹

(۳) مرزا خلیل احمد بیگ، اردو کی لسانی تشکیل، علی گڑھ، ایجوکیشنل بک ہاؤس ۲۰۱۰ء، ص: ۲۰۱،۲۰۲

(۴) مرزا خلیل احمد بیگ، اردو کی لسانی تشکیل، علی گڑھ، ایجوکیشنل بک ہاؤس ۲۰۱۰ء، ص: ۲۰۶

(۵) محمد حسین آزاد، آب حیات، دہلی، کتابی دنیا، ۲۰۰۸ء، ص: ۳۰،۳۱

(۶) کلیات محمد قلی قطب شاہ، مرتبہ: ڈاکٹر سیدہ جعفر، نئی دہلی، قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، ۱۹۹۸ء، ص: ۵۷۵

(۷) کلیات ولی، مرتب نورالحسن ہاشمی، نئی دہلی، قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان ص: ۱۹۲

(۸) بحوالہ۔ سید احتشام حسین، اردو ادب کی تنقیدی تاریخ، نئی دہلی، قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، ۲۰۰۹ء، ص: ۴۴

(۹) زٹل نامہ، کلیات جعفر زٹلی، مرتب رشید حسن خاں، انجمن ترقی اردو (ہند) ۲۰۱۱ء، ص: ۲۳۰،۲۳۱

(۱۰) میر حسن، مثنوی سحر البیان، مرتب ڈاکٹر قمرالھدی فریدی، علی گڑھ، ایجوکیشنل بک ہاؤس، ۲۰۱۱ء، ص: ۶۵،۶۷

(۱۱) بحوالہ۔ جمیل جالبی، تاریخ ادب اردو جلد اول، دہلی، ایجوکیشنل پبلیشنگ ہاؤس، ۲۰۱۱ء، ص: ۶۸۵

(۱۲) بحوالہ۔ جمیل جالبی، تاریخ ادب اردو جلد اول، دہلی، ایجوکیشنل پبلیشنگ ہاؤس، ۲۰۱۱ء، ص: ۷۰۵

(۱۳) بحوالہ۔ جمیل جالبی، تاریخ ادب اردو جلد دوم، حصہ اول، دہلی، ایجوکیشنل پبلیشنگ ہاؤس، ۲۰۱۱ء، ص: ۱۲۷

(۱۴) محمد حسین آزاد، آب حیات، دہلی، کتابی دنیا، ۲۰۰۸ء، ص: ۱۲۷

(۱۵) بحوالہ۔ پروفیسر محمد حسن، دہلی میں اردو شاعری کا تہذیبی وفکری پس منظر، دہلی، اردو اکادمی، ۲۰۰۹ء، ص: ۱۰۸

(۱۶) بحوالہ ۔ گوپی چند نارنگ، اردو غزل اور ہندستانی ذہن وتہذیب نئی دہلی، قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، ۲۰۰۲ء، ص: ۳۹۸

(۱۷) کلیات سودا، مرتب ڈاکٹر شمس الدین صدیقی، لاہور، مجلس ترقی ادب، ۱۹۷۳ء، ص: ۲۵۷

(۱۸) کلیات سودا، مرتب ڈاکٹر شمس الدین صدیقی، لاہور، مجلس ترقی ادب، ۱۹۷۳ء، ص: ۲۱۶

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

(۱۹) بحوالہ۔ خلیق انجم، مرزا محمد رفیع سودا، نئی دہلی، قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، ۲۰۰۳ء، ص:۳۳۹

(۲۰) بحوالہ۔ جمیل جالبی، تاریخ ادب اردو جلد دوم، حصہ دوم، دہلی، ایجوکیشنل پبلیشنگ ہاؤس، ۲۰۱۱ء، ص:۶۹۴

(۲۱) کلیات میر، مرتب عبدالباری آسی لکھنوٴ، منشی نول کشور، ۱۹۴۱ء، ص:۲۷۴

(۲۲) کلیات میر، مرتب عبدالباری آسی لکھنوٴ، منشی نول کشور، ۱۹۴۱ء، ص:۱۴۲

(۲۳) بحوالہ۔ قائم چاند پوری، حیات وخدمات، شاہد ماہلی، نئی دہلی، غالب انسٹی ٹیوٹ، ۲۰۱۱ء، ص:۷۸،۶۴،۲۲

(۲۴) دیوان حافظ، باہتمام محمد قزوینی ودکتر قاسم غنی، بہار، ناشر انتشارات چاف۔ ۱۳۸۴، ص:۶۷

(۲۵) کلیات ولی، مرتب نورالحسن ہاشمی، نئی دہلی، قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، ۲۰۰۸ء، ص:۲۷۲

(۲۶) کلیات عراقی، از انتشارات کتب خانہ سنائی، ص:۱۸۵

(۲۷) مثنوی معنوی، مقدمہ وشرح حال (استاد بدیع الزماں) فروز انفر، چاپ شقایق، چاپ ہشتم ۱۳۷۱ تیراز ۴۰۰۰ نسخہ، ص:۴۸

(۲۸) دیوان حافظ، باہتمام محمد قزوینی ودکتر قاسم غنی، نئی دہلی، ناشر انتشارات چاف۔ ۱۳۸۴، ص:۲۵۴

(۲۹) کلیات ولی، مرتب: نورالحسن ہاشمی، نئی دہلی، قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، ۲۰۰۸ء، ص:۳۷۸

(۳۰) کلیات سودؔا، جلد دوم، مرتب پروفیسر محمد حسن، نئی دہلی، قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، ۲۰۱۰ء، ص:۶۴

(۳۱) کلیات میر، مرتب عبدالباری آسی لکھنوٴ، منشی نول کشور، ۱۹۴۱ء، ص:۶۷۵

(۳۲) کلیات میر، مرتب عبدالباری آسی لکھنوٴ، منشی نول کشور، ۱۹۴۱ء، ص:۸۱۹

(۳۳) کلیات سودؔا، جلد دوم، مرتب پروفیسر محمد حسن، نئی دہلی، قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، ۲۰۱۰ء، ص:۱۸۳

(۳۴) کلیات سودؔا، جلد دوم، مرتب پروفیسر محمد حسن، نئی دہلی، قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، ۲۰۱۰ء، ص:۱۲۵

(۳۵) دیوان حافظ، باہتمام محمد قزوینی ودکتر قاسم غنی، بہار، ناشر انتشارات چاف۔ ۱۳۸۴، ص:۲۳۲

(۳۶) کلیات ولی، مرتب نورالحسن ہاشمی، نئی دہلی، قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، ۲۰۰۸ء، ص:۲۸۶

(۳۷) بحوالہ۔ شمس الرحمٰن فاروقی، شعر شور انگیز، حصہ اول، نئی دہلی، قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، ۲۰۰۶ء، ص:۸۲

(۳۸) بحوالہ۔ محمد حسین آزاد، آب حیات، دہلی، کتابی دنیا، ۲۰۰۸ء، ص:۶۷

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

(۳۹) کلیات ولی، مرتب نور الحسن ہاشمی، نئی دہلی، قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، ۲۰۰۸ء، ص: ۲۴۵، ۲۴۴

(۴۰) جعفر زٹلی، زٹل نامہ (کلیات جعفر زٹلی)، انجمن ترقی اردو (ہند)، ۲۰۱۱ء، ص: ۲۶۱

(۴۱) کلیات محمد قلی قطب شاہ، مرتبہ ڈاکٹر سیدہ جعفر، نئی دہلی، قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، ۱۹۹۸ء، ص: ۵۰۱

(۴۲) ملا وجہی، مثنوی قطب مشتری، مرتب ڈاکٹر حمیرا جلیلی، نئی دہلی، ترقی اردو بیورو، ۱۹۹۲ء، ص: ۱۳۰

(۴۳) بحوالہ۔ جمیل جالبی، تاریخ ادب اردو، جلد اول، دہلی، ایجوکیشنل پبلیشنگ ہاؤس، ۲۰۱۱ء، ص: ۵۷۴

(۴۴) میر حسن، مثنوی سحر البیان، مرتب ڈاکٹر قمر الہدی فریدی، علی گڑھ، ایجوکیشنل بک ہاؤس، ۲۰۱۱ء، ص: ۷۸

(۴۵) بحوالہ۔ جمیل جالبی، تاریخ ادب اردو، جلد دوم، حصہ اول، دہلی، ایجوکیشنل پبلیشنگ ہاؤس، ۲۰۱۱ء، ص: ۶۳

(۴۶) کلیات سودا، مرتب ڈاکٹر شمس الدین صدیقی، لاہور، مجلس ترقی ادب، ۱۹۷۳ء، ص: ۱۶۳، ۱۶۲

(۴۷) کلیات میر، مرتب عبد الباری آسی، لکھنؤ، منشی نول کشور، ۱۹۴۱ء، ص: ۵۶۶

(۴۸) بحوالہ۔ قائم چاند پوری، حیات وخدمات، شاہد ماہلی، نئی دہلی، غالب انسٹی ٹیوٹ، ۲۰۱۱ء، ص: ۱۳۱

(۴۹) مرزا خلیل احمد بیگ، اردو زبان کی تاریخ، علی گڑھ، ایجوکیشنل بک ہاؤس، ۲۰۱۰ء، ص: ۱۵۹

(۵۰) اشعار، ماخوذ از محمود شیرانی، پنجاب میں اردو، نئی دہلی، قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، ۲۰۰۵ء، ص: ۱۴۲، ۱۴۱

(۵۱) اشعار، ماخوذ از پروفیسر محمد حسن، دہلی میں اردو شاعری کا تہذیبی وفکری پس منظر، دہلی، اردو اکادمی، ۲۰۰۹ء، ص: ۲۸۷

(۵۲) اشعار، ماخوذ از جمیل جالبی، تاریخ ادب اردو، جلد دوم، حصہ اول، دہلی، ایجوکیشنل پبلیشنگ ہاؤس، ۲۰۱۱ء، ص: ۳۳، ۳۲

(۵۳) اشعار، ماخوذ از پروفیسر محمد حسن، دہلی میں اردو شاعری کا تہذیبی وفکری پس منظر، دہلی، اردو اکادمی، ۲۰۰۹ء، ص: ۲۸۸، ۲۸۷

(۵۴) اشعار، ماخوذ از پروفیسر محمد حسن، دہلی میں اردو شاعری کا تہذیبی وفکری پس منظر، دہلی، اردو اکادمی، ۲۰۰۹ء، ص: ۲۹۰، ۲۸۹

(۵۵) اشعار، ماخوذ از جمیل جالبی، تاریخ ادب اردو، جلد دوم، حصہ اول، دہلی، ایجوکیشنل پبلیشنگ ہاؤس، ۲۰۱۱ء، ص: ۳۴

(۵۶) اشعار، ماخوذ از پروفیسر محمد حسن، دہلی میں اردو شاعری کا تہذیبی وفکری پس منظر، دہلی، اردو اکادمی، ۲۰۰۹ء، ص: ۲۸۹، ۲۸۸

(۵۷) اشعار، ماخوذ از جمیل جالبی، تاریخ ادب اردو، جلد اول، دہلی، ایجوکیشنل پبلیشنگ ہاؤس، ۲۰۱۱ء، ص: ۲۵۶

(۵۸) اشعار، ماخوذ از جمیل جالبی، تاریخ ادب اردو، جلد اول، دہلی، ایجوکیشنل پبلیشنگ ہاؤس، ۲۰۱۱ء، ص: ۲۶۳

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

(۵۹)اشعار، ماخوذ از جمیل جالبی، تاریخ ادب اردو، جلد اول، دہلی، ایجوکیشنل پبلیشنگ ہاؤس، ۲۰۱۱ء،ص:۲۶۶

(۶۰)بحوالہ۔ ڈاکٹر تحسین فراقی، (مضمون) ایران اور پاکستان کے ثقافتی مشترکات، پیام پاکستان، تہران، جلد ۴۸رشمارہ اول، ماہ اگست، ستمبر ۲۰۱۰ء

(۶۱)اشعار، ماخوذ از سید مسعود حسن رضوی ادیب، ہماری شاعری، علی گڑھ، ایجوکیشنل بک ہاؤس، ۲۰۰۸ء،ص:۷۱

(۶۲)اشعار، ماخوذ از جمیل جالبی، تاریخ ادب اردو، جلد دوم، حصہ اول، دہلی، ایجوکیشنل پبلیشنگ ہاؤس، ۲۰۱۱ء،ص:۳۳

(۶۳)محمد حسین آزاد، آب حیات، دہلی، کتابی دنیا، ۲۰۰۸ء،ص:۱۴۶

(۶۴)کلیات سودا، مرتب ڈاکٹر شمس الدین صدیقی، لاہور، مجلس ترقی ادب، ۱۹۷۳ء،ص:۱۴۲

(۶۵)احمد گلچیں معانی، تاریخ تذکرہائے فارسی، جلد اول، تہران، انتشارات دانشگاہ ص:۳۰

(۶۶)کلیات سودا، مرتب: ڈاکٹر شمس الدین صدیقی، لاہور، مجلس ترقی ادب، ۱۹۷۳ء،ص:۱۰۸

(۶۷)اشعار، ماخوذ از جمیل جالبی، تاریخ ادب اردو، جلد دوم، حصہ اول، دہلی، ایجوکیشنل پبلیشنگ ہاؤس، ۲۰۱۱ء،ص:۳۴

(۶۸)شعر، شمس الرحمٰن فاروقی، شعر شور انگیز، جلد اول، نئی دہلی، قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، ۲۰۰۶ء،ص:۳۱۰

(۶۹)شعر، شمس الرحمٰن فاروقی، شعر شور انگیز، جلد اول، نئی دہلی، قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، ۲۰۰۶ء،ص:۳۱۸

(۷۰)اشعار، شمس الرحمٰن فاروقی، شعر شور انگیز، جلد چہارم، نئی دہلی، قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، ۲۰۰۶ء،ص:۳۸۰،۳۷۹

(۷۱)اشعار، شمس الرحمٰن فاروقی، شعر شور انگیز، جلد چہارم، نئی دہلی، قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، ۲۰۰۶ء،ص:۳۸۶

(۷۲)اشعار، ماخوذ از سید مسعود حسن رضوی ادیب، ہماری شاعری، علی گڑھ، ایجوکیشنل بک ہاؤس، ۲۰۰۸ء،ص:۱۸۶،۱۸۵

(۷۳)شعر، ماخوذ از محمد حسین آزاد، آب حیات، دہلی، کتابی دنیا، ۲۰۰۸ء،ص:۱۲۹

(۷۴)مثنوی خسرو وشیریں وفرہاد، آذربائیجان، نشریات فرہنگستان علوم جمہوری شوروی سوسالیتی، ص:۹۴

(۷۵)میر حسن، مثنوی سحر البیان، مرتب ڈاکٹر قمر الہدیٰ فریدی، علی گڑھ، ایجوکیشنل بک ہاؤس، ۲۰۱۱ء،ص:۱۳۰،۱۲۲،۱۱۸

(۷۶)مثنوی خسرو وشیریں وفرہاد، آذربائیجان، نشریات فرہنگستان علوم جمہوری شوروی سوسالیتی، ص:۹۷

(۷۷)میر حسن، مثنوی سحر البیان، مرتب ڈاکٹر قمر الہدیٰ فریدی، علی گڑھ، ایجوکیشنل بک ہاؤس، ۲۰۱۱ء،ص:۱۱۹

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

(۷۸)ابراہیم عطار نیشاپوری، خسرو نامہ (داستان خسرو و شیریں) تہران، کتاب فروش زوار،ص:۱۴

(۷۹)میر حسن، مثنوی سحرالبیان، مرتب ڈاکٹر قمرالہدی فریدی، علی گڑھ، ایجوکیشنل بک ہاؤس، ۲۰۱۱ء،ص:۱۳۱

(۸۰)احمد گلچیں معانی، تاریخ تذکرہائے فارسی، جلد اول، تہران، انتشارات دانشگاہ ص:۶۴

(۸۱)میر حسن، مثنوی سحرالبیان، مرتب ڈاکٹر قمرالہدی فریدی، علی گڑھ، ایجوکیشنل بک ہاؤس، ۲۰۱۱ء،ص:۱۳۰

(۸۲)کلیات عراقی، از انتشارات کتب خانہ سنائی،ص:۱۸۵،۱۸۴

(۸۳)میر حسن، مثنوی سحرالبیان، مرتب ڈاکٹر قمرالہدی فریدی، علی گڑھ، ایجوکیشنل بک ہاؤس، ۲۰۱۱ء،ص:۱۱۲،۱۱۱

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

# باب سوم

## اردو میں فارسی سے ماخوذ محاورے اور ضرب الامثال

(الف) محاورے

(ب) ضرب الامثال

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

# (الف)

## محاورے

اردو شاعری نے جس طرح دوسرے زاویے سے فارسی کے اثرات قبول کیے ہیں ویسے ہی محاوروں کی سطح پر بھی فارسی کے اثرات قبول کیے ہیں۔ اور اس تعامل سے اردو شاعری نے محاوروں کا اچھا خاصا ذخیرہ جمع کر لیا ہے۔ اب اردو کے اندر فارسی سے اثر پذیری کے سبب اتنی وسعت آ گئی ہے کہ اردو کا مطالعہ چاہے جس نقطۂ نظر سے ہم کریں اردو کسی طرح کمتر ثابت نہ ہوگی، بلکہ فارسی کے ہر منظر نامے پر کھری اترے گی۔ اس لحاظ سے اگر ہم فارسی کے تاثیری پہلو کو دیکھیں تو ہمیں اردو کی ہمہ جہتی کے ساتھ ساتھ خود فارسی کی ہمہ گیری کا بھی احساس ہوگا۔ کیوں کہ جب متأثر زبان کے اندر اتنی وسعت ہے تو ظاہر ہے مؤثر زبان اس سے اور اولیٰ ہوگی۔ کیوں کہ درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے (تعرف الاشجار بثمرھا)۔ اب ہم یہاں پر اردو میں فارسی سے ماخوذ محاوروں پر بحث کرتے ہیں۔ اس سلسلے کی پہلی کڑی کے طور پر ہم کبیر داس کو پیش کرتے ہیں اور محاورے کے حوالے سے ان کے شعر کا موازنہ فارسی محاورے سے کرتے ہیں۔ ملاحظہ ہو!

فارسی کا محاورہ ہے "تیشہ بر پا زدن" پاؤں پر کلہاڑی مارنا اس کا استعمال کبیر داس نے کچھ اس طرح کیا ہے۔

دین گنوایو سنگ دنی نہ چالی ساتھ
پاؤں کلہاڑی مار یا مورکھ اپنے ہاتھا ۱؎

کبیؔر داس

اسی طرح کبیؔر نے فارسی کے محاورہ "نوبت زدن" کا ترجمہ نوبت بجانا کر کے اپنی شاعری میں استعمال کیا ہے۔ اس سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ اردو شعرا نے محاورے کی سطح پر بھی فارسی سے استفادہ کیا ہے۔

اس طرح ولؔی، جعفر زٹلی اور میرؔ و سوؔدا نے بھی فارسی محاوروں کو اپنی شاعری میں برتا ہے جن میں جعفر زٹلی نے محاورے کی بہ نسبت ضرب الامثال کا زیادہ استعمال کیا ہے۔ اب ہم یہاں پر محاورے میں سوؔدا اور میرؔ کے کلام کا جائزہ لیتے ہیں۔

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

**فارسی محاورہ:** ''برآمدن، بسرآمدن''

اس دل کی تف آہ سے کب شعلہ برآئے
بجلی کو دم سرد سے جس کے حذر آئے

افعی کو یہ طاقت ہے کہ اس کے بسرآئے
وہ زلف سیہ اپنی اگر لہر پر آئے

سوداؔ

درج بالا شعر میں سوداؔ نے جس خوبصورتی سے فارسی محاورہ ''برآمدن'' اور ''بسرآمدن'' کو باندھا ہے اسے ندرت استعمال کا نام دے سکتے ہیں ۔ کیوں کہ اردو زبان میں اگر ''برآمدن'' اور ''بسرآمدن'' کا ترجمہ ہم تلاش کریں تو ڈھونڈے نہ ملے اس لئے کہ اردو کے پاس اس کا ترجمہ ہی نہیں ہے ۔ بس ''بر'' اور ''بسر'' کے آگے ''آمدن'' کی جگہ ''آئے'' لگا دیا گیا ہے۔ جس سے یہ صاف ظاہر ہوتا ہے کہ فارسی محاورے کو تھوڑی سی تبدیلی کے ساتھ اردو میں استعمال کرلیا گیا ہے۔

**فارسی محاورہ:** درآمدن ۔یعنی گھس آنا

اس محاورے کی عکاسی میں سوداؔ کا یہ شعر بالکل منہ بولتا ہے۔

یاں تک نہ دل آزاد خلائق ہو کہ کوئی
مل کر لہو منہ سے صف محشر میں درآئے

سوداؔ

سوداؔ کے اس شعر سے بھی ندرت استعمال کا مظاہرہ ہوتا ہے۔ ''برآمدن'' کی طرح ''درآمدن'' کا ترجمہ بھی اردو میں نہیں ملتا ہے۔ بس ''آمدن'' کو ''آنا'' ''آئے'' سے بدل کر استعمال کرتے ہیں ۔ جس کا ثبوت ہمیں سوداؔ کے مذکورہ شعر سے فراہم ہوتا ہے۔

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

**فارسی محاورہ:** پیمانہ پر کردن، یعنی مار ڈالنا

اس محاورے کی منظر کشی کتنی خوبصورتی سے سوؔدا نے کیا ہے دیکھیے !

ساقی چمن میں چھوڑ کے مجھکو کدھر چلا

پیمانہ میری عمر کا ظالم تو بھر چلا

سوؔدا

یہاں پر سوؔدا نے اپنے شعر میں ''پیمانہ'' کو پیمانہ ہی استعمال کیا ہے کیوں کہ اس کی بھی اردو نہیں ہے ،اور ''پر'' کا ترجمہ کر کے ''بھر'' کا استعمال کیا ہے جس سے مجموعی طور پر ''پیمانہ پر کردن'' کا معنیٰ ادا ہو جاتا ہے۔ خاص بات تو یہ ہے کہ سوؔدا نے فارسی محاوروں کو فقط استعمال کرنے کی غرض سے نہیں استعمال کیا ہے جس سے خانہ پری کا وہم ہو بلکہ انہوں نے فارسی محاوروں کے استعمال سے اپنی اردو شاعری میں حسن معنیٰ پیدا کرنے کی کوشش کی ہے۔

**فارسی محاورہ:** دامن افشاندہ برخاستن، یعنی بیزار ہو کر اٹھ کھڑے ہونا

اس محاورے کے مفہوم کی عکاسی سوؔدا نے اپنی زبان میں کچھ اس طرح کیا ہے۔

کیا اس چمن میں آن کے لے جائے گا کوئی

دامن تو میرے سامنے گل جھاڑ کر چلا

سوؔدا

مذکورہ شعر میں سوؔدا نے فارسی محاورے کا بالکلیہ ترجمہ کر دیا ہے اس کے بعد استعمال کیا ہے۔

**فارسی محاورہ:** از جامہ بیروں شدن، یعنی پاجامے سے باہر ہونا

نکلا پڑے ہے جامے سے کچھ ان دنوں رقیب

تھوڑے ہی دم دلاسے میں اتنا ابھر چلا

سوؔدا

سوؔدا نے یہاں پر بھی فارسی محاورے کا ترجمہ پیش کیا ہے اور اردو بول چال میں لوگ جس طرح اپنے خصم پر

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

طنز کرتے ہوئے ''پاجامے سے باہر نکلنا'' استعمال کرتے ہیں، ویسے ہی سوداؔ نے بھی اپنے رقیب (خصم) کے لیے جامے سے باہر نکلنے کا ذکر کیا ہے۔ جس سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ سوداؔ نے صرف محاوروں کو استعمال ہی نہیں کیا ہے بلکہ محاوروں کے تقاضوں کا خیال رکھتے ہوئے عام بول چال میں جس پس منظر میں استعمال ہوتا ہے اسی پس منظر میں استعمال کیا ہے۔ تاکہ یہ باور نہ ہو کہ فقط خانہ پری کے لئے ان محاوروں کا استعمال کر دیا گیا ہے اور ان کے تقاضوں کا کچھ بھی لحاظ نہ کیا گیا۔

**فارسی محاورہ:** دل از دست رفتن، دل ہاتھ سے جانا یعنی بے اختیار ہو جانا

اس مفہوم کو سوداؔ نے اپنے شعر کے اس مصرعے میں موزون کیا ہے۔

ع ہاتھ سے جاتا رہا دل دیکھ محبوباں کی چال

اس مصرع میں بھی فارسی محاورے کا بعینہ ترجمہ ہے ساتھ ہی بے اختیار ہو جانے کے مفہوم کو بیان کرتے وقت سوداؔ نے اس کے سبب کو بھی بیان کر دیا ہے، اور وہ محبوب کی چال ہے جس سے عاشق بے اختیار ہو گیا ہے۔ اس طرح سے زبان کے استعمال سے سوداؔ کے ماہر زبان ہونے کا ادراک ہوتا ہے۔

**فارسی محاورہ:** سفید شدن، پوست کشیدن، یعنی کھال اتارنا

چاہے تجھ چشم کے آگے جو ہو بادام سفید
کھینچ کر پوست کرے گردش ایام سفید

سوداؔ

اس شعر میں سوداؔ نے ''پوست کشیدن'' کا ترجمہ ''کھال اتارنا'' کیا ہے۔ لیکن پوست کو پوست ہی استعمال کیا ہے ''کھال'' استعمال نہیں کیا ہے۔ اس سے ان کے فارسی نواز ہونے کا پتہ چلتا ہے۔ نیز وہ اس لئے بھی ''کھال'' کی جگہ ''پوست'' کا استعمال کرتے ہیں کہ وہ شعر میں جدت استعمال کی خوبی پیدا کرنا چاہتے ہیں۔

**فارسی محاورہ:** دستے دریں کار دارد، یعنی وہ اس کام میں مہارت رکھتا ہے

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

اس مفہوم کو سوداؔ کے اس شعر میں پڑھیے

کون ایسا ہے جسے دست ہے دل سازی میں
شیشہ ٹوٹے تو کریں لاکھ ہنر سے پیوند

سوداؔ

**فارسی محاورہ:** او دہن ایں کار نہ دارد۔(یعنی وہ اس کام کا منھ نہیں رکھتا/اس کام کے لائق نہیں ہے )

نہیں ہے بحث کا طوطی ترا دہن مجھ سے
سخن تو دیکھ ہے رنگیں ترا چمن مجھ سے

سوداؔ

**فارسی محاورہ:** گوش کردن ،سننا

اس کا ترجمہ سوداؔ نے اس طرح کیا۔

کب سے اس کو گوش کرے تھا جہاں میں اہل کمال
یہ سنگ ریزہ ہوا ہے درّ عدن مجھ سے

سوداؔ

**فارسی محاورہ:** بو کردن ،سونگھنا

اس مفہوم کو سوداؔ اپنے شعر میں اس طرح جڑے ہیں

دیکھوں نہ کبھی گل کو ترے منہ کے میں ہوتے
سنبل کے سوا زلف تری بو نہ کروں میں

سوداؔ

**فارسی محاورہ:** خاک برسر کردن ،یعنی سر پر خاک ڈالنا

سوداؔ کے شعر کی معنٰی خیزی ملاحظہ کیجیے۔

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

تو ہی کچھ اپنے سر پر نہ یاں خاک کر گئی

شبنم بھی اس چمن سے صبا چشم تر گئی

سوداؔ

سوداؔ کے مذکورہ اشعار میں فارسی محاوروں کے بعینہٖ تراجم کے استعمال نیز ان کے مقتضیات کے لحاظ سے ہم اس نتیجے پر پہونچے ہیں کہ سوداؔ باضابطہ طور پر فارسی محاوروں کے تناظر میں زبان کے استعمال کا ہنر جانتے تھے اور انہوں نے کیا بھی ۔ اتنے پر بھی بس نہیں بلکہ ایران وتوران میں جو ٹوٹکے کیے جاتے تھے ان ٹوٹکوں کو بھی اپنی شاعری میں برتا ہے ملاحظہ ہو!

دیوانہ ان لٹوں کا ہوں قسم ہے روح مجنوں کی

نہ مارو مجھکو چوب گل بغیر از بید کی چھیڑیاں [۲]

سوداؔ

چوب گل مارنا دراصل ایرانی ٹوٹکہ ہے جس کو سوداؔ نے یہاں پر اپنے شعر میں برتا ہے اس سے یہ مسئلہ صاف ہو جاتا ہے کہ اردو شاعری محاورے کی سطح پر بھی فارسی سے ہی مستفاد ہے۔

اب ہم ذیل میں میرؔ کے کلام میں مستعمل فارسی محاوروں پر گفتگو کرتے ہیں۔

**فارسی محاورہ:** از جان گزشتن ، جان پر کھیل جانا

میرؔ صاحب نے اپنے اس مصرع میں اس مفہوم کو جس طرح پیش کیا ہے اس پر بعینہٖ ترجمہ ہونے کا یقین ہوتا ہے۔

ع ایسا نہ ہو دلدادہ کوئی جاں سے گذر جائے

میرؔ نے فارسی محاورے کا بالکل ترجمہ ہی کر دیا ہے۔ ساتھ ہی جان پر کھیلنے کا مفہوم جس جگہ استعمال ہونا چاہیے وہیں پر میرؔ نے استعمال کیا ہے۔ جس سے محاورے کے برمحل استعمال کی خوبی بھی سمجھ میں آتی ہے۔ ایسے بھی میرؔ صاحب عشق دروں کے قائل تھے اور داخلی عشق پر اپنی شاعری میں زیادہ زور دیتے تھے۔

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

**فارسی محاورہ:** تر آمدن، یعنی شرمندہ ہونا

میرؔ صاحب کہتے ہیں

کھِلنے میں ترے منہ کے کلی پھاڑے گریباں
آگے ترے رخسار گل برگ تر آئے

میرؔ

میرؔ نے فارسی محاورہ ''تر آمدن'' شرمندہ ہونے کے مفہوم کو اپنے شعر میں کتنی خوبصورتی سے باندھا ہے کہ ممدوح کی تعریف و توصیف کے ساتھ فارسی محاورے کی طرف لطیف اشارہ بھی ہو جاتا ہے جس کی طرف دھیان اول نظر میں نہیں جاتا ہے۔

**فارسی محاورہ:** تو گوئی، تو کہہ

اب کوفت سے ہجراں کی جہاں دل پہ رکھا ہاتھ
جو درد و الم تھا سو کہے تو کہ یہیں تھا

میرؔ

**فارسی محاور:** نمود کردن، بمعنی ظہور کردن

نمود کر کے وہیں بحرِ غم میں بیٹھ گیا
کہے تو میرؔ بھی ایک بلبلا تھا پانی کا

میرؔ

**فارسی محاورہ:** حیف آنا، حیف کسانیکہ (افسوس کرنا)

حیف دے جن کے وہ اس وقت میں پہنچا جس وقت
ان کنے حال اشاروں سے بتا یا نہ گیا

میرؔ

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

**فارسی محاورہ:** بے تہی، یعنی کم مائیگی

اس زمانے کی تری سے لہر بہرا گلی نہیں

بے تہی کرنے لگے دریا دلوں کے حوصلے

میرؔ

**فارسی محاورہ:** خوشم نمی آید، یعنی مجھے بھلا نہیں لگتا

ناکامیٔ صد حسرت خوش لگتی نہیں ورنہ

اب جی سے گذر جانا کچھ کام نہیں رکھتا

میرؔ

**فارسی محاورہ:** خوشا بحال کسانیکہ، یعنی کسی کا خوش حال ہونا

احوال خوش انہوں کا ہم بزم ہیں جو تیرے

افسوس ہے کہ ہم نے واں کا نہ بار پایا

میرؔ

**فارسی محاورہ:** داغ ایں حسرت ام، یعنی میں داغ حسرت ہوں

داغ حسرت ہوں رشک محبت سے کہ اتنا بیتاب

کس کی تسکیں کے لئے گھر سے تو باہر نکلا

میرؔ

**فارسی محاورہ:** داغ جنوں، جنون کا داغ

سرتا پا آشفتہ دماغی

داغ جنوں دے جس پہ چراغی ہے

میرؔ

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

میؔر کے مذکورہ اشعار میں فارسی کے مختلف محاوروں کو ایک طرف رکھا جائے اور دوسری طرف میؔر کے طرز استعمال کو تو یہ بات ہمارے لئے واضح ہو جائے گی کہ میؔر نے اپنی شاعری میں فارسی محاوروں کا بعینہٖ ترجمہ ہی کر دیا ہے اور ان محاوروں کے تقاضوں کو بھی پورا کیا ہے جس سے شعر میں حسن معنی کے ساتھ ساتھ دل پزیری بھی آ گئی ہے۔

اردو نے فارسی سے محاورے لئے اس سے جہاں یہ فائدہ ہوا کہ فارسی کے محاوروں کے ذخیرے اردو میں جمع ہو گئے وہیں یہ بھی فائدہ ہوا کہ اردو شاعری محاورہ سازی میں خود کفیل ہوگئی چنانچہ اردو میں ایسے محاورے بھی دیکھنے کو ملتے ہیں جو فارسی سے بطور ترجمہ نہیں بلکہ اس مفہوم پر اپنا محاورہ وضع کر لیا گیا ہے۔ مثلاً فارسی میں نیل و دجلہ اورفرات کا استعمال بطور محاورہ کرتے ہیں تو ہندستانی شاعروں نے گنگا، جمنا کو بطور محاورہ استعمال کیا مثال ملاحظہ ہو!

برہمن واسطے اشنان کے پھرتا ہے بگیاسوں

نہ گنگا ہے نہ جمنا ہے نہ ندی ہے نہ نالا ہے ۴؎

ولؔی دکنی

ایسے ہی اردو میں ''ناگ'' کو بطور محاورہ استعمال کر لیا گیا ہے جیسے فارسی نے ''افعیٰ'' (سانپ) کا استعمال بطور محاورہ کیا اور کہا کہ مثلاً فلاں افعیٰ ہے مثال ملاحظہ ہو!

ولؔی تجھ زلف کی گر سحر سازی کا بیان بولے

چلے پاتال سوں باسک سو پیچ وتاب سوں اٹھ کر ۵؎

ولؔی دکنی

ایسے ہی ولؔی نے ایک محاورہ وضع کیا ''دھوپ کھانے سے پیٹ نہ بھرنا''

ولؔی کا یہ شعر دیکھیے۔

کہوں کہ ہو سیری حسن سوں تیرے

دھوپ کھانے سو پیٹ بھرتا نہیں ولؔی دکنی

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

وؔلی کی طرح سوؔدا نے بھی محاورہ ''رائی اٹھانا'' وضع کیا ملاحظہ ہو!

محبت کے کروں بھج بل کی میں تقریر کیا یارو

ستم پربت ہو تو اس اٹھالیتا ہے جوں رائی ؁۶

سوؔدا

سوؔدا نے ایک ایک محاورہ فارسی سے اخذ کیا ہے۔ اور وہ ''فرہاد'' ہے جس طرح فارسی شاعری لیلیٰ ، مجنوں ، فرعون، موسی اور فرہاد کو بطور محاورہ استعمال کرتی ہے سوؔدا نے بھی ''فرہاد'' کو بطور محاورہ استعمال کیا ہے۔

ٹالا ہی تھا پہاڑ کو فرہاد نے و لے

آئی کو کیا کرے جو وہ سر سے نہ ٹل سکے ؁۷

سوؔدا

سوؔدا نے منہ لگانے کا محاورہ کس طرح وضع کیا ہے اور اسے کتنے خوبصورت پیرائے میں باندھا ہے ملاحظہ کیجیے!

بوسہ مانگا میں تو بولا وہ کہ سبحان اللہ

منہ لگانے سے مرے تج کو بھی یہ بھاگ لگے ؁۸

سوؔدا

اس سلسلے کی کڑیاں مسلسل ہیں اور فارسی سے محاورے لینے نیز اسی طرز پر اپنی زبان میں محاورہ وضع کرنے کی روایت ہمیں سوؔدا و میرؔ سے پہلے بھی ملتی ہے۔ چنانچہ محاورہ سازی کا منظر وجہی کی قطب مشتری کے مندرجہ ذیل اشعار میں دیکھیے

**خوشیوں کے طبل بجانا** نگر میں جو آیا قطب شاہ نول

لگے بجنے چوندھیر خوشیاں کے طبل

**مٹی سے سونا ہونا** پڑیا ہات اس بجنت ورکا

سُنا ہوئے ماٹی سو اس ٹھکارکا (سُنا اصل سونا ہے)

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

| | |
|---|---|
| **سر کے بل چلنا** | کہ میں سر سوں چل واں تلک جاؤں گی<br>اپی میں یہاں شاہ کوں لیاؤں گی |
| **راز کے پردے کھولنا** | چھپی بات کے پردے کوں کھولنے<br>اپس میں اپے یوں لگے بولنے |
| **انگے بائیں پیچھے کوا** | انگے بائیں ہے ہور پچھیں کوا<br>اندیشہ نکو کر ہوا سو ہوا |
| **رام بولنا** | ہوا رام میں دل میرا رام نیں<br>یو دل کیا کرے گا منجے فام نیں |
| **ایک پنت دو کاچ** | دیکھیں کام اس ہور تج بات آج<br>کہ مثلاً اچھے ایک پنت ہور دو کاچ |
| **نقش چنا** | جو ماں کی بی نیں بات شہ ٹک سنیا<br>ہزاراں نقش ناصحاں پر چنیا [۹] |

محاوروں پر مشتمل مذکورہ آٹھ اشعار میں نصف اول میں چار اشعار معنوی طور پر فارسی سے ہی مستفاد ہیں اور باقی نصف اخیر کے چار اشعار اسی طرز پر وضع کئے گئے محاورے ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ اردو ان دنوں جہاں فارسی سے محاورے لیکر استعمال کر رہی تھی وہیں اپنے محاورے وضع کر کے خود کفیل بھی ہو رہی تھی جس کی طرف مثنوی قطب مشتری کے یہ اشعار مذکورہ اشارہ کرتے ہیں۔

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

# (ب)

# ضرب الامثال

ضرب الامثال اور محاورے دراصل کسی بھی زبان میں اس لئے استعمال کئے جاتے ہیں کہ بات کنائے اور اشارے میں کہہ دی جائے اور سامع اس سے ایک خاص مفہوم سمجھ لے۔ گفتگو کا یہ انداز بیان جس میں مزید وضاحت کی ضرورت نہ پڑے بلکہ ایجاز و اختصار میں ایک بڑے مفہوم کو پیش کر دیا جائے، اہل زبان کے نزدیک خوبی کا حامل ہوتا ہے اور اسے فصحاء و بلغاء نے بھی سراہا ہے۔ اس لحاظ سے جب ہم اردو میں استعمال ہونے والے ضرب الامثال اور محاوروں کا استعمال کرتے ہیں تو اردو زبان کی اصناف میں بلاغی پہلو کا انشراح ہوتا ہے۔ فارسی میں اردو میں آنے والی یہ صنف اپنے اندر جو خوبی رکھتی ہے ہم اس کی وضاحت کے لئے یہ ضرب المثل کہہ سکتے ہیں کہ یہ ''دریا کو کوزے میں سمائے ہوئے ہے''۔ یعنی دیکھنے میں تو ضرب المثل کی شکل میں ایک چھوٹا سا جملہ ہے لیکن اس کا پس منظر معنی خیز اور پر مطالب ہے جنہیں ہم ضرب المثل کے سہارے تھوڑے وقت اور چھوٹے جملے میں سمجھ لیتے ہیں۔

اردو میں فارسی سے ماخوذ اس صنف کی مثالیں شاعری میں جا بجا دیکھنے کو ملتی ہیں، ذیل میں ہم سب سے پہلے کبیؔر داس کا ایک مصرع بیان کرتے ہیں جس کے اندر فارسی ضرب المثل پنہاں ہے۔

**فارسی ضرب المثل:** کہ زنگی بشستن نگر دد سفید (یعنی حبشی دھونے سے سفید نہیں ہوتا)

ع کویلا ہوئے نہ اوجرو نومن صابن لائے [۱۰]

کبیؔر داس

کبیر داؔس کے ضرب المثل سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ کبیر نے نہ صرف یہ کہ فارسی ضرب المثل سے استفادہ کیا ہے، بلکہ ضرب المثل کو اپنے محل میں بڑے ہی لطیفانہ انداز میں استعمال کیا ہے۔ کبیر داؔس چوں کہ تبلیغی مزاج رکھتے تھے اس لئے وہ اپنے اشعار میں الفت و محبت کا پیغام دیتے تھے نیز نفرت، دل شکنی، اور جاں کشی سے روکتے تھے، اخلاقیات کا درس دیتے وقت انہوں نے اچھے اخلاق کو دل کی صفائی اور بندگی سے جوڑ کر پیش کیا ہے اور یہ باور کرانے کی کوشش کی ہے

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

کہ جس کا باطن صاف ہو وہی صاف اور اچھا انسان ہے اور جس کا باطن ہی گندا اور سیاہ ہے تو اگر ظاہر میں اسے نومن صابن سے بھی دھو دیا جائے تو وہ سیاہ و بد اخلاق ہی رہے گا۔ضرب المثل دیکھنے میں تو ایک جملہ لگتا ہے لیکن اس کے اندر اخلاقیات کے ہزار نکات پوشیدہ ہیں۔اسی طرح اردو کے دوسرے شعراء نے بھی فارسی ضرب الامثال کو اپنی شاعری میں برتا ہے۔مثال میں عاجزؔ اور فدوی کے یہ اشعار دیکھئے۔

ہم نے دونوں شعروں کو اردو میں فارسی سے ماخوذ مضامین کے ضمن میں بھی پیش کیا ہے لیکن ان دونوں اشعار میں چوں کہ ضرب الامثال کے عنصر بھی ہیں اس لئے ہم انہیں دوبارہ پیش کر کے ضرب الامثال کے مفہوم کا انکشاف چاہتے ہیں۔ ملاحظہ ہو!

**فارسی ضرب المثل:** روز بد یارے نمی آید زماں را دیدہ ام

سایہ ہم درزیر پا کم می شود وقت زوال

دولا ور خاں نصرتؔ

یعنی برے وقت میں انسان کا سایہ بھی ساتھ چھوڑ دیتا ہے۔

یار جانی روز بد رہتے ہیں ثابت ورنہ جاں

چھاؤں بھی پھرتی ہے ایدھر سیں اودھر وقت زوال

عاجزؔ

مذکورہ بالا دونوں اشعار میں موجود ضرب المثل سے ایک ایسا اچھوتا مفہوم بر آمد ہوتا ہے جسے لوگ عام طور پر روز مرہ کی زبان میں استعمال کرتے ہیں اور وہ یہ کہ برے وقت میں انسان کا سایہ بھی ساتھ چھوڑ دیتا ہے ۔ اس مفہوم کو فارسی شاعر نے کچھ اس طرح سمجھانے کی کوشش کی ہے کہ جس طرح زوال کے وقت میں سایہ بھی انسان کے ساتھ نہیں رہتا ہے بلکہ وہ پاؤں کے نیچے چھپ جاتا ہے ۔ ویسے ہی برے وقتوں میں کوئی دوست سامنے نہیں آتا وہ چھپے رہتے ہیں اور ڈرتے رہتے ہیں کہ کہیں اس زمانے کے ستائے ہوئے انسان سے ہمارا سامنا نہ ہوجائے۔فارسی ضرب المثل کو جس

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

حسن وخوبی کے ساتھ فارسی شاعر دلاور خاں نصرتؔ نے اپنے شعر میں پیش کیا ہے اس کو اردو شاعر عاجزؔ نے بعینہٖ اپنے شعر میں ترجمہ کر کے ڈھال دیا ہے۔اسی طرح فدوی کا یہ شعر دیکھئے:

**فارسی ضرب المثل:** نباشد در کنار مادراں اطفال راخوفے

چہ شیریں اصطلاحات است ایں کہ مادر را اماں گویند

یعنی ماں کی گود میں بچے کو کوئی خوف نہیں ہوتا ہے۔

نہیں ڈرتے کسی سے اپنی ماں کے پاس جب لگ ہوں

میں اب سمجھا اماں اس واسطے کہتے ہیں سب لڑکے ۱۱

فدویؔ

محولہ بالا ضرب الامثال پر مشتمل اشعار میں دو لطیف نکات پنہاں ہیں۔ایک تو یہ کہ اس شعر کا مفہوم یہ ضرب المثل ہے کہ ماں کی گود میں بچے بے خوف ہوتے ہیں اس لئے ماں کو ماں کہتے ہیں جس سے یہ سمجھ میں آتا ہے کہ یہ شعر ایک ضرب المثل یعنی بچے کی ماں کی گود میں بے خوفی، کی طرف اشارہ کرتا ہے۔دوسرا نکتہ یہ ہے کہ چونکہ ماں کی گود میں بچے ہر تکلیف دہ چیز سے بے خوف رہتے ہیں اس لئے وہ اپنی ماں کو ''امان'' یعنی امن اور شانتی کہتے ہیں کہ وہ اپنی ماں کی گود میں ہر موذی چیز سے امان اور حفاظت میں رہتے ہیں اس لئے اسے بچے ''دار الامان'' (وہ جگہ جہاں لوگ امن وامان کے ساتھ رہتے ہیں) کی بجائے امان ہی کہتے ہیں کہ وہاں وہ امان میں رہتے ہیں۔شاید ہندستان میں ماں کو اماّں کہنے کا رواج بھی فارسی سے ہی آیا ہے۔

فارسی ضرب الامثال کا استعمال اردو شعرا میں سب سے زیادہ جعفر زٹلی کے یہاں ملتا ہے، اب ذیل میں ہم جعفر زٹلی کے ان ضرب الامثال کو پیش کرتے ہیں جو فارسی سے مستفاد ہیں اور ان کی شاعری میں مستعمل ہیں۔ملاحظہ ہو!

**فارسی ضرب المثل:** آں قدح بشکست وآں ساقی نہ ماند (یعنی اچھے دن لد گئے)۔

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

درتنم آں قوتے باقی نہ ماند

درقضیب آں سختی نہ ماند

آرے آرے، ایں مثل خوش گفتہ اند

''آں قدح بشکست وآں ساقی نہ ماند'' ۱۲؎

جعفرزٹلّی نے جوضرب المثل اپنے شعر میں استعمال کیا ہے وہ اس وقت استعمال کیا جاتا ہے جب انسان اپنے گذرے ہوئے اچھے دن کو یاد کرکے افسوس کرتا ہے۔ دوسری جگہ جعفرزٹلّی نے فارسی ضرب المثل کو کچھ کواس طرح پیش کیا ہے۔

**فارسی ضرب المثل:** ''برات عاشقاں برشاخ آہو'' یعنی امید برآری ناممکن ہونا امیدی وقنوطیت

بہ من گفتی کہ کوں خواہم ترا داد

بہ سقف بام راجہ رام سا ہو

دیا رام! ایں چہ اقرار است و وعدہ

برات عاشقاں برشاخ آہو ۱۳؎

جعفرزٹلّی نے اپنے ان اشعار میں جہاں فارسی ضرب المثل کا استعمال کیا ہے وہیں ہندستانی تلمیحات ''راجہ رام'' اور ''دیا رام'' کا استعمال کرکے اپنے فن کو وسیع سے وسیع تر بنانے کی کوشس کی ہے۔ فارسی ضرب المثل اور اردو تلمیحات کے امتزاجی استعمال نے ان کے فن کو اور نکھار دیا ہے۔

اسی طرح کی فارسی ضرب المثل میؔر نے بھی استعمال کیا ہے۔ ملاحظہ ہو!

لکھے ہے کچھ تو کج کر چشم ابرو

برات عاشقاں برشاخ آہو ۱۴؎

میؔر

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

جعفر زٹلّی کے آگے کے ضرب الامثال دیکھیں:

**فارسی ضرب المثل:** ''تواضع زگردن فروشاں نکوست'' یعنی بڑے لوگوں کی عاجزی وانکساری اچھی ہے۔

عجب کیر دارم، عجب خوے اوست

کہ می ایستد پیش دشمن چہ دوست

چہ خوش یاد آمد مرا ایں مثل

تواضع زگردن فروشاں نکوست ۱۵

جعفر زٹلّی

**فارسی ضرب المثل:** کند ہم جنس با ہم جنس پرواز کبوتر با کبوتر باز بہ باز

(یعنی ہر کوئی اپنے ہم مزاج کو پسند کرتا ہے)

منم با کونیاں یک رنگ ودم ساز

منم با مغلمان و ہیز ہمراز

بلے ہست ایں مثل برحسب حالم

کند ہم جنس با ہم جنس پرواز ۱۶

جعفر زٹلّی

ابھی ذکر کی گئی مثل دراصل شعر کا حصہ ہے لیکن اب اسے ضرب المثل کا درجہ مل گیا ہے۔

**فارسی ضرب المثل:** حاجت مشاطہ نیست روئے دل آرام را (یعنی اچھی صورت کو سنورنے کی ضرورت کیا ہے)۔

از دل من بردۂ اے پری آرام را

بندۂ خود کردۂ جعفر بدنام را

موے کہ از روے کس می کنی از بہر زیب

حاجت مشاطہ نیست روئے دل آرام را ۱۷ جعفر زٹلّی

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

فارسی کا مذکورہ مصرعہ جو ضرب المثل کی صورت اختیار کر چکا ہے، اس کو فارسی شاعر نے اس معنی میں استعمال نہیں کیا ہے جس معنی اور محل میں جعفر زٹلّی نے استعمال کیا ہے۔ بہر حال جعفر زٹلّی نے اس مثل کو برتا ہے۔

**فارسی ضرب المثل:** چرا عاقل کند کارے کہ باز آرد پشیمانی (یعنی عقلمند ایسا کام کیوں کرے کہ بعد میں شرمندگی ہو)

بہ زن کردن در افتادم بہ گرداب پریشانی

دل و دیں رفت ونسیاں شد رہ رسم سخن دانی

بلے خوش گفت اے جعفر کسے ایں مصرع از فطرت

چرا عاقل کند کارے کہ باز آرد پشیمانی ۱۸

جعفر زٹلّی

**فارسی ضرب المثل:** خطائے بزرگاں گرفتن خطاست (یعنی بزرگوں کی غلطی پکڑنا غلطی ہے)

زدن طعنہ بر کونیاں نارواست

و بد گفتن مغلماں ناسزا است

دریں باب نیکو مثل گفتہ اند

خطائے بزرگا گرفتن خطاست ۱۹

جعفر زٹلّی

اس ضرب المثل کو بھی فارسی شاعر نے جس محل میں استعمال کیا ہے اس کے برعکس محل میں جعفر زٹلّی نے استعمال کیا ہے۔

**فارسی ضرب المثل:** خاک از تودۂ کلاں بردار (یعنی بڑے ڈھیر سے مٹی لانا)

جعفرا ایں شیوۂ ثنا بگذار

مدح ناکس مکن کہ نیست وقار

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

نہ شنیدی کہ گفتہ اند مثل

خاک از تودۂ کلاں بردار ؂۲۰

جعفر زٹلّی

**فارسی ضرب المثل:** درکار خیر حاجت ہیچ استخارہ نیست (یعنی اچھے کام میں استخارہ کی ضرورت نہیں)

جعفؔر مگو کہ بے زن و بے جفت چارہ نیست

یا بے لباس فاخرہ دل در نظارہ نیست

جھک می زنی تو، ترک بکن، زانکہ گفتہ اند

درکار خیر حاجت ہیچ استخارہ نیست ؂۲۱

جعفر زٹلّی

**فارسی ضرب المثل:** دل بدست آر و ہر چہ خواہی کن (یعنی دل جیتنے کے بعد جو چاہے کرو)

کوں بزن، بادہ خور، مناہی کن

فسق از ماہ تا بہ ماہی کن

زانکہ خود گفتہ اند اہل سلف

دل بدست آر و ہر چہ خواہی کن ؂۲۲

جعفر زٹلّی

اس ضرب المثل کے محل استعمال اگرچہ فعل حسن نہیں ہے لیکن اس کے طرز استعمال اور استدلال کا طریقہ بڑا ہی لطیف ہے۔ مفہوم سے قطع نظر اس حسن بیان کو دیکھ کر جعفر زٹلّی کے ماہر زبان ہونے کا اقرار ہونے لگتا ہے۔

**فارسی ضرب المثل:** سبزہ بر سنگ نہ روید چہ گنہ باراں را (یعنی اگر پتھر پر گھاس نہیں اگتی تو اس میں بارش کا کیا قصور؟)

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

اے صبا ایں خبر از من برساں یاراں را

زانیاں را و دگر مغلم و بدکاراں را

کہ زدم کون میاں دانش و اولاد نہ شد

سبزہ بر سنگ نہ روید چہ گنہ باراں را ۲۳

جعفر زٹلیؔ

**فارسی ضرب المثل:** عصمت بی بی است از بے چادری (ایسے موقع پر کہتے ہیں جب کوئی شخص کسی مجبوری کی وجہ سے گناہ سے باز رہے)

سمدھن اندر خانہ با حسن و نزاکت چوں پری

دل بہ سیر و گشت دارد از رہ قحبہ گری

لیک از نا داری خود بر نمی آید بروں

آرے آرے، عصمت بی بی است از بے چادری ۲۴

جعفر زٹلیؔ

مذکورہ بالا ضرب المثل اردو و فارسی دونوں زبانوں میں مستعمل ہے، یہ اس وقت کہا جاتا ہے جب کوئی انسان کسی مجبوری کے تحت گناہ نہ کر پائے اور اسے گناہ کرنے کی خواہش ہو، مثلاً گناہ کرنے کے لئے پیسے کی ضرورت ہے اور جناب غریب ومحتاج ہیں، تو کوئی قرض لے کر تو عیاشی کرتا نہیں۔ یا پھر جناب کا دل اندر سے گناہ کرنے کو کہتا ہو لیکن صرف اس لئے وہ گناہ نہیں کرتا ہے کہ اسے سماج میں عزت و وقار حاصل ہے، اگر اس کا گناہ لوگوں پر عیاں ہو جائے گا تو لوگوں میں اس کی و قعت کم ہو جائے گی، یا پھر اعضاء گناہ میں کوئی ایسا مرض لاحق ہو گیا ہو کہ اگر وہ گناہ کرتا ہے تو اس کے لئے خطرہ کا باعث بن سکتا ہے، یا پھر نامردی کے علاج کے زمانے میں حکیم نے گناہ کرنے سے پرہیز کرنے کو کہا ہو تا کہ اس کا علاج بغیر کسی رکاوٹ کے جلدی ہو سکے، خواہش گناہ ہوتے ہوئے اگر ان سب وجوہات کے پیش نظر کوئی گناہ سے بچتا ہے تو اس موقع پر یہ ضرب المثل کہتے ہیں۔

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

**فارسی ضرب المثل:**

معشوق من است آنکہ بنز دیک تو زشت است (یعنی مرا معشوق وہ ہے جو تیرے نزدیک برا ہے)

اے زاہد اگر از رہ تقویٰ وعبادت

دانم کہ ترا خواہش وامید بہشت است

آں حلقہ کوں گرچہ کریہ است بہ چشمت

''معشوق من است، آں کہ بنز دیک تو زشت است'' ۲۵

جعفر زٹلّی

جعفر زٹلّی نے مذکورہ ضرب المثل میں زاہدوں پر طنز کرتے ہوئے اس بات کی وضاحت کی ہے کہ اے زاہد تجھے اپنی عبادت وتقویٰ کی وجہ سے جنت میں جانے کی خواہش ہے اور صنف نازک کی جس جگہ کو میں پسند کرتا ہوں وہ تیری نگاہ میں مکروہ ہے تو میرا معشوق وہ ہے جو تیرے نزدیک برا ہے۔ حاصل یہ کہ اس نے زاہدوں پر

طنز کیا ہے اور اپنے اور زاہد کے میدان میں تفاوت دکھا کر اپنے آپ کو زاہدوں کے حلقے سے الگ مانا ہے۔

**فارسی ضرب المثل:**

نکوئی کن و در آب انداز (یعنی نیکی کر دریا (پانی) میں ڈال)

ذکر اندر کس خراب انداز

یا بہ کون خر وکلاب انداز

پیش ازیں گفتہ اند اہل سلف

کہ نکوئی کن و در آب انداز ۲۶

جعفر زٹلّی

جعفر زٹلّی نے مذکورہ ضرب المثل کو بالکل مخالف محل میں استعمال کیا ہے۔ اس ضرب المثل کو حافظ نے جس محل

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

میں استعمال کیا ہے وہ اخلاقیات سے متعلق ایک بہتر اور صالح محل ہے، لیکن جعفر زٹلی نے بالکل اس کی ضد میں استعمال کیا ہے۔ بہر حال استعمال کے اس ہنر پر وہ داد کے مستحق ہیں۔

**فارسی ضرب المثل:** یک گز دو فاختہ (ایک تیر دو نشان)

جعفر بہ لہو و لعب جہاں عمر باختہ

یک دم بہ فکر توشۂ عقبیٰ نہ ساختہ

در عمر شصت سال تو خود کردۂ دو زن

ہست ایں مثل قدیم کہ یک گز دو فاختہ ۲۷

جعفر زٹلّی

یہاں پر بھی تیر و نشان سے مراد جعفر زٹلی نے غیر مہذب مفہوم کو لیا ہے۔

اردو کے سابقین اولین شعراء میں کہنہ مشق، فی البدیہہ اور برجستہ و پرُگو شاعر جعفر زٹلی کے اب تک کے اشعار میں استعمال ہونے والے ضرب الامثال سب کے سب غیر مہذب مفاہیم میں مستعمل ہیں، لیکن ان فحش گوئیوں سے قطع نظر جعفر زٹلی کا ادب بڑے اعلیٰ درجے کا ادب ہے۔ ان کی شاعری کا خاص وصف سلاست و روانی ہے۔ شعر پڑھتے ہوئے کہیں تکلف یا جھٹکا کا احساس نہیں ہوتا، اور خاص بات تو یہ ہے کہ جن ضرب الامثال کو لوگوں نے ایک خاص معنی اور محل میں استعمال کیا ہے ان کو اپنے اسی خاص معنی میں محل کے اختلاف کے ساتھ استعال کرنا سب کے بس کی بات نہیں اور اس درجے کی فکری رسائی کسی اور کو حاصل نہیں ہے، یہ صرف اور صرف جعفر زٹلی ہی کا حصہ ہے جس بابت ان کی ذات اس ضرب المثل کی مصداق ہے کہ وہ اس میدان میں اپنی مثال آپ ہیں، جو فارسی ضرب المثل ”آفتاب آمد دلیل آفتاب“ کی معنوی ترجمانی ہے۔

اب تک ہم نے فارسی ضرب الامثال کے اردو شاعری میں استعمال کی تفصیلات پیش کی ہیں، اب ہم ان فارسی ضرب الامثال کو بھی اپنے مقالے کا حصہ بنانا چاہتے ہیں جو بعینہ فارسی ہوتے ہوئے اردو میں بطور ضرب الامثال رائج

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

ہیں ۔مثلاً

☆ من ترا حاجی بگویم تو مرا حاجی بگو

(یعنی میں تجھے حاجی کہوں گا تو مجھے حاجی کہہ )

یہ ضرب المثل اس وقت استعمال کیا جاتا ہے جب کسی دوشخصوں میں یہ معاہدہ ہو کہ میں تیری تعریف کروں گا اور لوگوں میں تیری تشہیر کروں گا اور تو میری تشہیر کرنا،اس طرح ہم دونوں ساتھ اپنے مقصد تک پہونچ جائیں گے۔ حاصل یہ کہ کسی بھی معاملے میں برابری کا رشتہ قائم کرتے وقت یہ ضرب المثل استعمال کرتے ہیں۔

**☆ایک مثل ہے:**

ہر کہ در کان نمک رفت نمک شد (یعنی جو نمک کی کان میں گیا وہ نمک ہو گیا)

یہ ضرب المثل بھی بعینہٖ اردو میں مستعمل ہے یہ اس وقت کہتے ہیں جب کوئی شخص اپنے ماحول سے دوسرے ماحول میں جا کر بدل جاتا ہے ۔یعنی اپنی ذات سے لیکر اپنے افکار ونظریات ، اخلاق وسیر میں پہلی وضع داری کو چھوڑ کر دوسری وضع کو اختیار کر لینا۔

**☆ضرب المثل:**

گر جاں طلبی مضائقہ نیست (یعنی اگر تم مجھ سے جان مانگو تو کوئی بات نہیں

گر زر طلبی سخن دریں ست لیکن اگر مال مانگو گے تو اس میں کلام ہے ؍تامل ہے )

یہ ضرب المثل اس وقت بولتے ہیں جب کوئی شخص اپنا مال کسی کو دینا نہیں چاہتا۔اس کا مطلب یہ نہیں کہ وہ جان دینے کی بات کرتا ہے، بلکہ وہ جان دینے کی بات کہہ کر مال دینے سے کنایۃً انکار کرتا ہے۔

**☆ضرب المثل:**

دہن سگ بہ لقمہ دوختہ بہ (یعنی کتے کا منھ لقمے سے بند کر دینا بہتر ہے )

اس ضرب المثل کو اس وقت استعمال کرتے ہیں جب کوئی شخص غیر قانونی یا غیر اخلاقی کام کرتا ہے جس پر کوئی ایسا شخص مطلع ہو جاتا ہے جو اس پر اعتراض کر سکتا ہے اور اس کا راز فاش کر سکتا ہے جس کی وجہ سے اس غابن شخص

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

کو مالی، اخلاقی یا قانونی خسارہ ہوسکتا ہے ۔اس صورت میں اس معترض کا منھ بند کرنے اور اپنا حامی بنانے کے لئے مال کی لالچ دی جاتی ہے تاکہ وہ مال لیکر اس غیر قانونی حقیقت کو نظر انداز کردے ۔اس کا ایک مطلب یہ بھی ہوسکتا ہے ہمارے لئے کبھی ایسے حالات پیدا ہوجاتے ہیں کہ نہ چاہتے ہوئے بھی غیر مناسب مطالبات پورے کرنے ہوتے ہیں ۔مثلاً افسروں کی تفتیش سے بچنے کے لئے انہیں رشوت دینا ۔ایسے ہی جب پولیس والے بلاوجہ کسی کو مال حاصل کرنے کے لئے پریشان کرتے ہیں تو اسے بھی پیسہ دے کر جان چھڑانا۔

☆ضرب المثل:

جوانی کجائی کہ یادت بخیر (یعنی اے میری جوانی تو کہاں ہے! تیری یاد بہت آتی ہے)

یہ ضرب المثل اس وقت استعمال کیا جاتا ہے جب کوئی اپنے گزرے ہوئے اچھے دن کو یاد کرتا ہے ۔ایسے بھی خوشی کے دن بہت جلد گذر جاتے ہیں ۔

☆ضرب المثل:

تا مردے سخن نگفتہ باشد　　　عیب و ہنرش نہفتہ باشد

سعدیؔ

(یعنی جب تک کوئی انسان کچھ کہتا نہیں اس کے عیب و ہنر چھپے ہوتے ہیں)

اس ضرب المثل کا مفہوم ترجمہ سے ہی ظاہر ہے جب تک انسان خاموش رہتا ہے اس کا بھرم قائم رہتا ہے، اس کی ظاہری وضع داری سے لوگ اچھا تأثر لیتے ہیں اور اس کا مبلغ علمی پردۂ خفا میں رہتا ہے ۔لیکن جوں ہی وہ کچھ بولتا ہے، اس کی ساری خوبیاں وخرابیاں زبان کے واسطے سے ظاہر ہو جاتی ہیں ۔

☆مندرجہ ذیل شعر کو بھی ضرب المثل کی حیثیت حاصل ہے۔

حاصل عمر نثار رہ یارے کردم

شادم از زندگی خویش کہ کارے کردم

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

(یعنی میں نے اپنی عمر اپنے محبوب کی نذر کر دی، میں اپنی زندگی سے خوش ہوں کہ ایک بڑا کام کیا ہے)

اس ضرب المثل کا مطلب یہ ہے کہ کوئی انسان جب اپنے گمان واعتقاد کے مطابق کوئی قابل اعتبار ولحاظ کام کر جاتا ہے تو اسے روحانی سکون ملتا ہے، پھر وہ فخریہ کہتا ہے کہ میں نے اپنی زندگی میں ایک بڑا کام کیا ہے۔

☆ **ضرب المثل**: آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری (یعنی جو بات دنیا کے تمام حسینوں میں ہے وہ تجھ اکیلے میں ہے)

اس ضرب المثل کا مطلب ترجمے سے ہی ظاہر ہے۔ جب کوئی انسان کسی کی تعریف کرتا ہے تو حقیقت میں یا ازراہ عقیدت اپنے ممدوح کی تعریف میں کہہ دیتا ہے کہ جو خوبیاں دنیا کے تمام اچھے لوگوں میں ہیں وہ تجھ اکیلے میں ہیں ۔شعر کا یہ مصرع دراصل نعت کا ہے جو حقیقت پر مبنی ہے۔

☆ **ضرب المثل**:

سپردم بہ تو مایۂ خویش را
تو دانی حساب کم وبیش را

(یعنی میں نے اپنا سارا اثاثۂ زندگی تجھے سپرد کر دیا ہے اب تو ہی اس خود سپردگی کا حساب جانتا ہے کہ حق ادا ہوا یا نہیں)

اس شعر کو ضرب المثل کی حیثیت حاصل ہے۔ اس کا مطلب بھی ترجمے سے ہی ظاہر ہے۔ یہ اس وقت کہا جاتا ہے جب کوئی انسان اپنی زندگی کا بیش بہا سرمایہ کسی کے حوالے کر کے اس سے دستبردار ہوتا ہے تو کہتا ہے کہ میں نے اپنی بساط بھر اس کی حفاظت کر کے اس میں مزید نکھار لانے کی کوشش کی ہے۔ اب اس کی قدر و قیمت کیا ہے وہ تو ہی جانتا ہے۔اس کا ایک مطلب یہ بھی ہوسکتا ہے کہ جب کوئی فنکار یا ہنر منداپنے فن وہنر سے کوئی قابل اعتبار کام کسی بڑے آدمی کے لئے کرتا ہے تو اس کی محنتانہ یا اجرت مانگنے کے بجائے وہ یہ کہہ دیتا ہے کہ میں نے اپنی زندگی کا سرمایہ پیش کیا ہے اب اس کی قدر و قیمت اور محنتانہ اجرت کیا ہونی چاہئے وہ آپ کو معلوم ہے۔ تا کہ جس شخص کو وہ چیز سونپی گئی ہے وہ اس کی اجرت و قیمت دیتے وقت اپنی حیثیت کا لحاظ رکھے اور اس کی امید سے بھی زیادہ اسے اجر و بدلہ دے۔

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

☆**ضرب المثل**: اے بادصبا ایں ہمہ آوردۂ تست (یعنی اے بادصبا یہ بھی تیرا ہی لایا ہوا ہے)

یہ مثل اس وقت کہا جاتا ہے جب کسی دو شخص میں آپسی معاملات پر گفتگو ہو رہی ہو جن میں سے ایک دوسرے کو کسی معاملے پر گرفت و سرزنش کرنا چاہے تو اس پر وہ دوسرا شخص کہے یہ بھی جناب ہی کا کیا ہوا ہے، تاکہ وہ شخص اول اپنی کوتاہی کا احساس کر کے اس دوسرے شخص کی گرفت سے باز آئے۔ حاصل یہ کہ کسی معاملے میں کسی بات کو اپنی جانب سے اپنے مخالف کی جانب پلٹ دینا تاکہ وہ اس کے نقصانات سے محفوظ رہ سکے۔

☆**ضرب المثل**: ببیں تفاوتِ رہ از کجا ست تا بہ کجا (یعنی یہ تو دیکھو کہ ہمارے راستے کا فرق کہاں سے کہاں تک ہے)

ضرب المثل کے مقام تک پہونچا ہوا یہ مصرع دراصل حافظؔ کے اس شعر کا ہے:

صلاح کار کجا است و من خراب کجا

ببیں تفاوتِ رہ از کجا است تا بہ کجا

حافظؔ

یعنی میرا اصلاح کار کس سوچ میں ہے اور میں کس خیال میں ہوں۔ یہ تو دیکھو کہ ہمارے راستے کا فرق کہاں سے کہاں تک ہے۔

یہ ضرب المثل اس وقت بولا جاتا ہے جب وہ اپنے اور اپنے خصم کے موقف کے درمیان فرق بتانا چاہتا ہے۔ یعنی میرا موقف کچھ اور ہے اور آں جناب کا موقف کچھ اور، تو یہ تو دیکھو کہ ہمارا موقف کس مخالف سمت میں ہے۔

☆**ضرب المثل**: دل بدست آور دکہ حج اکبر است (کسی کا دل ہاتھ آجانا حج اکبر ہے)

یعنی اپنی خوش اخلاقی یا ہنر سے کسی کا دل جیت لینا ہی اصل مقصد کو پالینا ہے۔ یہاں پر حج اکبر (یعنی وہ حج جو جمعہ کے دن واقع ہو) کا استعمال اس عمل کی اہمیت بتانے کے لئے گیا ہے۔ اس ضرب المثل کا تعلق اخلاقیات و پند و نصائح سے ہے۔

☆**ضرب المثل**: چناں نہ ماند وچنیں نیز ہم نہ خواہد ماند (یعنی وہ باقی نہیں رہا تو یہ بھی باقی نہیں رہے گا)

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

کسی چیز کے تلف ہونے پر یا کسی کے انتقال پر اس کے پسماندگان کی تسلی کے لئے کہتے ہیں تا کہ وہ یہ جان کر صبر کر لیں کہ آخر تمام کے لئے فنا و بے ثباتی ہی مقدر ہے۔ گویا پوری دنیا ہی حادث و متغیر ہے۔ اس لئے اس میں کسی چیز کے تلف یا فوت ہو جانے پر افسوس کرنا فضول ہے کہ ایک دن خود افسوس کنندہ بھی ختم ہو جائے گا۔ حاصل یہ کہ کسی چیز کی بے ثباتی بتانے کے لئے یہ ضرب المثل کہتے ہیں۔

☆**ضرب المثل:** ہنوز دلی دور است (ابھی دلی دور ہے)

حضرت نظام الدین اولیاء کا یہ قول بھی ضرب المثل کی شکل اختیار کر چکا ہے۔ جب کوئی کام غیر ممکن یا کم از کم مشکل ہو، جس میں وقت یا محنت درکار ہو تو لوگ کہتے ہیں کہ ابھی دلی دور ہے۔

☆**ضرب المثل:** آں چہ استاد ازل گفت، ہمہ می گویم (جو کچھ میرے استاد نے روز اول کہہ دیا تھا وہی میں بھی دہرائے جا رہا ہوں)

یہ مصرع دراصل حافظ شیرازی کے اس شعر کا ہے۔

در پس آئینہ طوطی صفتم داشتہ اند
آں چہ استاد ازل گفت، ہمہ می گویم

حافظؔ

اس ضرب المثل کی تقریب فہم کے لئے میر تقی میرؔ کا یہ شعر برمحل ہے۔

ناحق ہم مجبوروں پر یہ تہمت ہے خود مختاری کی
چاہتے ہیں سو آپ کرے ہیں ہم کو عبث بدنام کیا

میرؔ

ضرب المثل کے مقام تک پہونچے ہوئے اس شعر کو خدا کی بارگاہ میں شکایت کرنے اور اپنے آپ کو مجبور محض ثابت کرنے کے لئے بطور ضرب المثل استعمال کیا جاتا ہے۔ اس سلسلے میں میں اپنا موقف سکوت رکھتا ہوں۔

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

☆**ضرب المثل:** گویم مشکل وگرنہ گویم مشکل (بولوں تو مشکل نہ بولوں تو مشکل)

یہ ضرب المثل جیسا کہ ترجمے سے ظاہر ہے اس وقت بولا جاتا ہے جب انسان کسی معاملے میں اثبات نفی کی یا اقرار وانکار کی کشمکش میں ہو،اور وہ کسی ایک کو ترجیح دینے پر تشکیک کا شکار ہو۔اسی مفہوم کو اردو میں اس طرح ادا کرتے ہیں''سانپ کے منھ میں چھچھوندر نہ نگلے بنے نہ اگلے بنے''۔

☆**ضرب المثل:** بریں عقل ودانش بباید گریست (اس عقل ودانش پر تو رونا چاہئے)

یہ ضرب المثل اس وقت بولتے ہیں جب کوئی شخص نہایت بے وقوفی کی بات یا حرکت کرے جس سے سطحیت جھلکتی ہو،جس کا جواب دینا خود کو اس سطحی انسان کے مترادف ٹھہرانا ہو۔

☆**ضرب المثل:** وزیرے چنیں بادشاہ چناں (جیسا وزیر ویسا بادشاہ)

یہ اس وقت کہتے ہیں جب کسی دو دوست یا قریبی شخص کے درمیان یکسانیت دکھانا مقصود ہو۔یعنی صحبت کا اثر بہر حال پڑتا ہے۔اسی مفہوم میں اردو میں یہ مثل کہ خربوزے کو دیکھ کر خربوزہ رنگ پکڑتا ہے۔اور شیخ سعدی نے کہا۔

ع صحبت صالح ترا صالح کند

☆**ضرب المثل:** من آنم کہ من دانم (میں جو ہوں وہ میں ہی جانتا ہوں)

یہ مثل اس وقت کہتے ہیں جب کسی شخص کی تعریف کی جائے اور وہ شخص اپنے آپ کو اس تعریف کے لائق نہ سمجھتا ہو یا از راہ عجز وانکسار یہ کہا جاتا ہے۔

☆**ضرب المثل:** آواز سگاں کم نہ کند رزق گدارا (کتوں کے بھونکنے سے فقیروں کا رزق کم نہیں ہو جاتا)

جیسا کہ ترجمے سے ہی ظاہر ہے کہ کسی کی بے جا شکایت کرنے سے اس کی قدر ومنزلت میں کوئی فرق نہیں آتا۔بلکہ اگر وہ انسان صحیح معنوں میں خوبیوں کا مالک ہے تو کسی کے شکایت کرنے سے اس کی عزت مزید بڑھتی ہے اور شکایت کرنے والے کی عزت گھٹتی ہے۔یعنی کسی بدخواہ کے برا چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا،جسے خدا بلند کرتا ہے وہ ہمیشہ بلند رہتا ہے۔اسی ضرب المثل سے اردو کی یہ ضرب المثل بھی مستفاد ہے''چمار کے بددعا کرنے سے گائے نہیں مرتی''۔

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

☆**ضرب المثل**: شعرِ مرا بہ مدرسہ کہ بُرد (یعنی میرا شعر مدرسہ کون لے گیا)

فارسی کی یہ ضرب المثل اس وقت استعمال کی جاتی ہے جب کسی بات کو اس طرح مشہور کیا جائے کہ اس کی اصل صورت مسخ ہو جائے یا پھر اس کا مفہوم و مطلب کچھ کا کچھ نکالا جائے ،اس وقت از راہ تحیر یہ کہتے ہیں کہ میرا شعر مدرسہ (جس میں چھوٹے چھوٹے بچے پڑھتے ہیں) کون لے گیا کہ لوگ اپنی لاعلمی کی وجہ سے کچھ کا کچھ پڑھتے اور مطلب بیان کرتے ہیں ۔یعنی میری بات ایسے لوگوں میں مشہور کی گئی جو اپنی جہالت کی وجہ سے میری پُر نکات بات سمجھنے سے قاصر ہیں اس لئے وہ میری بات سننے کے بھی اہل نہیں ہیں۔

☆**ضرب المثل**:

عرفی اگر بہ گریہ میسر شدے وصال

صدسال می تواں بہ تمنا گریستن

عرفیؔ

(یعنی اے عرفی اگر رونے سے محبوب کا وصال ہو جائے تو میں سوسال رونے کو تیار ہوں)

یعنی کسی بھی مسئلے کا حل رونا، ایک دوسرے پر تنقید کرنا، پسماندگی پر افسوس ظاہر کرنا نہیں ہے۔ بلکہ اس کے حل کے سلسلے میں مثبت سمت میں تگ و دو کرنا ہے۔

☆**ضرب المثل**: آمدم بر سرِ مطلب (اب میں مطلب کی طرف آتا ہوں)

یہ اس وقت کہا جاتا ہے جب کوئی شخص اپنی استدلالی گفتگو کے درمیان کچھ جملہ ہائے معترضہ کہے، اس معترضہ جملہ سے گریز کرتے ہوئے اصل مقصد کی طرف آئے تو کہے تاکہ سامعین کی توجہ مبذول ہو۔

☆**ضرب المثل**:

ما قصۂ سکندر و دارا نہ خواندہ ایم

از ما بجز حکایت مہر و وفا مپرس

حافظؔ شیرازی

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

(ہم نے سکندر و دارا کو نہیں پڑھا ہے اس لئے ہم سے عشق و وفا کی حکایت کے سوا کچھ مت پوچھ)

یہ اس وقت کہا جاتا ہے جب سائل متکلم سے ایسا سوال کر دے جو اس کے موضوع سے ہٹ کر ہو اور اصل مضمون سے میل نہ کھاتا ہو، تاکہ اسے ادھر ادھر کی باتوں میں الجھایا نہ جائے۔

☆**ضرب المثل:** بہر کجا کہ رسیدیم آسماں پیداست (جہاں بھی ہم گئے وہاں ہمارے لئے آسمان پیدا ہو گیا)

جب انسان اپنے کاموں میں ناکام ہوتا رہتا ہے اور اسے ہر جگہ رکاوٹوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے تو کہتا ہے کہ ہم جہاں گئے ہمارے لئے آسمان (رکاوٹ) پیدا ہو گیا۔

☆**ضرب المثل:** لیلیٰ را باچشم مجنوں باید دید (لیلیٰ کو مجنوں کی نظر سے دیکھنا چاہئے)

یہ اس وقت کہتے ہیں جب کوئی کسی کو منفی نظریے سے دیکھتا اور تنقید کرتا ہے۔ مقصد یہ ہے کہ اسے محبت اور انصاف سے دیکھو اصل مفہوم تک رسائی ہو جائے گی۔ جیسے کچھ لوگ قرآن وحدیث میں خرابی نکالنے کی نیت سے پڑھتے ہیں تو وہ گمراہ ہو جاتے ہیں۔ اگر انصاف و محبت کی نظر سے غیر جانبدارانہ طور پر دیکھے تو اسے ایمان کی دولت نصیب ہو جائے۔

☆**ضرب المثل:** دیر آید درست آید (جو دیر سے آتا ہے وہ درست آتا ہے)

جو کام دھیرے دھیرے سوچ سمجھ کر کیا جاتا ہے وہ درست ہوتا ہے، لیکن اس کا استعمال کچھ لوگ بے جا کرنے لگتے ہیں۔ خود سے تاخیر کرتے ہیں اور جب کام ہو جاتا ہے تو اپنے مدمقابل کو معاملہ صاف کرنے کے لئے کہتے ہیں ''دیر آید درست آید''۔

☆**ضرب المثل:** ایاز قدر خود بشناخت (اے ایاز اپنی قدر و منزلت کو پہچانو)

یہ اس وقت کہتے ہیں جب کوئی اپنی بساط سے زیادہ اہمیت کے زعم میں مبتلا ہو مغرور ہو جائے۔

☆**ضرب المثل:** سخن فہمی عالم بالا معلوم شد (عالم بالا کی سخن فہمی معلوم ہو گئی)

یہ اس وقت کہا جاتا ہے جب کوئی شخص کسی شاعر یا مفکر کے شعر و ادب کا مفہوم و مطلب خود شاعر و ادیب کے مفہوم سے اعلیٰ معلوم کر لے۔

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

☆**ضرب المثل:** خود کردہ را درماں نیست (اپنے کئے کا علاج نہیں)

کسی کام کو اس کے وقت میں غفلت و بے توجہی کے ساتھ کرنا اور اس کے غلط نتائج نکلنے پر یہ کہا جاتا ہے۔ کیوں کہ وقت نکلنے کے بعد اس کو درست کرنے کا امکان بھی نہیں ہوتا ہے۔ جیسے امتحان میں غلط جواب لکھ دینا۔

☆**ضرب المثل:** با مسلماں اللہ اللہ با برہمن رام رام (مسلمان کے ساتھ اللہ اللہ اور برہمن کے ساتھ رام رام)

یہ اس وقت کہتے ہیں جب کوئی شخص موقع محل اور ماحول کے مطابق باتیں کرتا ہے۔ اس کو اردو میں جیسا دیس ویسا بھیس کہتے ہیں۔

☆**ضرب المثل:** شود ہم پیشہ با ہم پیشہ دشمن (ہم پیشہ آدمی دوسرے ہم پیشہ آدمی کا دشمن ہوتا ہے)

اس کا مفہوم ترجمے سے ہی ظاہر ہے کہ ہم پیشہ و ہم عصر ہونا دشمنی و حسد کا سبب ہے۔

☆**ضرب المثل:** بازی بازی باریش بابا ہم بازی (کھیل کھیل اپنے باپ کی داڑھی سے بھی کھیل)

جب انسان کسی معزز و باوقار آدمی سے مذاق مذاق میں حد سے تجاوز کر جائے تو یہ کہتے ہیں۔

☆**ضرب المثل:** عقل منداں را اشارہ کافی است (عقلمندوں کے لئے اشارہ کافی ہے)

ترجمہ سے ہی مطلب ظاہر ہے۔

☆**ضرب المثل:** دروغ گو را حافظہ نہ باشد (جھوٹے آدمی کا حافظہ ٹھیک نہیں ہوتا)

مطلب یہ ہے کہ جھوٹا آدمی یہ یاد نہیں رکھ پاتا کہ کس سے کیا کہا تھا۔ اور یہ بھی کہ ایک جھوٹ کو سچ بنانے کے لئے سو جھوٹ بنانا پڑتا ہے۔ اس میں سارے جھوٹ کو یاد نہیں رکھ پاتا ہے۔

☆**ضرب المثل:** غم نہ داری بز بخر (یعنی اگر تجھے غم نہیں ہے تو بکری خرید لے)

یعنی ایک معمولی جانور کی ذمہ داری بھی کافی پریشان کن ہوتی ہے جس کی وجہ سے انسان شب و روز مصروف رہتا ہے۔ کہیں اس کی وجہ سے جا نہیں سکتا۔ آزادی سے رہ نہیں سکتا۔

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

☆**ضرب المثل:**

تا تریاق ازعراق آوردہ شود

مار گزیدہ مردہ شود

سعدیؔ

(جب تک عراق سے تریاق لایا جائے گا سانپ کا ڈنسا مر جائے گا)

تریاق سانپ کے زہر کو اتارنے والی دوا کو کہتے ہیں اورعراق کا استعارہ دوری سے ہے، یہ اس وقت کہتے ہیں جب کسی معاملے کے حل ہونے میں اتنا زیادہ وقت صرف ہو کہ کام ہی تمام ہو جائے۔جیسا کہ ہندستانی کورٹ میں معاملے کی تفتیش میں اتنی دیر ہوتی ہے کہ اصل مجرم آزادانہ طور پر زندگی گذار کر، بے قصور جیل میں اورحقدار حق یابی سے پہلے مر جاتا ہے۔

☆**ضرب المثل:** ہم خرمہ وہم ثواب (خرمہ بھی ملا اور ثواب بھی)

اس کا ترجمہ ضرب المثل کی شکل میں اردو میں یوں مروج ہے۔

آم کے آم گٹھلیوں کے دام۔

☆**ضرب المثل:** ہر کمال را زوال است (ہر کمال کو زوال ہے)

ترجمہ سے ہی ظاہر ہے۔

☆**ضرب المثل:** کہ عشق آساں نمود اوّل و لے افتاد مشکل ہا (یعنی عشق اول تو آسان تھا لیکن اب مشکل ہو گیا ہے)

حافظ شیرازی کی پہلی غزل کے مطلع کا یہ دوسرا مصرع ضرب المثل کی صورت اختیار کر چکا ہے۔اس کا پہلا مصرع عربی ہے۔ پورا شعر یہ ہے۔

الا یا ایھا الساقی! اَدِرکاْ ساً وناوِلْھا

کہ عشق آساں نمود اوّل و لے افتاد مشکلھا

حافظؔ

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

یہ ضرب المثل اس وقت استعمال کیا جاتا ہے جب کسی کام کا آغاز آسان ہو لیکن بعد میں وہ مشکل ہو جائے جیسا کہ لوگ کہتے ہیں: ''عشق آسان ہے لیکن اسے نبھانا مشکل ہے''۔

☆**ضرب المثل**: افسردہ دل افسردہ کند انجمن را (ایک افسردہ دل پوری محفل کو افسردہ کر دیتا ہے)

یہ اس وقت کہتے ہیں جب کسی مخصوص ماحول میں اس ماحول کے خلاف کسی کا مزاج بن جائے، اسکی وجہ سے پورا ماحول اس سے متأثر و پراگندہ ہو جائے جیسے اردو میں کہتے ہیں کہ ایک مچھلی پورے تالاب کو گندا کر دیتی ہے یا ایک سڑا آلو پورے آلو کو سڑا کر دیتا ہے۔

☆**ضرب المثل**:

تو نظر باز نہ ورنہ تغافل نگہ است

تو زباں فہم نہ ورنہ خموشی سخن است

ظہوریؔ

(تو صاحب نظر نہیں ورنہ تجھے معلوم ہوتا کہ تغافل بھی توجہ ہے، تو زباں فہم نہیں ورنہ خاموشی بھی زبان ہے)

اس ضرب المثل کے مفہوم سے پتہ چلتا ہے کہ یہ اس وقت بولا جاتا ہے جب بات اشارے کنایے میں کی جائے ورنہ ظاہر معنی تضاد کو مستلزم ہے۔

☆**ضرب المثل**: برعکس نہند نام زنگی کافور (یعنی سیاہ فام آدمی کا نام الٹ کر کافور رکھ دیا)

یہ اس وقت بولتے ہیں جب کسی وصف یا لقب سے ایسے آدمی کو مشہور کر دیا جائے جو اس کا اہل نہ ہو بلکہ اس کے برعکس ہو۔ اس مفہوم کی مکمل عکاسی اردو کے کچھ علاقوں میں استعمال ہونے والی اس ضرب المثل میں ہے: ''بیٹی چمیئن کے نام رج رنیا'' یعنی چمار کی (بیوی کی) بیٹی اور نام راجہ کی بیٹی جیسا۔

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

☆**ضرب المثل:**

تو وطوبیٰ و ما وقامت یار

فکر ہر کس بقدر ہمت اوست

حافظ شیرازیؔ

(یعنی تیری فکر طوبیٰ تک ہے اور میری فکر محبوب کے قد تک ، کیوں کہ ہر شخص کی فکر اس کی ہمت کے برابر ہی ہوا کر تی ہے )

یہ ضرب المثل اس وقت استعمال کرتے ہیں جب کسی دو شخص کے درمیان اختلاف رائے ، تفاوت افکار و نظریات ہو۔

☆**ضرب المثل:** بگرد کعبہ ہندو شد، مسلماں گشت بے ایماں

چوں کفر از کعبہ می خیزد کجا ماند مسلمانی غنیؔ

( کعبہ کے ارد گرد ہندو ہوئے اور مسلمان بے ایمان ہو گیا، جب کفر کعبہ ہی سے اٹھے تو پھر مسلمانی کہاں ہو؟ )

یہ ضرب المثل اس وقت بولتے ہیں جب کسی ایسے آدمی سے بد فعلی و بد خلقی کا صدور ہو جو لوگوں میں متقی ، پرہیزگار اور باعمل مشہور ہو۔ جیسا کہ بعض علاقے کے پیر و مشائخ زنا جیسے برے گناہ میں ملوث ہیں اور اوپر سے جبہ قبہ لگائے رہتے ہیں ، بلکہ اکثر مزارات کے خدام ( جو عقیدت مند مرد و عورت سے ہاتھ چومواتے ہیں ) کے حرکات و سکنات ناگفتہ بہ ہیں ۔ ان مداہنت پرستوں کے طمع و لالچ اور مال اندوزی کی خواہش کو دیکھ کر بہت افسوس ہوتا ہے کہ اسلام کی شبیہہ کو داغدار کرنے میں موجودہ پیر و مشائخ اور ان ڈھونگی خدام مزارات کا بڑا ہاتھ ہے۔ شاید انہیں پرُنخوت ، متعصب ، نقلی پیر حضرات کے لئے غنیؔ نے یہ شعر کہا تھا جو ابھی ضرب المثل کی صورت میں زبان زد خاص و عام ہے۔ واضح رہے کہ آج بھی کچھ حضرات اسلاف کے سچے جانشین ہیں وہ اس سے مستثنیٰ ہیں۔

☆**ضرب المثل:** اگر دستے کنم پیدا نمی یابم گریباں را ( اگر ہاتھ پیدا بھی کرلوں تو گریباں نہیں ملتا )

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

یہ مثل اپنی محتاجی و بے بسی کو ظاہر کرنے کے لئے بولتے ہیں کہ اگر ہاتھ ہو بھی جائے تو پھاڑنے کے لئے گریبان کہاں سے لاؤں۔

☆ضرب المثل:

اے سرو! بتو شادم شکلت بفلاں ماند

اے دل بہ تو خُرسندم تو بوئے کسے داری

حسن سجزیؔ

اے سرو! (ایک خوبصورت درخت جو زمین سے سیدھا اٹھتا ہے) میں تجھ سے خوش ہوں کہ تیری شکل فلاں سے ملتی جلتی ہے اور اے دل میں تجھ سے شاد ہوں کہ تو کسی کی خوشبو رکھتا ہے۔

یہ مثل ایسے شخص کی تعریف کے لئے استعمال کی جاتی ہے جس سے محبت ہو۔

☆ضرب المثل:

نہ ریخت درد مئے و محتسب ز دیر گزشت

رسیدہ بود بلائے ولے بخیر گزشت

محتسب (شرابیوں کا احتساب کرنے والا) مئے خانہ تو آیا تھا لیکن تیل چھٹ چھوڑے بغیر چلا گیا (یعنی ساری شراب پی گیا) بلا آئی تھی لیکن بخیر گذر گئی۔

یہ ضرب المثل اس وقت استعمال کرتے ہیں جب کوئی آزمائش یا مصیبت بخیریت گذر جائے۔ مثلاً امتحانوں میں مجسٹریٹ چیک کرنے کے بجائے ناشتہ پانی کر کے چلا جائے تو اس مثل کو کہہ سکتے ہیں۔ دُرد فارسی لفظ ہے جس کو اردو میں تیل چھٹ یعنی کسی بھی سیال چیز (مراد شراب ہے) کا وہ حصہ جو برتن کی تلی میں رہ جاتا ہے اور وہ گرد و غبار کی شکل میں ہوتا ہے جو عام طور پر شراب کی کشید کا ہوتا ہے۔ محتسب اسے بھی پی گیا یعنی بچی کھچی شراب بھی پی گیا کچھ بھی پیمانہ میں نہ چھوڑا۔

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

☆**ضرب المثل:** ہر چہ بادا باد ما کشتی در دریا انداختیم (اب جو بھی ہوگا ہو ہم نے کشتی دریا میں ڈال دیا ہے)

اس مثل کے ترجمہ سے ظاہر ہے کہ جب انسان کسی کام کی اللہ پر بھروسہ کر کے ٹھان لیتا ہے تو انجام سے بے خبر ہوتا ہے۔ جیسے اردو میں کہتے ہیں ''جو بھی ہوگا دیکھا جائے گا''۔

☆**ضرب المثل:** کجا دانند حال ما سبکساران ساحل ہا (جو لوگ ساحل پر کھڑے ہیں وہ میرا حال کیا جانیں)

یہ مصرع حافظ شیرازی کی غزل کے ایک شعر کا ہے۔ پورا شعر ہے۔

شب تاریک وبیم موج وگردابے چنیں حائل

کجا دانند حال ما سبکساران ساحل ہا

حافظؔ شیرازی

یعنی رات بھی تاریک ہے، موج بھی خوب ہے اور راستے میں گرداب (بھنور) بھی حائل ہے۔ جو لوگ ساحل پر کھڑے ہیں وہ میرا حال کیا جانیں۔

یہ اس وقت کہتے ہیں جب کوئی کسی مصیبت میں گرفتار ہو اور دنیا والے اسے فضول اور ہلکا سمجھ کر تسلی دیتے ہیں ،گویا کوئی خاص بات نہیں ہے۔

☆**ضرب المثل:**

ہرگز نمیرد آں کہ دلش زندہ شد ز عشق

ثبت است بر جریدۂ عالم دوام ما

حافظؔ شیرازی

(جس کا دل عشق سے زندہ ہو وہ ہرگز نہیں مرتا، ہم نے بھی دنیا کے صفحے پر اپنا نام درج کرالیا ہے)

اس مثل کو لوگ عشق و محبت کی اہمیت بیان کرنے کے لئے بیان کرتے ہیں جس کا مفہوم ترجمہ سے ہی ظاہر ہے۔

☆**ضرب المثل:** اے بسا آرزو کہ خاک شدہ (ہائے وہ آرزو جو مٹی میں مل گئی)

جب کسی کی آرزو پوری نہیں ہوتی تو اس پر افسوس ظاہر کرتے ہوئے بولتا ہے۔ جیسے کوئی سول سروسز امتحانات

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

میں آخری موقع تک فیل ہوتا رہے تو وہ اسے بول سکتا ہے۔

☆**ضرب المثل**: ما در چہ خیالیم و فلک در چہ خیال (ہم کس خیال میں ہیں اور آسمان کس خیال میں)

یہ اس وقت کہتے ہیں جب کوئی انسان اپنے ارادوں کو پورا کرنے میں پوری طرح سے کوشاں ہوتا ہے اور اس کے راستے میں رکاوٹیں آ جائیں، خاص طور سے اس کے احباب ہی اس کے خلاف ہوں تو اسے کہتے ہیں۔ آسمان کا استعارہ عام طور پر لوگ رکاوٹ کے معنی میں استعمال کرتے ہیں کیوں کہ پریشانیاں آسمان سے ہی نازل ہوتی ہیں۔

☆**ضرب المثل**: ویں دفتر بے معنی غرق مئے ناب اولیٰ (بہتر تو یہی تھا کہ اس بے معنی تحریر کو شراب میں ڈوبا دیا جائے)

یہ مصرع حافظ شیرازی کے اس شعر کا ہے۔

ایں خرقہ کہ من دارم، در رہن شراب اولیٰ

ویں دفتر بے معنی غرق مئے ناب اولیٰ

حافؔظ شیرازی

(یعنی یہ خرقہ یا لباس جو میں پہنے ہوا ہوں وہ شراب کے لئے رہن میں دے دینے کے قابل ہے اور یہ بے معنی تحریر شراب میں ڈبونے کے قابل)

مشہور ہے کہ جب نادر شاہ درانی نے دلی پر حملہ کیا اور اس کی فوج ظفر موج شہر کی فصیل کے قریب آ گئی تو یہ خبر لے کے قاصد (ایلچی) محمد شاہ رنگیلا بادشاہ کے پاس پہونچا، بادشاہ اس وقت شراب پینے میں مصروف تھا، اس نے ایلچی کے ہاتھ سے تحریر لے کر پہلے شراب میں ڈبویا تھا پھر یہ مصرع پڑھا۔ حافؔظ کے شعر کا دوسرا مصرع جو بطور ضرب المثل استعمال کیا جاتا ہے اس کی مصداق وہ بے سروپا تحریریں بھی ہیں جو اسلام، قرآن وسنت کے خلاف اور اللہ ورسول کی توہین پر مشتمل ہیں۔ اس کے لئے اردو کی یہ ضرب المثل بھی استعمال کی جاتی ہے۔ اگر اندھے کو دن میں نظر نہ آئے تو اس میں آفتاب کا کیا قصور۔ اس مفہوم کو شیخ سعدی نے بھی ادا کیا ہے۔

☆**ضرب المثل**: ہر فرعون را موسیٰ (ہر فرعون کے لئے موسیٰ ہے)

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

یہ ضرب المثل اس وقت بولتے ہیں جب کوئی ظالم شخص عوام پر اپنے ظلم کی انتہا کر دیتا ہے۔کیوں کہ یہ خدا کا نظام ہے کہ جب کسی ظلم کی انتہا ہو جاتی ہے تو وہ مٹ جاتا ہے۔مثل میں مستعمل ''فرعون''اور''موسیٰ'' مجاز پر محمول ہے حقیقی موسیٰ وفرعون مراد نہیں ہے۔

☆ضرب المثل:

کسے نہ دانست کہ منزل گہ مقصود کجا است

ایں قدر ہست بانگے جرسے می آید

حافظ شیرازی

(کسی کو نہیں معلوم کہ اس کی منزل مقصود کہاں ہے بس اتنا معلوم ہے کہ دور کہیں سے ایک گھنٹی کی آواز آ رہی ہے)

یہ ضرب المثل انسانوں کی زندگی کی عکاسی کرتی ہے۔لوگ اپنے کاموں میں مصروف ہیں اور آخرت سے بے خبر ہیں کسی کو اس کی پرواہ نہیں کہ ہمیں کہاں جانا ہے اور کیسے جانا ہے تاکہ ہم اس سفر کے لئے زادِراہ لے لیں۔بس سب کے سب غفلت میں ہیں۔ان کی مثال ایسی ہے کہ ایک ایسے قافلے میں شامل ہیں جو کہیں جا رہا ہے لیکن انہیں معلوم نہیں کہ وہ کہاں جا رہا ہے۔

☆ضرب المثل:

تازہ خواہی داشتن گر داغ ہائے سینہ را

گاہے گاہے باز خواں ایں قصۂ پارینہ را

(یعنی اگر تو چاہتا ہے کہ تیرے سینے کا داغ تازہ رہے تو کبھی کبھی اس پرانے قصے کو دہرالیا کر)

اس کا مفہوم ترجمے سے ہی ظاہر ہے کہ انسان کو اپنی زندگی کے یادگار دن (خواہ وہ عشق ومحبت سے تعلق رکھتے ہوں یا کسی پرکیف منظر و ماحول سے) کبھی کبھی یاد کر لینا چاہئے تاکہ اسے اس کا لطف وسرور ملتا رہے۔

☆ضرب المثل:

عمرت دراز باد کہ ایں ہم غنیمت است (خدا تیری عمر دراز کرے کہ اس قدر بھی غنیمت ہے)

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

اگر کوئی شخص کسی کی توقع سے کم کام کرتا ہے تو وہ اس وقت کہتا ہے کہ جس قدر بھی کر رہا ہے غنیمت ہے جس کو اردو میں کہتے ہیں نہ سے ہاں ہی اچھا ہے۔

☆ضرب المثل:

بزیر دلق ملمع کمندی دارند

درازدستیِ ایں کوتہ آستیناں بیں

حافظؔ شیرازی

(ان کوتاہ آستیں لوگوں کی درازدستی اور ظلم تو دیکھو کہ اپنی رنگین فقیرانہ گدڑی کے نیچے جال چھپا رکھا ہے )

یہ ضرب المثل ان لوگوں کے لئے استعمال کرتے ہیں جو دیکھنے میں تو بھولے بھالے، قوم کے ہمدرد نظر آتے ہیں لیکن اندر اندر لوگوں کی جڑیں کاٹتے رہتے ہیں۔ یہ ضرب المثل آج کل کے ان متعصب نیتاؤں پر بالکل ٹھیک بیٹھ رہی ہے جو رفاہ عام کے ہرے ہرے باغ دکھا کر لوگوں سے ووٹ لے لیتے ہیں اور جیتنے کے بعد اپنی

سیاسی چال سے لوگوں کے درمیان سماجی و مذہبی منافرت کی بیج بو کر فتنہ وفساد پیدا کرتے ہیں۔اس کی مثال میں ہندستان کے بیشمار افراد ہیں، کس کا کس کا نام لوں اس کام پر پوری پارٹی ہی لگی ہوئی ہے۔اس کی عکاسی اردو کی اس ضرب المثل سے بھی ہوتی ہے،منھ میں رام رام بغل میں چھری۔اس شعر کے دوسرے مصرع میں جو حسن ہے وہ بیان سے بالا تر ہے۔

☆ضرب المثل: از ما مپرس حال دل ما کہ یک زماں

خود را بحیلہ پیش تو خاموش کردہ ایم

صبری اصفہانی

(مجھ سے میرا حال دل مت پوچھ کہ میں نے اپنے آپ کو ایک مدت تجھ سے ایک بہانے سے چھپائے رکھا)

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

یہ اس وقت بولتے ہیں جب انسان اپنی شکایت سن کر بھی کسی مصلحت کے پیش نظر خاموش رہے اور جب معاملے کی سچائی ظاہر ہو جائے تب یہ کہے۔ یہ مفہوم ترجمہ ہی سے ظاہر ہے۔

☆**ضرب المثل**:

آسماں بار امانت نتواں کشید

قرعۂ فال بنام منِ دیوانہ زدند

حافظؔ شیرازی

(آسمان بھی اس بار امانت کو نہ اٹھا سکا آخر کار قرعہ فال مجھ دیوانہ کے نام ہی نکلا)

اس شعر کا دوسرا مصرع ہی عام طور بولا جاتا ہے جب کسی مخصوص کام کی ذمہ داری کسی انسان کو دی جائے۔ اور اس کے علاوہ یا تو اس ذمہ کے اہل نہ ہوں یا انکار کر دیں۔ اس سے قرآن مجید میں بیان کئے گئے اس واقعے کی طرف بھی اشارہ ہوتا ہے کہ جب خدا نے اپنی خلافت کی ذمہ داری آسمان کو دینا چاہا تو آسمان نے اس کے تحمل کی تاب خود میں نہ پا کر معذرت کر لی آخر کار انسان نے ہی یہ ذمہ قبول کیا۔ دیوانہ سے مراد انسان ہے۔

☆**ضرب المثل**: یک نہ شد دو شد (ابھی ایک ہوا نہیں کہ دوسرا ہو گیا)

یعنی ابھی ایک مسئلہ تو حل نہ ہو سکا کہ دوسرا مسئلہ پیدا ہو گیا۔ مفہوم ترجمہ ہی سے ظاہر ہے۔

☆**ضرب المثل**: اگر پدر نہ تواند پسر تمام کند (اگر باپ کوئی کام نہ کر سکے تو بیٹا پورا کر دیتا ہے)

اگر کوئی شخص اپنے باپ کے نقش قدم پر چلے اور اپنی محنت سے اتنا قابل ہو جائے کہ اپنے باپ پر بھی سبقت لے جائے تو لوگ کہتے ہیں۔

☆**ضرب المثل**: ہم چوں من دیگرے نیست (مجھ جیسا کوئی اور نہیں ہے)

یہ ضرب المثل خود کو قابل ظاہر کرنے والے بے وقوف و متکبر شخص کے لئے استعمال کیا جاتا ہے، کیوں کہ جو قابل ہوتا ہے وہ خود کو کبھی قابل نہیں کہتا۔

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

☆**ضرب المثل:** ایں کار از تو آید و مرداں چنیں کنند (یہ کام تجھ سے ہی ہونا تھا اور جواں مرد لوگ ایسا ہی کرتے ہیں)

ترجمہ سے ہی ظاہر ہے کہ یہ کسی شخص کے بڑے کام کرنے پر اس کی حوصلہ افزائی کے لئے کہتے ہیں۔

☆**ضرب المثل:** بابر بہ عیش کوش کہ عالم دوبارہ نیست (بابر عیش کرلو کہ دوبارہ دنیا نہیں ملے گی)

یہ مصرع بادشاہ ظہیر الدین محمد بابر کے شعر کا ہے جو مغلیہ سلطنت کا بانی ہے، شعر یہ ہے۔

نو روز و نو بہار و مئے دلبری خوش است

بابر بہ عیش کوش کہ عالم دوبارہ نیست

بآبر

اگر نو روز (سال کا پہلا دن) ہو، بہار کا موسم ہو اور دلبر کے ساتھ شراب نوشی کا دور چل رہا ہو تو کیا ہی اچھا ہو ، بابر عیش کرلو کہ دوبارہ دنیا نہیں ملے گی۔

بابر فارسی کا شاعر بھی تھا، اس کے اس شعر کے مطلب سے ہی ظاہر ہے کہ یہ اس انسان کے لئے کہا جاتا ہے جو کوئی ایسا موقع پائے جس کی امید بعد میں نہ ہو۔ جیسا کہ آج کل کے نوجوان اپنی محبوباؤں کے ساتھ شب وروز عیاشی کرتے ہیں اور جواز میں یہ کہتے ہیں کہ اس زندگی کو بھرپور جیئیو پھر یہ زندگی نہیں ملے گی۔ عام طور پر وہ لوگ ایسا کہتے ہیں جنہیں آخرت کی زندگی کا یقین نہیں ہے۔ جبکہ آخرت کی خوش حال و بد حال زندگی کا انتظام یہیں کرنا ہے۔ آخرت کی زندگی غیر متناہی ہے اور دنیوی زندگی تو محدود و متناہی ہے۔

☆**ضرب المثل:** گربہ کشتن روز اول (بلی تو پہلے ہی دن ماری جاتی ہے)

ضرب المثل کے ترجمے سے ہی ظاہر ہے کہ کہیں بھی اپنا رعب اور مقام پہلے دن ہی قائم کرنا ہوتا ہے ، اگر عاجزی سے پیش آئے یہاں تک کہ محکوم و ملازمین بے مہار ہو گئے تو اب رعب قائم نہیں کیا جاسکتا ورنہ یہ عمل مضحکہ خیز ہو جائے گا۔

اس پر ایک لطیفہ مشہور ہے۔ ایک شہر میں دو بھائی رہتے تھے۔ دونوں کی شادی ایک ہی دن ہوئی، شب زفاف

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

میں چھوٹے بھائی کے گھر میں ایک بلی آنکلی ،اس نے لاٹھی اٹھائی اور اسے پل میں ڈھیر کر دیا ۔ یہ دیکھ کر اس کی بیوی پر وہ رعب طاری ہوا کہ زندگی بھراف نہ کہی اور فرمانبردار رہی ۔ بڑے بھائی کے گھر میں بھی اتفاق سے ایک بلی نکل آئی ۔اس نے بھی بلی کو مار گرایا لیکن اس کی بیوی نے جم کر اس کی خیریت لے لی ۔بس اسی دن سے اس کی زندگی حرام ہوگئی ۔صبح اٹھ کر جب بڑے بھائی نے چھوٹے بھائی سے رات کا واقعہ سنایا تو چھوٹے بھائی نے کہا ''بلی پہلے دن ہی ماری جاتی ہے''۔یعنی آپ کو بیوی کی خبر قاعدے سے لینی چاہیۓ۔

☆**ضرب المثل**:نقل راچہ عقل (نقل کے لئے عقل کی کیا ضرورت)

یہ ضرب المثل استفہام انکاری پر مشتمل ہے ۔ یہ اس کے لئے کہا جاتا ہے جو کچھ جانے نہیں اور نقل کرے۔ایسے لوگ اکثر ناکام رہتے ہیں،اس لئے کہتے ہیں کہ عقل ومحنت سے کام لو۔

☆**ضرب المثل**:

ہر دو عالم قیمت خود گفتہ ای

نرخ بالا کن کہ ارزانی ہنوز

امیر خسرو

(تو اپنی قیمت صرف دو عالم ہی بتارہا ہے ۔تو اپنی قیمت اور زیادہ کر کیوں کہ تو ان داموں بھی بہت سستا ہے )

یہ ان لوگوں کے لئے کہا جاتا ہے جو اپنی انکساری حد درجہ ظاہر کرتے ہیں۔اور دوسروں کے سامنے بچھے جاتے ہیں تو لوگ کہتے ہیں حضرت ایسی بھی کیا کسر نفسی ؟ آپ خود کو اتنا کم نہ سمجھیں!

☆**ضرب المثل**: زبان یار من ترکی ومن ترکی نمی دانم (میرے محبوب کی زبان ترکی ہے اور میں ترکی نہیں جانتا)

یہ ضرب المثل کے طور پر استعمال کیا جانے والا مصرع بھی امیر خسرو کا ہے ۔ پورا شعر یوں ہے ۔

چہ خوش بودی اگر بودی زبانش در دہان من

زبان یار من ترکی و من ترکی نمی دانم امیر خسرو

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

یہ اس وقت کہتے ہیں جب سامنے والے شخص کی بات آپ نہیں سمجھ پا رہے ہوں یا اس کے برعکس۔ ایسی صورت میں انسان نہ تو خود کچھ سمجھ پاتا ہے اور نہ ہی اپنے مخاطب کو کچھ سمجھا پاتا ہے اور مافی الضمیر کی ترسیل نہیں ہو پاتی ہے۔ یہ ان بڑی شخصیات کے لئے بھی استعمال کیا جاتا ہے جو اپنی زبان کا تو ہے، لیکن اس کی تحریریں جن سے استفادہ کیا جاسکتا ہے وہ دوسری زبان میں ہوں۔

☆**ضرب المثل:**

حسن ز بصرہ، بلال از حبش، صہیب از روم
زخاک مکہ ابوجہل، ایں چہ بوالعجبی است

(یعنی حسن بصری (جیسے صاحب دل) بصرہ میں بلال (اسلام کے پہلے مؤذن اور صحابیٔ رسول ﷺ) حبش میں اور صہیب رومی (ایسے جلیل القدر صحابی) روم میں پیدا ہوئے اور مکہ کی سر زمین پر ابوجہل جیسا شخص پیدا ہوا یہ کیا عجیب بات ہے؟)

اس کا مفہوم ترجمے سے ہی ظاہر ہے۔ اس کے لئے اردو میں ایک ضرب المثل استعمال ہوتی ہے، ولی کے گھر میں شیطان اور شیطان کے گھر میں ولی پیدا ہوتا ہے۔

☆**ضرب المثل:** جواب جاہلاں باشد خموشی (جاہلوں کا جواب خاموشی ہوتا ہے)

جہاں پر جاہلوں سے اپنی عزت کا خطرہ ہو وہاں خاموش ہی رہنا چاہئے اور بعد میں ان میں جو صاحب فہم و دانش ہو اس سے حکمت وصواب دید سے اپنی بات رکھنی چاہئے۔ جاہل لوگ یوں بھی بے وقوف ہوتے ہیں، انہیں یہ بھی نہیں معلوم ہوتا کہ وہ جاہل ہیں جسے جہل مرکب کہتے ہیں اور انہیں جاہل کہنے پر برہم ہو جاتے ہیں۔ اس لئے ان سے احتراز ہی بہتر ہے۔

☆**ضرب المثل:** ایں ہم اندر عاشقی بالائے غم ہائے دگر (یہ بھی دوسرے غموں کے ساتھ عاشقی کا حصہ ہے)

یہ اس وقت بولتے ہیں جب دیگر ذمہ داریوں کے باوجود ایک اور ذمہ داری دے دی جاتی ہے۔

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

☆**ضرب المثل**: خس کم جہاں پاک (گھاس کم ہے تو دنیا پاک ہے)

ترجمے سے ہی ظاہر ہے کہ جہاں بدنظمی کم ہوگی وہاں معاملات بہتر ہوں گے۔

☆**ضرب المثل**: آفاقہا گردیدہ ام لیکن تو چیزے دیگر ای

(میں نے ساری دنیا دیکھی ہے لیکن تو چیز ہی دوسری ہے)

یہ کسی کی تعریف میں کہا جاتا ہے جو مبالغہ پر مشتمل ہے۔بعض اوقات اسے طنزاً مفہوم مخالف میں بھی استعمال کرتے ہیں۔

☆**ضرب المثل**:

معشوق ما بہ شیوۂ ہر کس موافق است

باما شراب خورد و با زاہد نماز کرد

(ہمارا معشوق ہر شخص کے ساتھ گھل مل جاتا ہے ہمارے ساتھ شراب پی لی اور زاہد کے ساتھ نماز پڑھ لی)

یہ اس وقت کہتے ہیں جو اردو ضرب المثل ''جب جیسا تب تیسا'' کے مصداق ہو۔ اسی کا ہم معنی ضرب المثل ''بامسلماں اللہ اللہ بابرہمن رام رام'' ہے۔جس کے لئے اردو میں ''تھالی میں بیگن'' ، ''بے پیندی کا لوٹا'' ، ''اور جدھر کھیرا ادھر پھر'' بھی کہا جاتا ہے۔تمام امثال کا مفہوم تقریباً یکساں ہے۔

☆**ضرب المثل**:

برمزارے ما غریباں نے چراغے نے گلے

نے پر پروانہ سوزد ، نے صدائے بلبلے

(ہم غریبوں کے مزار پر نہ کوئی چراغ روشن کرتا ہے، نہ کوئی پھول چڑھاتا ہے جس کی وجہ سے نہ کوئی پروانہ پر جلاتا ہے نہ کوئی بلبل پرسوز نغمے سناتی ہے)

اس کا مفہوم بھی ترجمے سے ہی ظاہر ہے۔اس سے انسان اپنی بے بسی کا اظہار کرتا ہے۔اس کے لئے اردو میں ایک ضرب المثل یہ بھی ہے ''جس کے سر میں تیل ہوتا ہے لوگ اسی کے سر میں تیل ڈالتے ہیں''۔

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

☆**ضرب المثل**: زمانہ با تو نہ سازد تو با زمانہ بساز (اگر زمانہ تجھ سے سمجھوتا نہیں کرتا تو اس کے ساتھ خود سمجھوتہ کرلے)

یہ بھی محتاج و بے بس لوگوں کے لئے کہا گیا ہے کہ اگر بڑے لوگ قابل اعتنا نہیں سمجھتے تو تو ہی ان کے پاس چلا جا۔جیسا کہ نیتا لوگ عوام ہی کے ووٹ سے جیتتے ہیں اور بعد میں عوام ہی کو حقارت کی نظر سے دیکھتے ہیں، اور انھیں اپنے لائق بالکل نہیں گردانتے۔تو یہ ضرب المثل ہندستان کے عام لوگوں کے لئے بھی درست ہے۔

☆**ضرب المثل**: زمانہ با تو نہ سازد تو با زمانہ ستیز ۲۸ (اگر زمانہ تجھ سے سمجھوتہ نہ کرے تو تو اس سے جنگ کر)

اس کا مفہوم گذشتہ ضرب المثل کے برعکس ہے۔اس کے لئے اردو کی یہ ضرب المثل زبان زد خاص و عام ہے ''حق مانگنے سے نہ ملے تو چھین لو''۔لیکن یہ حوصلہ بہت ہی کم لوگوں کے پاس ہوتا ہے۔

☆**ضرب المثل**:

گویند کسان بہشت با حور خوش است
من می گویم کہ آب انگور خوش است
ایں نقد بگیر و دست از آں نسیہ بدار
کہ آواز دہل شنیدن از دور خوش است ۲۹

عمر خیاؔم

عمر خیام کی مذکورہ رباعی کے خط کشیدہ مصرع اخیر کو اردو میں بطور ضرب المثل اس طرح استعمال کرتے ہیں

''دور کا ڈھول سہانا لگے''

ضرب الامثال کے تحت اب تک کی تفصیلات سے یہ ظاہر ہوا کہ ضرب الامثال کا استعمال کسی بھی زبان میں خوب ہوتا ہے۔ چنانچہ اردو زبان میں بھی خوب ہوا ہے۔اردو زبان میں فارسی کے بعض ضرب الامثال تو ترجمے کی صورت میں مستعمل ہیں جن کا ذکر ہم نے پہلے اردو اشعار کی شکل میں کیا اور بعض کا استعمال بغیر کسی ترجمے کے فارسی زبان میں ہی ہے۔جن کا بیان ابھی ابھی گذرا۔یعنی جیسے ہی کوئی فارسی ضرب المثل کہتا ہے مخاطب اس کا مفہوم خود ہی سمجھ لیتا ہے

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

اور اس کے ترجمے کی ضرورت نہیں پڑتی ۔جیسے عام طور پر لوگ کہتے ہیں ''آفتاب آمد دلیل آفتاب'' اب اس کے کہنے کے بعد کوئی اس کا ترجمہ نہیں کرتا ،مخاطب اس کے محل استعمال ہی سے اس کا مطلب سمجھ جاتا ہے ۔ایسا ہی اب تک کے بیان کئے گئے ضرب الامثال کا حال ہے جنہیں اردو شاعری میں عموم بلویٰ حاصل ہے ۔

## حوالہ جات:

۱۔شعر، ماخوذ از محمود شیرانی ، پنجاب میں اردو ،نئی دہلی ،قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان ،۲۰۰۵ء،ص:۱۴۲

۲۔اشعار و محاورے ،ماخوذ از محمد حسین آزاد ،آب حیات ،دہلی ،کتابی دنیا ،۲۰۰۸ء،ص:۴۱،۴۶

۳۔اشعار و محاورے ،ماخوذ از محمد حسین آزاد ،آب حیات ،دہلی ،کتابی دنیا ،۲۰۰۸ء،ص:۴۲ تا ۴۷

۴۔شعر ماخوذ از گوپی چند نارنگ ،اردو غزل اور ہندوستانی ذہن و تہذیب ،نئی دہلی ،قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان ، ۲۰۰۲ء،ص:۳۲۸

۵۔شعر ماخوذ از گوپی چند نارنگ ، اردو غزل اور ہندوستانی ذہن و تہذیب ،نئی دہلی ،قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان ،۲۰۰۲ء،ص:۳۳۰

۶۔اشعار ،ماخوذ از گوپی چند نارنگ ، اردو غزل اور ہندوستانی ذہن و تہذیب ،نئی دہلی ،قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان ،۲۰۰۲ء،ص:۳۴۱

۷۔اشعار ،ماخوذ از گوپی چند نارنگ ، اردو غزل اور ہندوستانی ذہن و تہذیب ،نئی دہلی ،قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان ،۲۰۰۲ء،ص:۳۴۲

۸۔شعر ماخوذ از گوپی چند نارنگ ،اردو غزل اور ہندوستانی ذہن و تہذیب ،نئی دہلی ،قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان ، ۲۰۰۲ء،ص:۳۴۵

۹۔اشعار ماخوذ از قطب مشتری ،مرتبہ ڈاکٹر حمیرا جلیلی ،نئی دہلی ،ترقی اردو بیورو ،۱۹۹۲ء،ص:۲۲

۱۰۔مصرع ماخوذ از محمود شیرانی ،پنجاب میں اردو ،نئی دہلی ،قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان ،۲۰۰۵ء،ص:۱۴۲

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

۱۱۔اشعار، ماخوذ از پروفیسر محمد حسن ، دہلی میں اردو شاعری کا تہذیبی وفکری پس منظر، دہلی، اردو اکادمی، ۲۰۰۹ء،ص:۲۸۸

۱۲۔جعفر زٹلی، زٹل نامہ،کلیات جعفر زٹلی ، مرتبہ رشید حسن خان ، انجمن ترقی اردو ۲۰۱۱ء،ص:۲۴۹

۱۳۔جعفر زٹلی، زٹل نامہ،کلیات جعفر زٹلی ، مرتبہ رشید حسن خان ، انجمن ترقی اردو ۲۰۱۱ء،ص:۲۵۶

۱۴۔کلیات میر ، مرتب مولوی عبد الباری حاجب آسی ،لکھنؤ،مطبع منشی نول کشور ، (۱۹۴۱ء)،ص:۶۵۹

۱۵۔جعفر زٹلی، زٹل نامہ،کلیات جعفر زٹلی ، مرتبہ رشید حسن خان ، انجمن ترقی اردو ۲۰۱۱ء،ص:۲۴۶

۱۶۔جعفر زٹلی، زٹل نامہ،کلیات جعفر زٹلی ، مرتبہ رشید حسن خان ، انجمن ترقی اردو ۲۰۱۱ء،ص:۲۵۳

۱۷۔جعفر زٹلی، زٹل نامہ،کلیات جعفر زٹلی ، مرتبہ رشید حسن خان ، انجمن ترقی اردو ۲۰۱۱ء،ص:۲۵۳

۱۸۔جعفر زٹلی، زٹل نامہ،کلیات جعفر زٹلی ، مرتبہ رشید حسن خان ، انجمن ترقی اردو ۲۰۱۱ء،ص:۲۴۷

۱۹۔جعفر زٹلی، زٹل نامہ،کلیات جعفر زٹلی ، مرتبہ رشید حسن خان ، انجمن ترقی اردو ۲۰۱۱ء،ص:۲۴۷

۲۰۔جعفر زٹلی، زٹل نامہ،کلیات جعفر زٹلی ، مرتبہ رشید حسن خان ، انجمن ترقی اردو ۲۰۱۱ء،ص:۲۴۷

۲۱۔جعفر زٹلی، زٹل نامہ،کلیات جعفر زٹلی ، مرتبہ رشید حسن خان ، انجمن ترقی اردو ۲۰۱۱ء،ص:۲۴۸

۲۲۔جعفر زٹلی، زٹل نامہ،کلیات جعفر زٹلی ، مرتبہ رشید حسن خان ، انجمن ترقی اردو ۲۰۱۱ء،ص:۲۴۶

۲۳۔جعفر زٹلی، زٹل نامہ،کلیات جعفر زٹلی ، مرتبہ رشید حسن خان ، انجمن ترقی اردو ۲۰۱۱ء،ص:۲۴۸

۲۴۔جعفر زٹلی، زٹل نامہ،کلیات جعفر زٹلی ، مرتبہ رشید حسن خان ، انجمن ترقی اردو ۲۰۱۱ء،ص:۲۵۷

۲۵۔جعفر زٹلی، زٹل نامہ،کلیات جعفر زٹلی ، مرتبہ رشید حسن خان ، انجمن ترقی اردو ۲۰۱۱ء،ص:۲۵۳

۲۶۔جعفر زٹلی، زٹل نامہ،کلیات جعفر زٹلی ، مرتبہ رشید حسن خان ، انجمن ترقی اردو ۲۰۱۱ء،ص:۲۴۶

۲۷۔جعفر زٹلی، زٹل نامہ،کلیات جعفر زٹلی ، مرتبہ رشید حسن خان ، انجمن ترقی اردو ۲۰۱۱ء،ص:۲۴۶

۲۸۔☆ کی علامت کے ساتھ بیان کیے گئے تمام ضرب الامثال ہم نے سرور عالم راز سرور، ماہنامہ کتاب نما، نئی دہلی، شمارہ نمبر ۱/، جلد نمبر ۴۷/ جنوری ، مارچ ۲۰۰۷ء سے لیا ہے۔

۲۹۔رباعیات عمر خیام، مرتب: ڈاکٹر سید رغیب حسین ، ادارہ فروغ اردو لکھنؤ، امین آباد پارک ، ۱۹۶۸ء،ص:۱۰

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

# باب چہارم

## اردو میں فارسی عروض و بلاغت کا استعمال

(الف) عروض

(ب) بلاغت

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

# (الف)

# عروض

عروض زبان کے اس آلے کا نام ہے جس کے سہارے زبان داں کسی بھی نثر کو نظم کرنے پر قادر ہوتا ہے۔الفاظ و حروف کی مخصوص نشست و برخاست سے ایک خاص وزن پیدا ہوتا ہے،اسی وزن کو فن عروض میں بحر یا زمیں کہتے ہیں ۔یوں تو کہا جاتا ہے کہ شاعری فطری وصف ہوتی ہے لیکن یہ بھی مسلم ہے کہ جس شخص کو عروض کی معرفت نہ ہو وہ شاعری نہیں کرسکتا،البتہ غیر موزون تک بندی کرنے سے اسے کوئی نہیں روک سکتا۔جیسا کہ کچھ لوگ جو اپنا نام شعرا کی فہرست میں درج کرانا چاہتے ہیں وہ گاہے بہ گاہے کچھ بے سرو پا اشعار جڑ لیتے ہیں اور مشاعرے میں پہونچ جاتے ہیں ۔یہ لوگ ان لوگوں سے مستثنٰی ہیں جو دوسرے شاعر سے لکھوا کر یا پھر خرید کر اپنے مقطع کے ساتھ پڑھتے ہیں ۔بہر حال کسی بھی صنف پر طبع آزمائی کے لئے اس صنف سے شغف لازمی ہے ۔لیکن ہر صنف کا اپنا مزاج اور اس کے کچھ اصول و ضوابط ہوتے ہیں ۔صنف شاعری کے اصول وضوابط ہی کا نام عروض ہے جو اب مکمل فن کی صورت اختیار کر چکا ہے ۔

ہم ذیل میں عروض کے اصول وضوابط کا مختصراً تعارف اور اس کے ضمن میں بحروں کا خاکہ پیش کر کے فارسی و اردو بحروں کو فارسی واردو اشعار کی مثالوں کے ساتھ اجاگر کرنے کی کوشش کریں گے ۔ہمارے موضوع کے ابواب میں صرف عروض ہی کو لیا گیا ہے،اس لئے ہم قوافی سے قطع نظر فقط عروض پر ہی بحث کریں گے۔

جن اجزا سے مرکب ہوکر ایک وزن یا بحر کی شکل تیار ہوتی ہے وہ اجزاء فقط تین ہیں

(الف)سبب(ب)وتد(ج)فاصلہ،پھر ہر ایک کی دو دو قسمیں ہیں :

**(الف)سبب:** دوحرفی کلمہ یا جزوکلمہ

**(۱)سبب خفیف:** دوحرفی کلمہ یا جزوکلمہ جس میں پہلا حرف متحرک اور دوسرا حرف ساکن ہو اسے سبب خفیف کہتے ہیں مثلاً دِلْ،گَلْ،گُلْ(اور گلبدن میں گل جزوکلمہ کی صورت میں )

**(۲)سبب ثقیل:** [illegible]

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

بن سکے۔ہاں مرکب الفاظ وجملوں میں اس کا استعمال ہوسکتا ہے۔مثلاً ''کفِ پا'' میں ''کفِ'' سبب ثقیل ہے۔

**(ب) وتد**: تین حرفی لفظ

**(ا) وتد مجموع**: اس تین حرفی لفظ کو کہتے ہیں جس میں بالترتیب دو حرف متحرک کے بعد تیسرا اور آخری حرف ساکن ہو۔مثلاً سَبَقْ، قَلَمْ وغیرہ۔

**(۲) وتد مفروق**: اس تین حرفی لفظ کو کہتے ہیں جس میں دو متحرک حرفوں کے بیچ میں ساکن حرف ہو، یعنی پہلا اور تیسرا حرف متحرک اور دوسرا حرف ساکن ہو۔اس کی مثال بھی اردو الفاظ میں مستقل نہیں ملتی، اس کی وجہ یہ ہے کہ اردو الفاظ ساکن الاخیر ہوتے ہیں جبکہ وتد مفروق کا آخری حرف متحرک ہے۔اس کی صورت سبب ثقیل ہی کی طرح ہے کہ اسے مرکب الفاظ یا جملوں میں برتا جاسکتا ہے۔مثلاً ''دَرْدْ'' کو ''دَرْدِ جگر'' کی ترکیب کے ساتھ ملاحظہ کیا جاسکتا ہے۔

بعض لوگ ایک تیسری قسم بھی وتد کی نکالتے ہیں وہ یہ کہ پہلا حرف متحرک اور بعد کے دونوں حروف ساکن ہوں مثلاً خَیْرْ، لیکن عروض نے اس کو قبول نہیں کیا ہے۔

**(ج) فاصلہ**: چار حرفی لفظ یا پانچ حرفی لفظ

**(ا) فاصلۂ صغریٰ**: چار حرفی لفظ جس میں تین حرف متحرک کے بعد چوتھا اور آخری حرف ساکن ہو مثلاً حَرَکَتْ، اور دل و جاں کو اگر اس صورت میں لکھا جائے 'دِلُجَاں'۔واضح رہے کہ عروض میں نون غنہ کوئی حرف نہیں بلکہ غنہ سے پہلے ہی حرف کی انفی آواز ہے۔جو مہین اور باریک ہوتی ہے۔اردو میں اس کی مثال بھی کم ملتی ہے۔زیادہ تر الفاظ دو سبب خفیف سے مرکب ہو کر چار حرفی کلمہ ہیں۔مثلاً حکمت، دولت، ثروت وغیرہ۔ہاں عربی سے منقول کچھ الفاظ اردو میں فاصلۂ صغریٰ کی صورت میں ہیں۔

**(۲) فاصلۂ کبریٰ**:

پانچ حرفی لفظ جس میں چار متحرک حرف کے بعد پانچواں اور آخری حرف ساکن ہو۔اردو میں فاصلۂ کبریٰ کے لئے بھی کوئی ایک مستقل لفظ نہیں ہے ہاں دو لفظوں کو مرکب کرکے فاصلۂ کبریٰ کی صورت بنائی جاسکتی ہے مثلاً ''خَمَرِ بَدْ''

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

فاصلوں کو اگرچہ عروضی لوگ ذکر کرتے ہیں لیکن اردو میں اس کا استعمال شاید ہی ملتا ہے ۔زیادہ تر جملے سبب اور وتد سے مرکب ملتے ہیں ۔مثلاً فاصلہ ٔکبریٰ ہی پر اگر غور کیا جائے تو ایک سبب ثقیل اور وتد مجموع کا مجموعہ ہے۔''حَبَ' سبب ثقیل 'رِبَدْ' وتد مجموع ۔اس طرح فاصلۂ کبریٰ کا نام ہی مٹ جاتا ہے ۔

اب ذرا بحروں کی تفصیل بھی ملاحظہ کرتے چلئے !

ماہر عروض کنہیا لال ماتھُر اور طالب ہاتھرسی کے مطابق بحروں کی کل تعداد ۱۹/ ہے۔ان کی تفصیل خود ان کی زبانی سنئے !

''بحریں انیس ہیں: (۱)طویل (۲)مدید (۳)بسیط (۴)کامل (۵)وافر (۶)ہزج (۷)رمل (۸)رجز (۹)منسرح (۱۰)مضارع (۱۱)سریع (۱۲)خفیف (۱۳)مجتث (۱۴)مقتضب (۱۵)تقارب یا متقارب (۱۶)متدارک (۱۷)جدید (۱۸)قریب (۱۹)مشاکل ۔ان میں پہلی پانچ بحریں (طویل، مدید، بسیط، کامل، وافر) اہل عرب کے ساتھ مخصوص ہیں ۔ان میں اہل عجم شعر نہیں کہتے اور آخری تین بحریں جدید قریب اور مشاکل اہل عجم کے ساتھ مخصوص ہیں ۔ان میں اہل عرب شعر نہیں کہتے ، باقی گیارہ بحریں ہزج سے متدارک تک مشترک ہیں ۔ان گیارہ بحروں میں اہل عرب اور اہل عجم دونوں ہی شعر کہتے ہیں ۔مطلب یہ کہ اہل عرب پہلی ۱۶/ بحروں میں شعر کہتے ہیں اور اہل عجم ہزج سے مشاکل تک چودہ بحروں میں شعر کہتے ہیں ۔اہل عجم بحر کامل میں بھی شعر کہتے ہیں ۔

جو بحریں ایک رکن کی تکرار سے حاصل ہوئی ہیں وہ سات ہیں اور وہ یہ ہیں :

(۱)ہزج (۲)رمل (۳)کامل (۴)وافر (۵)متقارب (۶)متدارک (۷)رجز (اردو شاعری عام طور پر انہی بحروں میں زحاف کے ساتھ ہوتی ہے )

جو بحریں دو رکن کی ترتیب سے حاصل ہوئی ہیں وہ بارہ ہیں اور وہ یہ ہیں:

(۱)طویل (۲)مدید (۳)بسیط (۴)سریع (۵)خفیف(۶)مجتث (۷)منسرح (۸)مضارع (۹)مقتضب (۱۰)جدید (۱۱)قریب (۲۱)مشاکل ۔جدید کو بحر غریب بھی کہتے ہیں ۔

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

| مصرع اول | مصرع ثانی |
|---|---|
| (۱) بحر ہزج: مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن | مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن |
| (۲) بحر رمل: فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن | فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن |
| (۳) بحر کامل: متفاعلن متفاعلن متفاعلن متفاعلن | متفاعلن متفاعلن متفاعلن متفاعلن |
| (۴) بحر وافر: مفاعلتن مفاعلتن مفاعلتن مفاعلتن | مفاعلتن مفاعلتن مفاعلتن مفاعلتن |
| (۵) بحر متقارب: فعولن فعولن فعولن فعولن | فعولن فعولن فعولن فعولن |
| (۶) بحر متدارک: فاعلن فاعلن فاعلن فاعلن | فاعلن فاعلن فاعلن فاعلن |
| (۷) بحر رجز: مستفعلن مستفعلن مستفعلن مستفعلن | مستفعلن مستفعلن مستفعلن مستفعلن |
| (۸) بحر طویل: فعولن مفاعیلن فعولن مفاعیلن | فعولن مفاعیلن فعولن مفاعیلن |
| (۹) بحر مدید: فاعلاتن فاعلن فاعلاتن فاعلن | فاعلاتن فاعلن فاعلاتن فاعلن |
| (۱۰) بحر بسیط: مستفعلن فاعلن مستفعلن فاعلن | مستفعلن فاعلن مستفعلن فاعلن |
| (۱۱) بحر سریع: مستفعلن مستفعلن مفعولات | مستفعلن مستفعلن مفعولات |
| (۱۲) بحر خفیف: فاعلاتن مستفع لن فاعلاتن | فاعلاتن مستفع لن فاعلاتن |
| (۱۳) بحر مجتث: مستفع لن فاعلاتن مستفع لن فاعلاتن | مستفع لن فاعلاتن مستفع لن فاعلاتن |
| (۱۴) بحر منسرح: مستفعلن مفعولات مستفعلن مفعولات | مستفعلن مفعولات مستفعلن مفعولات |
| (۱۵) بحر مضارع: مفاعلین فاع لاتن مفاعیلن فاع لاتن | مفاعلین فاع لاتن مفاعیلن فاع لاتن |
| (۱۶) بحر مقتضب: مفعولات مستفعلن مفعولات مستفعلن | مفعولات مستفعلن مفعولات مستفعلن |
| (۱۷) بحر جدید/بحر غریب: فاعلاتن فاعلاتن مستفع لن | فاعلاتن فاعلاتن مستفع لن |
| (۱۸) بحر قریب: مفاعیلن مفاعیلن فاع لاتن | مفاعیلن مفاعیلن فاع لاتن |
| (۱۹) بحر مشاکل: فاع لاتن مفاعیلن مفاعیلن | فاع لاتن مفاعیلن مفاعیلن |

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

**نوٹ:** بحر خفیف ، بحر مجتث اور بحر جدید میں ''مستفعلن''(مستفع لن ) منفصل ہے۔بحر مضارع ، بحر قریب اور بحر مشاکل میں (فاع لاتن )منفصل ہے۔ ۱؎

**ایک نئی تحقیق (بصورت معارضہ)**

صاحب'' آئینۂ عروض و قافیہ'' نے مذکورہ بالا اقتباس میں ایک بات کہی ہے کہ ''پہلی پانچ بحریں (طویل، مدید، بسیط، کامل، وافر)اہل عرب کے ساتھ مخصوص ہیں ۔ان میں اہل عجم شعر نہیں کہتے''۔جبکہ ہمارے ناقص مطالعے میں فارسی کے ایک مشہور شاعر شمس تبریز ہیں جنہوں نے مذکورہ بحروں میں سے ایک بحر'بحر مدید' میں شعر کہا ہے ۔مصرع ہے ۔من کجا بودم عجب بی تو،ایں چندیں زماں ؟ فاعلاتن فاعلن فاعلاتن فاعلن ۔تقطیع یوں ہوگی ۔

من کجا بو ۔ دم عجب ۔ بے تو ایں چن ۔ دیں زماں

فاعلاتن فاعلن فاعلاتن فاعلن

اس سے پتہ چلتا ہے کہ مصنف مذکور کی نظر یا تو اس شعر تک نہیں پہونچی ہوگی یا پھر یہ استعمال شاذ ہے ۔بہر حال بحر مدید کی تخصیص اہل عرب کے ساتھ نہ رہی ۔

**انفکاک بحور**

ایک بحر سے دوسری بحر کے نکلنے کو انفکاک بحور کہتے ہیں مثلاً (۱) بحر ہزج (۲) بحر کامل (۳) بحر متقارب (۴) بحر طویل (۵) بحر سریع ۔ان پانچوں بحروں سے دیگر بحور نکلتے ہیں جن کی کل تعداد انیس تک پہونچ جاتی ہے۔ان کو ہم ان پانچ دائروں میں سمجھتے ہیں،جن کے نام اور تفصیل ذیل میں ذکر کئے جاتے ہیں ۔

**دائرۂ مجتلبہ**

بحر ہزج ، بحر رجز اور بحر رمل یہ تینوں بحریں دائرۂ مجتلبہ سے نکلتی ہیں ۔وہ یوں کہ 'مفاعیلن' کے 'مفا' سے شروع کیا جائے تو بحر ہزج ہے اور اگر 'عیلن ' سے شروع کیا جائے تو بحر رجز ہے اور اگر 'لن' سے شروع کیا جائے تو بحر رمل ہے ۔شکل نمبر (۱) دیکھیں !

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

### دائرۂ مؤتلفہ

بحر کامل اور بحر وافر یہ دونوں بحریں دائرۂ مؤتلفہ سے برآمد ہوتی ہیں۔'متفاعلن' کے 'متفا' سے شروع کیا جائے تو بحر کامل ہے اور اگر 'علن' سے شروع کیا جائے تو بحر وافر ہے۔شکل نمبر (۲) دیکھیں!

### دائرۂ متفقہ

اس دائرے سے بحر متقارب اور بحر متدارک نکلتی ہیں 'فعولن' کے 'فعو' سے شروع کیا جائے تو بحر متقارب ہے اور اگر 'لن' سے شروع کیا جائے تو بحر متدارک ہے۔شکل نمبر (۳) دیکھیں!

### دائرہ مختلفہ

اس دائرے سے بحر طویل، بحر مدید اور بحر بسیط نکلتی ہیں۔اگر فعولن مفاعیلن میں فعولن کے فعو سے شروع کیا جائے تو بحر طویل ہے اور اگر فعولن کے لن سے شروع کیا جائے تو بحر مدید ہے اور اگر مفاعیلن کے عیلن سے شروع کیا جائے تو بحر بسیط ہے۔مثال سے بات بالکل واضح ہو جائیگی۔شکل نمبر (۴) دیکھیں!

### دائرۂ مشتبہ

اس دائرے سے کل نو بحریں (۱) بحر سریع (۲) بحر منسرح (۳) بحر خفیف (۴) بحر مضارع (۵) بحر مقتضب (۶) بحر مجتث (۷) بحر جدید (۸) بحر قریب (۹) اور بحر مشاکل نکلتی ہیں۔

اگر بحر سریع مستفعلن مستفعلن مفعولاتُ کے پہلے مستفعلن سے شروع کیا جائے تو بحر سریع ہے، اگر دوسرے مستفعلن سے شروع کیا جائے تو بحر منسرح ہے، اگر دوسرے مستفعلن کے تف سے شروع کیا جائے بحر خفیف ہے، اگر دوسرے مستفعلن کے علن سے شروع کیا جائے تو بحر مضارع ہے، اگر مفعولات سے شروع کیا جائے تو بحر مقتضب ہے، اگر مفعولات کے 'عولات' سے شروع کیا جائے بحر مجتث ہے، اگر پہلے مستفعلن کے تف سے شروع کیا جائے تو بحر جدید ہے، اگر پہلے مستفعلن کے علن سے شروع کیا جائے تو بحر قریب ہے اور اگر مفعولات کے لاتُ سے شروع کیا جائے تو بحر مشاکل ہے۔مثال سے بات بالکل واضح ہو جائے گی۔شکل نمبر (۵) دیکھیں!

**ان تمام شکلوں کو مقالے کے اخیر میں (دائرہ فائل) میں دیکھیں۔**

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

## مصطلحات بحور

اب ہم ذیل میں کچھ مصطلحات بحور کا ذکر کرتے ہیں۔

**مثنیٰ۔** دو جز (رکن) والی بحر کو مثنیٰ کہتے ہیں۔

**مثلث۔** تین جز (رکن) والی بحر کو مثلث کہتے ہیں۔

**مربع۔** آٹھ جزو (رکن) والی بحر میں سے چار جزو گرادیں تو اسے مربع کہتے ہیں۔

**مسدس۔** آٹھ جزو (رکن) والی بحر میں سے دو جزو گرادیں تو اسے مسدس کہتے ہیں۔ بحر سریع وخفیف وغیرہ جو چھ جزو (رکن) والی بحریں ہیں مسدس ہیں یعنی پہلے مصرع میں تین جزو (رکن) اور دوسرے مصرع میں بھی تین جزو (رکن) ہوں۔

**مثمن۔** جس بحر میں آٹھ جزو (رکن) ہوں اسے مثمن کہتے ہیں۔ مثال میں بحر ہزج کو دیکھا جاسکتا ہے، اس کے دونوں مصرعوں میں آٹھ آٹھ بار مفاعیلن آیا ہے۔

**سالم۔** جس بحر میں کوئی تغیر وتبدل نہ ہوا ہو، یعنی بحر کے سارے ارکان حرکت وسکون میں اپنی اصل پر ہوں۔

**زحاف۔** بحر کے ارکان میں سے کسی رکن میں تغیر ہوگیا ہو خواہ وہ حروف گرا کر ہو یا اس پر کوئی حرف بڑھا دیا گیا ہو۔

اردو شاعری میں استعمال ہونے والی بحریں کل آٹھ ہیں، جن میں سات کی حیثیت اصل کی ہے اور آٹھواں بحر بحر ہزج مفاعیلن کا عکس ہے۔ اس لئے اسے ہزج عکسی کہتے ہیں۔

| بحروں کے نام | وزن | مثال |
|---|---|---|
| (۱) بحر متقارب | فعولن | غلامی |
| (۲) بحر متدارک | فاعلن | آدمی |
| (۳) بحر ہزج | مفاعیلن | تراشیدہ |
| (۴) بحر رمل | فاعلاتن | ماہ کامل |
| (۵) بحر رجز | مستفعلن | دلبر مرا |

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

| | | |
|---|---|---|
| **(٦)بحرکامل** | متفاعلن | متذکرہ |
| **(۷)بحروافر** | مفاعلتن | سلاخ قفس |
| **(۸)بحرہزج عکسی** | مفعولات | اردو میں اس کی مثال نہیں ملتی |

بحروں کی تفصیلات کے بعد ان زحافات (تغیر وتبدل) کی بھی ہلکی معرفت ضروری ہے جو بحروں کے ارکان میں واقع ہوتے ہیں۔ذیل میں مختصر تعریف ومثال کے ذریعے ان کی نشاندہی کی جاتی ہے،تاکہ آئندہ آنے والے فارسی واردو اشعار کی بحروں کو مع زحافات سمجھنے میں آسان ہو۔

**(۱)اضمار**

متفاعلن کے دوسرے متحرک (تے) کو ساکن کرکے (متْفاعلن) یعنی مستفعلن کرنا۔یہ زحاف صرف اسی بحر کامل کے ساتھ مختص ہے۔

**(۲)عصب**

مفاعلتن کے لام کو ساکن کرنے کو عصب کہتے ہیں،مانوس کرنے پر مفاعیلن ہوجائے گا۔

**(۳)وقف**

مفعولاتُ کی تے کو ساکن کرنے کو کہتے ہیں۔مفعولاتْ ہوجائے گا۔

**(۴)خبن**

رکن کے پہلے سبب خفیف کے دوسرے حرف کو گرانے کو کہتے ہیں،لہٰذا بعد مانوس مستفعلن سے مفاعلن،مفعولاتُ سے فعولاتُ یا مفاعیلُ اور فاعلاتن (صرف متصل کی صورت میں) سے فَعِلاتن۔

**(۵)طیّ**

رکن کے پہلے دو سبب خفیف کے چوتھے حرف ساکن کو گرانا۔لہٰذا (بعد مانوس) مستفعلن سے مفتعلن،مفعولاتُ سے (مفعُلاتُ) فاعلات اور متفاعلن کو پہلے اضمار کے ذریعے مُتْفاعِلن کرکے طیّ کیا جاسکتا ہے اور اسے (مانوس کے بعد) مفتعلن کیا جاسکتا ہے۔

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

**(۶)قبض**

پانچویں حرف ساکن کے گرانے کو کہتے ہیں ۔لہٰذا مفاعیلن سے مفاعلن اور فعولن سے فعولُ ہو جائے گا۔

**(۷)کف**

ساتویں حرف ساکن کے گرانے کو کہتے ہیں ۔بشرطیکہ وہ ساکن سبب خفیف کا ہو لہٰذا مفاعیلن سے مفاعیلُ اور فاعلاتن سے فاعلاتُ ہو جائے گا۔

**(۸)تشعیث**

فاعلاتن کے وتد مجموع (علا) سے ایک حرف متحرک گرا کر فالاتن یا فاعاتن کرنا ،لہٰذا مانوس ہو کر مفعولن ہو جائے گا۔

**(۹)قصر**

رکن کے اخیر میں واقع سبب خفیف کے حرف ساکن کو گرا کر اس کے ماقبل کو ساکن کرنا لہٰذا مفاعیلن سے مفاعیلْ ، فاعلاتن س فاعلاتْ ،مستفع لن (منفصل) سے مستفعِلْ اور مانوس ہو کر مفعولن ہو جائے گا۔

**(۱۰)قطع**

رکن کے آخر سے وتد مجموع کے حرف ساکن کو گرا کر اس کے ماقبل کو ساکن کرنا ۔لہٰذا مستفعلن سے مستفعل اور مانوس کی صورت میں مفعولن ،فاعلن سے فاعِلْ اور مانوس ہو کر فَعْلُنْ اور متفاعلن سے متفاعل اور مانوس ہو کر فَعِلاتن ہو جائے گا۔

**(۱۱)وقص**

متفاعلن کے دوسرے حرف متحرک (تے) کے گرانے کو کہتے ہیں یا یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ متفاعلن میں اضمار کے بعد خبن (مضمر مخبون) کرنے کو کہتے ہیں ،لہٰذا اس کی صورت مفاعلن بنے گی ۔مستفعلن میں بھی خبن ہوتا ہے تو مفاعلن ہی ہوتا ہے ۔فرق دونوں میں یہ ہے کہ متفاعلن موقوص ہے اور مستفعلن مخبون ہے ۔

**(۱۲)عقل**

مفاعلتن کا لام متحرک گرانا یا مفاعلتن کے ساتھ عصب مع الحذف کرنا ۔مانوس ہونے کے بعد مفاعلن ہوگا ۔عقل

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

بحر وافر میں ہوگا۔ ورنہ مفاعیلن بحر ہزج میں قبض کے سبب مفاعلن ہے۔

**(۱۳) نقص**

معصوب (مفاعلتن کے لام کو ساکن کرنا) کے مکفوف (ساتواں حرف ساکن گرانا) کرنے کو کہتے ہیں ۔لہٰذا مفاعلتن سے مفاعیل ہوگا۔

**(۱۴) خزل**

متفاعلن مضمر (دوسرا متحرک ساکن کرنا) کو مطوی (پہلے دو سبب خفیف کے چوتھے حرف ساکن کو گرانا) کرنا ،لہٰذا مانوس شکل مفتعلن بنے گی۔

**(۱۵) خبل**

مستفعِلن اور مفعولاتُ میں خبن اور طے کو جمع کرنا،لہٰذا (بعد مانوس) مستفعلن سے (مُتَعِلَن) فَعِلَتُن اور مفعولات سے (مَعُلاتُ) فَعِلاتُ ہو جائے گا۔

**(۱۶) کسف**

مفعولاتُ کے ساتویں حرف کو گرانا اس میں وقف اور کف کرنا،لہٰذا بعد مانوس مفعولن ہوگا۔

**(۱۷) کشف**

مفعولات میں طے و کسف کو جمع کرنا،لہٰذا (مَفْعُلا) فاعلن ہو جائے گا۔

**(۱۸) شکل**

فاعلاتن (متصل) اور مستفع لن (منفصل) میں خبن اور کف جمع کرنا،لہٰذا بعد مانوس فاعلاتن فَعِلات اور مستفع لن (متفعِلُ) مفاعِلُ ہو جائے گا۔

**(۱۹) حذف**

رکن کے اخیر سے سبب خفیف گرانا۔لہٰذا مفاعیلن سے (مفاعی) فعولن اور فعولن سے (فعو) فَعَلْ اور فاعلاتن سے (فاعلا) فاعلن ہو جائے گا۔

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

**(۲۰)جذ یا حذذ**

رکن کے اخیر سے وتد مجموع گرانا۔لہٰذا مستفعلن (مستف)فعْلن ،متفاعلن (متفا)فعِلن اور فاعلن صرف (فا) فع باقی بچے گا۔

**(۲۱)صلم**

مفعولاتُ سے وتد مفروق (لاتُ) گرانا۔لہٰذا مانوس ہوکر فَعْلُن ہو جائے گا۔

**(۲۲)قطف**

مفاعلتن کے اخیر سے سبب خفیف گرا کر اس کے ماقبل کو ساکن کرنا۔لہٰذا (مفاعِلْ) فعولن بچے گا۔

**(۲۳)تسبیغ /اسباغ**

دونوں مصرعوں کے اخیر (عروض وضرب) میں سبب خفیف پر ایک الف بڑھانا۔لہٰذا مفاعیلن سے مفاعیلان ، فعولن سے فعولان اور فاعلتن سے فاعلاتان یا فاعلیان ہو جاتا ہے۔

**(۲۴)اذالہ**

وتد مجموع میں (بیت کے عروض وضرب) جو رکن کے آخر میں ہو الف زیادہ کرنا۔لہٰذا مستفعلن سے مستفعلان ، فاعلن سے فاعلان اور متفاعلن سے متفاعلان ہو جائے گا۔

**(۲۵)ترفیل**

رکن کے اخیر میں واقع وتد مجموع میں سبب خفیف زیادہ کرنا۔لہٰذا مستفعلن سے (مستفعلن تن) مستفعلاتن فاعلن سے (فاعلن تن) فاعلاتن اور متفاعلن سے (متفاعلن تن) متفاعلاتن ہو جائے گا۔

**(۲۶)جدع**

مفعولاتُ کے دونوں سبب خفیف گرا کر 'تُ' کو ساکن کرنا۔مانوس ہو کر (لاتْ) فاعْ ہو جائے گا۔

**(۲۷)نحر**

مفعولاتُ کے دونوں سبب خفیف اور اخیر سے 'تُ' گرانا۔(لا) مانوس ہو کر فع ہو جائے گا۔

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

**(۲۸)جب**

مفاعیلن کے دونوں سبب خفیف کو گرانا۔ مانوس ہو کر (مفا) فَعَلْ ہو جائے گا۔

**(۲۹)خرم(الف)**

شروع میں واقع وتد مجموع کے پہلے حرف متحرک کو گرانا جیسے مفاعیلن سے (فاعیلن) مفعولن۔

اگر یہ مفاعیلن میں ہو تو اس کا نام خرم ہی ہوگا اور اس کے علاوہ ہو تو اس کے الگ الگ نام ہیں جو مندرجہ ذیل ہیں:

**(۳۰)ثلم (ب)**

فعولن میں خرم کر کے (عولن) فَعْلُن کرنا۔

**(۳۱)ثرم (ج)**

فعولن میں خرم وقبض کو جمع کر کے، فعولن کو (عُولُ) فَعْلُ کرنا۔

**(۳۲)شتر(د)**

مفاعیلن میں خرم اور قبض کرنا، لہٰذا مفاعیلن سے فاعلن ہو جائے گا۔

**(۳۳)خرب(ہ)**

مفاعیلن میں خرم و کف کر کے فاعیلُ کرنا۔ مانوس مفعولُ ہوگا۔

**(۳۴)عضب(و)**

مفاعلتن میں خرم کر کے (فاعِلْتُن) مفتعلن کرنا۔

**(۳۵)قصم (ز)**

مفاعلتن میں خرم وعصب (لام کو ساکن کر کے) کو جمع کرنا۔ لہٰذا فاعلتن مانوس ہو کر مفعولن ہو جائے گا۔

**(۳۶)جمم (ح)**

مفاعلتن میں خرم اور عقل (لام متحرک گرانا) کو جمع کر کے (فاعتن) فاعلن کرنا۔

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

**(۳۷)عقص (ط)**

مفاعلتن میں خرم اور نقص (معصوب کو مکفوف کرنا) کو جمع کرنا۔ لہٰذا فاعِلْتُ مانوس ہو کر فاعیلُ ہو جائے گا۔

**(۳۸)زلل (ی)**

مفاعیلن میں خرم وہتم (یعنی مفاعیلن میں حذف (اخیر سے سبب خفیف گرانا) وقصر (سبب خفیف کے ساکن گرا کر ماقبل کو ساکن کرنا) کو جمع کرنا۔

اب خرم کی وجہ سے میم، حذف کی وجہ سے لُن گر جائے گا اور قصر کی وجہ سے ی گر جائے گی اور عین ساکن ہو جائے گا تو زلل کی صورت فاْعْ ہو گی۔

**(۳۹)بتر**

فعولن میں ثلم (خرم کرنا) اور حذف (اخیر سے سبب خفیف گرانا) کر کے عُوْ یعنی فَعْ کرنا۔ ایسے ہی مفاعیلن میں خرم اور جب کر کے نیز فاعلاتن میں قطع یا تشعیث وحذف کو جمع کر کے بھی بناتے ہیں۔

**(۴۰)رفع**

رکن کے اول میں واقع دو سبب خفیف میں سے ایک سبب خفیف کو حذف کرنا۔ لہٰذا مستفعلن بعد مانوس فاعلن اور مفعولات مَفْعولُ ہو جائے گا۔

**(۴۱)ہتم**

مفاعیلن میں حذف (اخیر سے سبب خفیف گرانا) اور قصر (اخیر سے سبب خفیف کے ساکن کو گرا کر ماقبل کو ساکن کرنا) کو جمع کرنا۔ لہٰذا یہ مفاعْ اور مانوس ہو کر فعولْ ہو جائے گا۔

**(۴۲)خلع**

رکن میں خبن (پہلے سبب خفیف کا حرف ساکن گرانا) اور قطع (رکن کے اخیر سے وتد مجموع کے ساکن کو گرا کر ماقبل کو ساکن کرنا) کو جمع کرنا۔ لہٰذا مستفعلن متفعِلْ ہو کر مفاعِلْ ہو جائے گا۔

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

**(۴۳)جحف**

فاعلاتن میں خبن کر کے فاصلۂ صغریٰ گرانا۔لہٰذا پہلے فعِلاتن ہوگا پھر فعلا گر کر تن بچے گا، مانوس فَعْ ہوگا۔

**(۴۴)ربع**

فاعلاتن میں خبن وقطع (خبن و بتر) کو جمع کرنا۔خبن وقطع کے سبب فَعِلْتُن ہوا پھر بتر کے سبب (حذف مع ثلم) عِل ہوا مانوس ہو کر فَعْ ہوا۔

**(۴۵)طمس**

فاعلاتن سے دونوں سبب خفیف اور عین کو حذف کرنا۔لا بچا اسے مانوس کرنے پر فع ہوگیا۔

**(۴۶)عرج**

مستفعلن کے وتد مجموع میں دوسرت متحرک کو ساکن کرنا۔مستفعِلْن ہوا مانوس کر کے مفعولانْ بروزن مستفلانْ ہو گیا۔

**(۴۷)سلخ**

فاع لاتن کے دونوں سبب خفیف کو گرا کر اس کے ماقبل متحرک عین کو ساکن کر کے فاعْ کرنا۔ ۲

مذکورہ بالا زحافات جن ارکان میں واقع ہوں انہیں بالترتیب مضمر ،معصوب موقوف،مخبون،مطوی،مقبوض،کفوف ، مشعّث ،مقصور ،مقطوع ،موقوص ،معقول،منقوص،مخزول ،مخبول،مکسوف ،مکشوف ،مشکول،محذوف،محذوذ یا اخذ ،اصلم ، مقطوف ،مسبّغ ، مذال ،مرفّل ،مجدوع،منحور،مجبوب ،اخرم ،اثلم ،اثرم ،اشتر،اخرب ،اعضب ،اقصم ،اجم ،اعقص ،ازل ،ابتر،مرفوع،اہتم،مخلع ،مجوف،مربوع،مطموس ،اعرج اور مسلوخ کہتے ہیں۔

اگر کسی رکن میں دوسبب خفیف جمع ہوں (مثلاً مفاعیلن ،مفعولاتُ اور مستفعلن میں دوسبب خفیف جمع ہیں) ان میں دونوں سبب خفیف کو ایک ساتھ حذف کرنا جائز نہیں ۔اسے اصطلاح عروض میں مراقبہ کہتے ہیں اور ایک سبب خفیف کے حرف کو گرا کر دوسرے سبب خفیف کو وجوباً سلامت رکھنا معاقبہ کہلاتا ہے ۔اور دونوں سبب خفیف کو سلامت رکھا جائے یا دونوں کو حذف کر دیا جائے یا پھر ایک کو حذف کیا جائے اور ایک کو سلامت رکھا جائے تو اسے اصطلاح عروض

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

میں مکانفہ کہتے ہیں ۔

جتنی بحریں اب تک بیان ہوئیں ، ان سب کے فروع بھی کثیر ہیں ۔ ہم یہاں پر تفصیل سے احتراز کر تے ہوئے ازراہ اختصار ان سے قطع نظر کر تے ہوئے آگے بڑھتے ہیں۔

اب تک کی تفصیلات سے ہمیں عروض کے بنیادی اصول سے واقفیت ہو جاتی ہے، لہٰذا اب ہم فارسی بحور اور ان کے اردو میں استعمال پر گفتگو کریں گے ۔اردو کے ابتدائی شعرا جنھیں خشت اول کی حیثیت حاصل ہے بابا فرید اور امیر خسرو وغیرہ ہیں ۔ہم پہلے ان کے اشعار کی بحروں کا مطالعہ فارسی بحروں کے تناظر میں کر تے ہیں ۔

اردو　　　　وقت سحر　وقت　مناجات ہے

خیز درآں وقت کہ برکات　ہے　۳؎

بابا فرید

بابا فرید نے یہ شعر مولانا روم کی زمین میں کہا ہے جو دیوان شمس تبریز جلد دوم میں موجود ہے ۔مولانا روم کی غزل کا شعر یہ ہے۔

فارسی　　　　جان منی جان منی جان من

آن منی آن　منی آن من　۴؎

مولانا روم

بابا فرید اور مولانا روم کے مذکورہ اشعار درج ذیل بحر میں ہیں ۔انہیں تقطیع کے ساتھ ملاحظہ فرمائیں !

☆ بحر سریع مسدس مطوی مکشوف (مفتعلن مفتعلن فاعلن )

| | | | |
|---|---|---|---|
| **مفتعلن** | **مفتعلن** | **فاعلن** | |
| جان منی | جان منی | جان من | |
| آن منی | آن منی | آن من | مولانا روم |

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

وقت سحر　　وقت منا　　جات ہے

خیز دراں　　وقت کہ بر　　کات ہے　　بابا فرید

یہ تو بابا فرید کے کلام میں عروض کی سطح پر اثر پذیری رہی، اب ہم امیؔر خسرو کو اس تناظر میں دیکھتے ہیں۔امیؔر خسرو کا کلام ہے تو اردو میں لیکن اس کے الفاظ وتراکیب سے فارسی ہونے کا گمان ہوتا ہے۔انہوں نے بھی مولانا روم کی زمین میں شاعری کی ہے، ملاحظہ ہو!

**اردو**　　داریم　آرزو　کہ حکایت کنیم بات

لالہ غلام روئے تو صد برگ زیر پات　　۵

امیر خسرو

مولانا روم کا شعر ہے

**فارسی**　　آں روح راکہ عشق حقیقی　شعار　نیست

نابودہ　بہ کہ　بودن　او غیر　عارنیست　　۶

مولانا روم

تقطیع ملاحظہ ہو!

☆ بحر مضارع مثمن اخرب مکفوف محذوف

مفعولات　فاعلاتُ　مفاعیل　فاعلن

| **مفعول** | **فاعلات** | **مفاعیل** | **فاعلن** | |
|---|---|---|---|---|
| آں روح | راکہ عشقِ | حقیقی شِ | عارنیست | |
| نابودہ | بہ کہ بودہ | ن او غیر | عارنیست | مولانا روم |
| داریم | آرزو کہ | حکایت کُ | نیم بات | |
| لالہ غُ | لام روئے | تو صد برگ | زیر پات | امیر خسرو |

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

مذکورہ بالا اشعار کی بحر ایک ہی ہے۔لیکن کچھ حروف بڑھے ہوئے لگتے ہیں ۔ جو فن عروض اور شاعری میں جائز ہے۔ عام طور پر فارسی شاعری میں مصرعے کے اخیر میں ایک حرف ساکن زیادہ ہو جاتا ہے۔اور یہ روایت اردو میں بھی آ گئی ہے۔

بابا فرید اور امیر خسرؔو کے علاوہ فخر دین نظامؔی بیدری نے بھی فارسی بحروں میں شاعری کی ہے۔زیر نظر مثنوی کدم راؤ پدم راؤ کے یہ اشعار دیکھیے

**اردو** گُسائیں تمہیں ایک دنہ جگ ادار

بروبر دُنہَ جگ تمہیں دینہار

اکاس اُنچہ پاتال دھرتی تمہیں

جہاں کچہ نکوئی تہاں ہے تمہیں ؎

فخر دین نظامی

اسی زمین میں مولانا روم کا یہ شعر بھی ملتا ہے

**فارسی** من آں روز بودم کہ اسما نبود

نشان از وجودِ مسما نبود ؎۸

مولانا روم

تقطیع ملاحظہ فرمائیں!

بحر متقارب مثمن محذوف (فعولن فعولن فعولن فعولن فعول رفَعَل )

| **فعولن** | **فعولن** | **فعولن** | **فعول** | |
|---|---|---|---|---|
| من آں رو | ز بودم | کہ اسما | نبود | |
| نشان از | وجودِ | مسما | نبود | مولانا روم |

| | | | |
|---|---|---|---|
| گسائیں | تمہیں ایک | دنہ جگ | ادار |
| بردبر | دنہ جگ | تمہیں دیہ | نہار |

فخرِ دین نظاؔمی

فارسی زمین میں شعر کہنے کی روایت ہمیں قلی قطب شاہ کے یہاں بھی دیکھنے کو ملتی ہے ملاحظہ ہو!

**اردو** نبی کی غلامی تھے آیا برس کانٹھ

سہاگن سکیاں میں سہایا برس گانٹھ ۹؎

قلی قطب شاہ

درج بالا شعر مولانا روم کے اس شعر کی زمین میں کہا گیا ہے

**فارسی** سحرایں دلِ من زِسودا چہ می شد

ازاں برق رخسار و سیما چہ می شد ۱۰؎

مولانا روم

اس کی تقطیع یوں ہو گی

☆ بحر متقارب مثمن سالم (اس میں کوئی زحاف نہیں ہوا ہے)

(فعولن فعولن فعولن فعولن)

| **فعولن** | **فعولن** | **فعولن** | **فعولن** | |
|---|---|---|---|---|
| سحرایں | دل من | زسودا | چہ می شد | |
| ازاں بر | ق رخسا | روسیما | چہ می شد | مولانا روم |
| نبی کی | غلامی | تھے آیا | برس کانٹھ | |
| سہاگن | سکیاں | میں سہایا | برس گانٹھ | قلی قطب شاہ |

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

قلی قطب شاہ کے درج بالا شعر میں کچھ حروف زیادہ نظر آتے ہیں جو ضابطہء عروض کے مطابق (گانٹھ کانٹھ میں اخیر میں حرف ساکن کی زیادتی) جائز ہے۔لیکن مصرع کے نصف میں ''میں سہایا'' جو جملہ استعمال کیا ہے اس میں لفظ ''میں'' زیادہ لگتا ہے جو شعر کی سلاست کو ختم کر کے جھٹکے کا سبب بنا ہوا ہے۔ یہ اس لئے ہوا کہ یہ شاعری دراصل اردو کے ابتدائے عہد کی ہے۔اس وقت عروض کی پابندی اس درجہ نہیں کی جاتی تھی جتنی ترقی کرنے کے بعد کی جانے لگی۔

قلی قطب شاہ کا ایک اور شعر دیکھئے جو فارسی بحر (مولانا روم کی بحر) میں کہا گیا ہے۔

**اردو** عجب اس دھن کی مکھ پر ہے تجلی

ہلالاں تن رتن روشن کری رے [۱۱]

قلی قطب شاہ

**فارسی** چواو باشد دل ودل سوز مارا

چہ باشد شب چہ باشد روز مارا [۱۲]

مولانا روم

تقطیع ملاحظہ ہو!

بحر ہزج مسدس محذوف (مفاعیلن مفاعیلن فعولن)

| **مفاعیلن** | **مفاعیلن** | **فعولن** | |
|---|---|---|---|
| چواو باشد | دل ودل سو | زمارا | |
| چہ باشد شب | چہ باشدرو | زمارا | |
| | | | مولانا رومی |
| عجب اس دھن | کے مکھ پر ہے | تجلی | |
| ہلالاں تن | رتن روشن | کری رے | قلی قطب شاہ |

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

ملا وجہی کی مثنوی قطب مشتری میں بھی فارسی بحر کی جلوہ سامانی ہے ملاحظہ ہو!

**اردو** عجب ایک اس وقت پر مرد تھا

ہنروند عاقل جہاں گرد تھا ۱۳

ملا وجہی

**فارسی** کرا نی ندارد بیابان ما

قرارے ندارد دل وجان ما ۱۴

مولانا روم

تقطیع ملاحظہ فرمائیں!

☆ بحر متقارب مثمن محذوف (فعولن فعولن فعولن فعَل)

| **فعولن** | **فعولن** | **فعولن** | **فعَل** |
|---|---|---|---|
| کرانی | ندارد | بیابا | ن ما |
| قرارے | ندارد | دل وجا | ن ما |

مولانا روم

| | | | | |
|---|---|---|---|---|
| عجب ای | ک اس وق | ت پر مر | دتھا | |
| ہنرون | دعاقل | جہاں گر | دتھا | ملا وجہی |

سراج اورنگ آبادی کی شعری زمینوں کے مطالعے سے پتہ چلتا ہے کہ انہوں نے بھی اپنی اردو شاعری کے لیے فارسی زمینوں کا استعمال خوب کیا ہے۔ ہم یہاں پر ان کے تین اشعار کا مطالعہ فارسی شعرا حافظ، فردوسی اور مولانا روم کی زمینوں میں کرتے ہیں ملاحظہ ہو!

**(الف) حافظ سے اثر پذیری**

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

اردو چشم ساقی کا وصف لکھتا ہوں

لے قلم ہات شاخ نرگس کا ۱۵

سراج اورنگ آبادی

فارسی تو و طوبیٰ و ما و قامت یار

فکر ہر کس بقدر ہمت اوست ۱۶

حافظ شیرازی

تقطیع!

بحر خفیف مسدس مخبون محذوف (فعلاتن مفاعلن فعِلُن)

| فعلاتن | مفاعلن | فعِلُن |
|---|---|---|
| تو وطوبیٰ | و ماوقا | مت یار |
| فکر ہرکس | بقدر ہم | مت اوست |

حافظ شیرازی

| | | | |
|---|---|---|---|
| چشم ساقی | کا وصف لکھ | تا ہوں | |
| لے قلم ہا | ت شاخ نر | گس کا | سراج اورنگ آبادی |

حافظ کے شعر میں اخیر کے رکن میں حروف ضرورت شعری کی بنیاد پر بڑھا دیئے گئے ہیں۔اس زمین مولانا روم نے بھی کلام کہے ہیں۔

**(ب) فردوسی سے اثر پذیری**

اردو الٰہی بتوں سے مرا دل پھرا

کہ ہرگز نہیں اون میں نام وفا ۱۷

سراج اورنگ آبادی

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

فارسی بنام خداوند جان وخرد

کزیں بہتر اندیشہ برنگذرد ۱۸؎

فردوسی

یہ بھی بحر متقارب میں ہی کہا گیا ہے تقطیع ملاحظہ ہو!

☆ بحر متقارب مثمن محذوف (فعولن فعولن فعولن فعَل)

| فعولن | فعولن | فعولن | فعَل |
|---|---|---|---|
| بنام | خداون | دجان و | خرد |
| کزیں بہ | تراندی | شہ برنگ | زرد |

فردوسیؔ

| | | | |
|---|---|---|---|
| الٰہی | بتوں سے | مرادل | پھرا |
| کہ ہرگز | نہیں اون | میں نام | وفا |

سراج اورنگ آبادی

**(ج) مولانا روم سے اثر پذیری**

اردو الٰہی دل کوں میرے ہے تمنا

جمال یوسفی پر کر زلیخا ۱۹؎

سراج اورنگ آبادی

فارسی زبستی چشم یعنی وقت خواب است

نہ خواب است آں حریفاں را جواب است

جفا می کن جفایت جملہ لطف است

خطا می کن خطائے تو صواب است ۲۰؎ مولانا روم

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

تقطیع ملاحظہ فرمائیں!

بحر ہزج مسدس محذوف (مفاعیلن مفاعیلن فعولن)

| | | |
|---|---|---|
| **مفاعیلن** | **مفاعیلن** | **فعولن** |
| جفامی کن | جفایت جم | ل لطف است |
| خطامی کن | خطائے تو | صواب است |

مولانا روم

| | | | |
|---|---|---|---|
| الہی دل | کوں میرے ہے | تمنا | |
| جمال یو | سفی پر کر | زلیخا | سراج اورنگ آبادی |

یہاں پر بھی مولانا روم کے شعر میں آخری رکن کے اخیر میں ایک حرف کی زیادتی ہے۔

ولی دکنی جنہیں اردو کی باضابطہ شاعری کا بانی مانا جاتا ہے انہوں نے بھی فارسی بحروں میں شعر کہے ہیں، یہاں پر ہم فارسی کے فقط دو شعرا مولانا روم اور عطار نیشاپوری کے اشعار پیش کر کے تقطیعی تشریح کرتے ہیں۔

**(الف) مولانا روم سے اثر پذیری**

**اردو** کیتا ہے نظر جب ستی اس رشک پری پر

باندھیا ہے جو کُئی جیوں کوں اس چھند بھری پر ۲۱

ولی دکنی

**فارسی** بار دگر آں دلبر عیار مرا یافت

سرمست ہمیں گشت بہ بازار مرا یافت ۲۲

مولانا روم

تقطیع!

☆بحر ہزج مثمن اخرب مکفوف محذوف (مفعول مفاعیل مفاعیل فعولن)

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

| | | | |
|---|---|---|---|
| **مفعول** | **مفاعیل** | **مفاعیل** | **فعولن** |
| باردگ | رآں دلب | رعیار | مرایافت |
| سرمست | ہمیں گشتِ | ببازارِ | مرایافت |

مولانا رومی

| | | | | |
|---|---|---|---|---|
| کیتا ہے | نظر جب س | تی اس رشک | پری پر | |
| باندھیا ہے | جو کُئی جیوں | کوں اس چھند | بھری پر | وؔلی دکنی |

**(ب) عطار نیشاپوری و مولانا روم سے اثر پذیری**

**اردو** مجھکوں پہنچی اس شکرلب کی خبر

حق شکر خورے کوں دیتا ہے شکر ۲۳؎

وؔلی دکنی

**فارسی** در جلالش عقل و جاں فرتوت شد

عقل حیراں گشت و مبہوت شد ۲۴؎

عطار نیشاپوری

در ہوایت بیقرارم روز و شب

سر ز پایت برندارم روز و شب ۲۵؎

مولانا روم

تقطیع!

☆ بحر رمل مسدس محذوف (فاعلاتن فاعلاتن فاعلن)

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

| | | |
|---|---|---|
| **فاعلاتن** | **فاعلاتن** | **فاعلن** |
| درجلالش | عقل وجاں فر | توت شد |
| عقل حیراں | گشت وَمب | ہوت شد |

عطار نیشاپوریؔ

| | | |
|---|---|---|
| درہوایت | بیقرارم | روز وشب |
| سرزپایت | برندارم | روز وشب |

مولانا روم

| | | |
|---|---|---|
| مجھکوں پہنچی | اس شکرلب | کی خبر |
| حق شکرخو | رےکوں دیتا | ہے شکر |

ولی دکنیؔ

**مولانا روم سے اثر پذیری میں ولی دکنی کا یہ شعر بھی دیکھتے چلئے!**

**اردو** دل ہوا ہے مرا خراب سخن

دیکھکر حسن بے حجاب سخن ؎۲۶

ولی دکنیؔ

**فارسی** عشق جز دولت وعنایت نیست

جز گسادِ دل و ہدایت نیست ؎۲۷

مولانا روم

تقطیع ملاحظہ ہو!

☆بحر خفیف مسدس مخبون محذوف (فعلاتن مفاعلن فعلن)

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

| فعلاتن | مفاعلن | فعلن | |
|---|---|---|---|
| عشق جز دو | لت وعنا | یت نیست | |
| جز گساد | دل وعنا | یت نیست | |

مولانا روم

| | | | |
|---|---|---|---|
| دل ہوا ہے | مرا خرا | ب سخن | |
| دیکھ کر حس | ن بے حجا | ب سخن | ولی دکنی |

ولؔی کے بعد با ضابطہ شعرا میں جعفؔر زٹلی کا نام سرفہرست آتا ہے۔ آیئے! دیکھتے ہیں انہوں نے اپنی شاعری میں کس حد تک فارسی بحروں کو برتا ہے۔ اگر جعفر زٹلی کے کلام کو دیکھا جائے تو ان کا ہر ہر شعر اور کلام کسی نہ کسی فارسی بحر کے سانچے میں ڈھلا نظر آئے گا۔ لیکن ہم یہاں پر از راہ اختصار ان کے صرف ایک شعر پر اکتفا کرتے ہیں۔

**اردو** کہاں اب پایئے ایسا شہنشاہ

مکمل اکمل و کامل دل آگاہ ۲۸؎

جعفر زٹلی

**فارسی** دگر بار ایں دلم آتش گرفتہ ست

رہا کن تا بگیرد خوش گرفتہ ست ۲۹؎

مولانا روم

تقطیع!

☆ بحر ہزج مسدس محذوف (مفاعلین مفاعیلن فعولن)

| مفاعلین | مفاعیلن | فعولن | |
|---|---|---|---|
| دگر بار ایں | دلم آتش | گرفتہ ست | |
| رہا کن تا | بگیرد خوش | گرفتہ ست | مولانا روم |

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

کہاں اب پا　　یئے ایسا　　شہنشاہ

مکمل اک　　مل وکامل　　دل آگاہ　　جعفرزٹلی

جعفرزٹلی کے بعد میؔر وسوؔدا کے عہد تک ان شعرا کی ایک لمبی فہرست ہے جنھوں نے فارسی زمینوں میں شعر کہے ہم طوالت کے خوف سے براہ راست سوؔدا اور میؔر کے کلام کا عروضی مطالعہ کرتے ہیں۔

سوؔدا کے یہاں بھی فارسی زمینوں میں کلام ملتے ہیں۔ حافؔظ کا درج ذیل شعر جو ان کے دیوان کی پہلی غزل کا مطلع ہے۔اس زمین میں سوؔدا نے شعر کہا ہے ملاحظہ ہو!

**اردو**　　نہ شکوہ یارکا لب تک دلا پیرانہ سرلے جا

بہ خاموشی ہی گذرے ہے تو باقی بھی بسر لے جا　　۳۰؎

سوؔدا

**فارسی**　　الا یا ایھا الساقی اِدرکاساً وناولھا

کہ عشق آساں نمود اول ولے افتاد مشکلھا　　۳۱؎

حافؔظ

تقطیع!

☆بحر ہزج مثمن سالم (مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن)

| | | | |
|---|---|---|---|
| **مفاعیلن** | **مفاعیلن** | **مفاعیلن** | **مفاعیلن** |
| الا یا ای | یھا الساقی | ادرکاساً | وناولھا |
| کہ عشق آساں | نموداول | ولے افتا | دمشکلھا |

حافؔظ

| | | | |
|---|---|---|---|
| نہ شکوہ یا | رکالب تک | دلا پیرا | نہ سرلے جا |
| بہ خاموشی | ہی گذرے ہے | تو باقی بھی | بسر لے جا |

سوؔدا

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

حافظ کی مذکورہ زمین میں سوؔدا کے علاوہ ایک اور شاعر شیخ ورُو (۱۷۲۴۔۱۷۲۹) نے بھی شعر کہا ہے جو ہجو پر مشتمل ہے ملاحظہ ہو!

الا یا ایھاالمفتی شدہ ریش تو جنگھا
اکھاڑوں بال یک یک کر بناؤں خوب کملھا ۳۲

شیخ ورو

تقطیع!

| مفاعیلن | مفاعیلن | مفاعیلن | مفاعیلن |
|---|---|---|---|
| الا یا ای | یھاالمفتی | شدہ ریش | تو جنگھا |
| اکھاڑوں با | ل یک یک کر | بناؤں خو | ب کملھا |

شیخ ورو

اگر چہ یہ شعر ہجو کے ساتھ ساتھ شعار اسلامی داڑھی کی اہانت پر مشتمل ہے لیکن عروضی نقطۂ نظر سے من کل الوجوہ حافظ سے اثر پذیری کا نتیجہ ہے۔

جملہائے معترضہ کے بعد ہم پھر سوؔدا کے کلام کی طرف رجوع کرتے ہیں ۔ سوؔدا نے حافؔظ کے علاوہ ظہورؔی ، انورؔی، عرفؔی اور خاقؔی کی زمینوں میں بھی شعر کہا ہے۔ علی الترتیب تمام شعرا کی زمینوں میں سوؔدا کے اشعار تقطیع کے ساتھ ذیل میں پیش ہیں ملاحظہ ہو!

**(الف)ظہوری سے اثر پذیری**

**اردو** وہ مانگتا ہوں تراحق سے مہرباں اخلاص
رکھے ہے خضر سے جوں عمر جاوداں اخلاص ۳۳ سوؔدا

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

فارسی کتاب صبر کہ تصحیح داد بو دش عقل

بکنج مدرسہء عشق باطل افتاد است ۳۴

ظہوری

تقطیع!

☆ بحر مجتث مثمن مخبون محذوف (مفاعلن فعلاتن مفاعلن فعِلن)

| فعِلن | مفاعلن | فعلاتن | مفاعلن |
| --- | --- | --- | --- |
| دش عقل | ح داد بو | ر کہ تصحی | کتاب صب |
| تادست | ق باطل اف | رسہء عش | بکنج مد |

ظہوری

| | | | |
| --- | --- | --- | --- |
| اخلاص | سے مہرباں | ہوں تراحق | وہ مانگتا |
| اخلاص | رجاوداں | رسے جوں عم | رکھے ہے خض |

سودا

اشعار کی تقطیع کرتے وقت اس میں کہیں کہیں حرف زیادتی اور زبان پر جھٹکے کا احساس ہوتا ہے۔لیکن ضرورت شعری کی بنیاد پر عروضیوں نے اسے جائز رکھا ہے۔جیسا کہ ابھی سودا کے شعر میں بھی محسوس ہوا۔

**(ب) انوری اور عرفی سے اثر پذیری**

اردو اٹھ گیا بہمن ودے کا چمنستاں سے عمل

تیغ اردی نے کیا ملک خزاں مستاصل ۳۵

سودا

فارسی جرم خورشید چو از حوت در آید بہ حمل

اشہب روز کند ادھم شب را ارجل انوری

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

چہرہ پرداز جہاں رخت کشد چوں بہ حمل

شب شود نیم رخ و روز شود مستقبل

عرفیؔ

تقطیع!

☆ بحر رمل مثمن محذوف مخبون (فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فعلن)

| فاعلاتن | فاعلاتن | فاعلاتن | فعلن |
|---|---|---|---|
| جرم خورشی | د چواز حو | ت در آید | بہ حمل |
| اشہب رو | ز کنداد | ہم شب را | ارجل |

انوریؔ

| | | | |
|---|---|---|---|
| چہرہ پردا | ز جہاں رخ | ت کشد چوں | بہ حمل |
| شب شود نی | م رخ ورو | ز شود مس | تقبل |

عرفیؔ

| | | | |
|---|---|---|---|
| اٹھ گیا بہہ | من ودے کا | چمنستاں | سے عمل |
| تیغ اردی | نے کیا مل | ک خزاں مس | تاصل |

سوداؔ

یہ تو رہی فارسی بحر میں سوداؔ کی شعر گوئی کی تصویر۔ لیکن مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ سوداؔ نے عرفیؔ کا ایک مصرع بھی تضمین کیا ہے اور وہ یہ ہے۔

تا کجا شرح کروں میں کہ بقول عرفی

اخگر از فیض ہوا سبز شود در منقل

سوداؔ

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

## (ج) خاقانی سے اثر پذیری

اردو
ہوا جب کفر ثابت ہے وہ تمغائے مسلمانی
نہ ٹوٹی شیخ سے، زنارِ تسبیح سلیمانی

سوؔدا

نثار اشک من ہر شب شکر ریز است پنہانی
کہ ہمت راز ناشوئست بازانو و پیشانی

خاقانی

تقطیع!

☆بحر ہزج مثمن سالم (مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن)

| مفاعیلن | مفاعیلن | مفاعیلن | مفاعیلن |
| --- | --- | --- | --- |
| نثار اش | ک من ہر شب | شکرریزس | ت پنہانی |
| کہ ہمت را | زناشوئس | ت بازانو | وپیشانی |

خاقاؔنی

| | | | |
| --- | --- | --- | --- |
| ہوا جب کف | رثابت ہے | وہ تمغائے | مسلمانی |
| نہ ٹوٹی شی | خ سے زنا | رِتسبیح | سلیمانی |

سوؔدا

سوؔدا نے خاقانی کی ایک اور زمین میں شعر کہا ہے۔

اردو
منکر خلا سے کیوں نہ حکیموں کی ہو زباں
جب شہرہ سے مرے ہو ہلا اس قدر جہاں

سوؔدا

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

**فارسی** این کز جہاں علامت انصاف شد نہاں

اے دل کرانہ کن زمیاں خانہء جہاں ۳۶ے

خاقآنی شیروانی

تقطیع!

☆بحر مضارع مثمن اخرب مکفوف محذوف (مفعول فاعلات مفاعیل فاعلن)

| | | | |
|---|---|---|---|
| **مفعول** | **فاعلات** | **مفاعیل** | **فاعلن** |
| این کزج | ہاں علامَ | ت انصاف | شد نہاں |
| اے دل کِ | رانہ کن زِ | میاں خانہ | ءِ جہاں |

خاقآنی شیرانی

| | | | |
|---|---|---|---|
| منکرخ | لا سے کیوں نہ | حکیموں کی | ہوزباں |
| جب شہرہ | سے مرے ہو | ہلا اس قد | رجہاں |

سوؔدا

سوؔدا کے بعد اب ہم میرؔ کے اشعار کی زمین ناپتے ہیں اور دیکھتے ہیں کہ ان کی زمین فارسی بحروں سے کس قدر ہموار ہوئی ہے۔ اگر دیکھا جائے تو میرؔ کے یہاں بھی فارسی بحروں میں کلام کافی کہے گئے ہیں لیکن ہم یہاں مثال میں چند ہی اشعار کو زیر مطالعہ لائیں گے۔

سوؔدا کی طرح میرؔ نے بھی حافظؔ کی زمین (الا یا ایھا الساقی ادرکاسا وناولھا) میں شعر کہے ہیں ان کا یہ شعر منہ بولتا ہوا ہے۔

**اردو** توجہ تیری ہی حیرت میری آنکھوں پہ کیا کم ہے

جو میں ہر اک مژہ دیکھوں کہ یہ تر ہے کہ یہ نم ہے ۳۷ے

میرؔ

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

**فارسی** بہ بوئے نافہ اے کاخر صبا زاں طرہ بکشاید

زتاب زلف مشکینش چہ خون افتاد دردلہا ۳۸ے

حافظؔ

تقطیع!

☆بحر ہزج مثمن سالم (مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن)

**مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن**

بہ بوئے نا | فہ اے کاخر | صبا زاں طر | رہ بکشاید
---|---|---|---
زتاب زل | ف مشکینش | چہ خون افتا | ددردلہا

حافظؔ

توجہ تے | ری ہی حیرت | میری آنکھوں | پہ کیا کم ہے
---|---|---|---
جو میں ہر اک | مژہ دیکھوں | کہ یہ تر ہے | کہ یہ نم ہے

میرؔ

آنے والی بحر میں میرؔ کے بہت سارے کلام ہم نے دیکھا ہے لیکن ہم یہاں پر ان کے ایک کلام کا ایک شعر پیش کر کے فارسی بحر سے منطبق کرنے کی کوشش کریں گے ملاحظہ ہو!

**اردو** کیسا چمن اسیری میں کس کو ادھر خیال

پرواز خواب ہوگئی ہے بال و پر خیال ۳۹ے

میرؔ

**فارسی** ما قصہء سکندر و دارانہ خواندہ ایم

از ما بجز حکایت مہر و وفا مپرس ۴۰ے

حافظؔ

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

تقطیع!

☆ بحر مضارع مثمن اخرب مکفوف محذوف (مفعول فاعلات مفاعیل فاعلن)

| مفعول | فاعلات | مفاعیل | فاعلن |
|---|---|---|---|
| ما قصہ | ءسکندر | ودارانہ | خواندہ ایم |
| از ماب | جز حکای | ت مہرووَ | فا مپرس |

حافظؒ

| | | | |
|---|---|---|---|
| کیسا چ | من اسیری | میں کس کو ادھ | دھر خیال |
| پرواز | خواب ہوگ | ئی ہے بال و | پر خیال |

میرؔ

میرؔ کے بعد اخیر میں اب ہم میر حسنؔ کی مثنوی سحر البیان کی زمین بھی دیکھتے چلتے ہیں۔

**اردو** ہر اک کام اس کا جہاں کی مراد

فلاطوں طبیعت، ارسطو نژاد ۴۱؎

میر حسنؔ

**فارسی** اگر مرترا صلح آہنگ نیست

مرا با تو ای جان سرِ جنگ نیست ۴۲؎

مولانا رومؔ

تقطیع!

☆ بحر متقارب مثمن محذوف (فعولن فعولن فعولن فَعَلْ)

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

| | | | |
|---|---|---|---|
| **فعولن** | **فعولن** | **فعولن** | **فَعلن** |
| اگر مر | تراصل | ح آہن | گ نیست |
| مرابا | توای جا | ن سرجن | گ نیست |

مولانا رومؔ

| | | | | |
|---|---|---|---|---|
| ہراک کا | م اس کا | جہاں کی | مراد | |
| فلاطوں | طبیعت | ارسطو | نژاد | میر حسنؔ |

اب تک کی تفصیلات سے ہمارے اس دعوے کو تقویت بہم پہنچتی ہے کہ اردو نے صرف الفاظ، تراکیب، محاورے، ضرب الامثال کی سطح پر ہی فارسی سے استفادہ نہیں کیا ہے، بلکہ عروض کی سطح پر بھی فارسی سے بیحد متأثر ہوتی ہے۔ جسکا بیان میں نے ابھی اختصار کے ساتھ محض بر دعویٰ دلیلے کے بطور کیا۔

## (ب)

# بلاغت

لفظ ''بلاغت'' اردو میں فارسی سے ضرور آیا ہے لیکن بنیادی طور پر یہ لفظ عربی کا ہے۔ جس کے معنی ہے ''پہنچنا'' لیکن اصطلاح میں بلاغت ایک فن کی حیثیت اختیار کر چکی ہے، اس لئے اس کی اصطلاحی تعریف بھی وضع ہوگئی اور اس کی قسمیں بھی نکل آئیں۔ اصطلاح میں بلاغت کا وجود فصاحت کے بعد ہوتا ہے۔ یعنی فصاحت کا تعلق کلمے سے ہے اور بلاغت کا تعلق کلمات اور جملوں سے۔ ظاہر ہے جملوں کا وجود مختلف مفرد کلموں کی ترکیب سے ہوتا ہے اس لئے فصاحت کا بلاغت پہ مقدم ہونا بدیہی ہے۔ کیوں کہ یہ قاعدہ کلیہ ہے کہ جز کل پر مقدم ہوتا ہے، بہرحال ہم ذیل میں دونوں کی اصطلاحی تعریف پیش کئے دیتے ہیں۔

**فصاحت:** کلمہ کا تنافر حروف، غرابت (اجنبیت) اور مخالفت قیاس (قاعدۂ زبان کے مخالف ہونا) سے خالی ہونا۔ یعنی کلمہ ایسا ہو جو مانوس الاستعمال ہونے کے ساتھ ساتھ زبان کے ضابطے سے لگا کھاتا ہو اس میں ضابطے کی

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

مخالفت نہ ہواور (تنافر حروف) کلمہ میں ایسے حروف یکجانہ ہو جائیں کہ ان کا زبان پر ادا کرنا مشکل ہو۔ اردو میں فصاحت وبلاغت فارسی کی دین ہے، اس سلسلے میں شاہ مراد کا یہ شعر منہ بولتا ہے

فصاحت فارسی سے جب نکالی
لطافت شعر میں ہندی کے ڈالی [۴۳]

شاہ مراد

**بلاغت:** کلام کا فصیح ہونے کے ساتھ مقتضائے حال کے مطابق ہونا، یعنی حال ومقام کے مطابق گفتگو کرنا (یا لکھنا) بلاغت کا تعلق الفاظ سے ہے یا معنی سے اس میں قدرے اختلاف ہے اور وہ یہ کہ مولانا شبلی بلاغت کو اصلاً معنی سے جوڑتے ہیں جبکہ الفاظ سے ضمنی طور پر لیکن پروفیسر وہاب اشرفی نے ان سے اختلاف رائے ظاہر کیا ہے اور وہ بلاغت کو اصلاً الفاظ سے اور ضمناً معنی سے جوڑ کر سمجھتے ہیں چنانچہ رقمطراز ہیں۔

''مولانا شبلی نے بلاغت کے متعلق جتنی باتیں کہی ہیں وہ بہت درست ہیں۔ اختلاف تو وہاں ہے جہاں انہوں نے کلام کے معنوی پہلو کو مقدم کر دیا اور الفاظ کو ضمنی حالانکہ سوچنے کی بات ہے کہ بلیغ الفاظ کے بغیر بلیغ معنی کیسے پیدا ہو سکتے ہیں۔ بہر طور یہ بات بڑی اہم ہے کہ مولانا شبلی بھی بلاغت کے لئے کوئی ضابطہ متعین نہیں کرنا چاہتے۔ لہذا ان کی نگاہ میں بھی بلاغت ایک تصور ہے، جس کا تعلق ذوق سے ہے''۔ [۴۴]

مذکورہ بالا اقتباس کی روشنی میں پروفیسر وہاب اشرفی کا مولانا شبلی سے اختلاف رائے معقول لگتا ہے۔ الفاظ بلیغ ہوں تو معانی بھی بلیغ ہوں یہ کوئی ضروری نہیں ہے لیکن بلیغ معانی کے لئے بلیغ الفاظ ناگزیر ضرور ہے اس لئے بہر حال بلیغ معانی بلیغ الفاظ سے ہی پیدا ہو سکتے ہیں۔ لہذا بلاغت کا تعلق براہ راست الفاظ سے ہوا۔ اقتباس کے اخیر کے دو جملے بہت ہی معنی خیز ہیں کہ ''بلاغت ایک تصور ہے جس کا تعلق ذوق سے ہے'' میرے خیال میں ''ذوق'' کے بعد ''صحیح'' کا لفظ بڑھا کر ''ذوق صحیح'' لکھا جاتا تو بات بالکل واضح ہو جاتی کہ جن الفاظ کو ذوق صحیح رکھنے والے ماہرین زبان بلیغ گردانیں وہ بلیغ ہیں۔ ایسا ہی عربی بلاغت میں بھی ہے، جس کو علامہ سعدالدین تفتازانی نے اپنی کتاب ''مختصر المعانی'' میں واضح طور پر بیان کیا ہے۔ ماہرین بلاغت کی نظر میں بلاغت کی تین قسمیں ہیں۔ (۱) علم معانی

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

(۲)علم بیان (۳)علم بدیع

ہم یہاں پر اپنے مقالے کی گنجائش کے مطابق ہر ایک قسم پر بحث کرنے سے قاصر ہیں اس لئے ان تین قسموں میں سے صرف علم بیان پر ہی بحث کریں گے ۔ اور اخیر میں علم بدیع کے کچھ مصطلحات کی روشنی میں چند فارسی و اردو اشعار پیش کر کے معاملے کا انکشاف چاہیں گے ۔

**(الف)تشبیہ** **(ب)استعارہ**

**(ج)مجاز مرسل** **(د) کنایہ**

## (الف)تشبیہ

تشبیہ کا لغوی معنی ہے ایک چیز کو دوسری چیز کے مانند ٹھہرانا، جبکہ اصطلاح میں تشبیہ ایک چیز کے کسی خاص صفت میں کسی خاص مقصد کے تحت دوسری چیز کے شریک ہونے کو کہتے ہیں ۔ اور ان دونوں کے درمیان تساوی (برابری) کی نسبت نہ ہو بلکہ ان میں سے ایک یعنی مشبہ بہ اعلی ہو اور مشبہ ادنی (کم درجہ کا) ہو۔تشبیہ کے لئے ذیل کے اجزاء ضروری ہوتے ہیں ۔

(۱)**مشبہ**: وہ جسے کسی کے مانند ٹھہرایا جائے

(۲)**مشبہ بہ**: وہ جس کے مانند کسی کو ٹھہرایا جائے

(۳)**وجہ شبہ**: جس بات (صفت) میں تشبیہ دی جائے

(۴)**غرض تشبیہ**: تشبیہ دینے کا مقصد

(۵)**حرف شبہ**: وہ حرف جس کے ذریعہ تشبیہ کا معنی پیدا کیا جائے

مشبہ اور مشبہ بہ کو طرفین بھی کہتے ہیں ۔ طرفین کبھی حسی ہوتے ہیں کبھی عقلی ہوتے ہیں ۔ جنہیں ہم طوالت کے خوف سے نظر انداز کرتے ہیں آگے جب ہم فارسی و اردو اشعار میں مثال میں پیش کریں گے تو گاہے بگاہے ضمنی طور پر حسی و عقلی طرفین بھی سمجھ لئے جائیں گے ۔

یہاں پر وضاحت کے لئے ایک شعر ملاحظہ ہو!

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

نازکی اس کے لب کی کیا کہیے

پنکھڑی اک گلاب کی سی ہے

میرؔ

| | | |
|---|---|---|
| **مشبہ** | - | لب |
| **مشبہ بہ** | - | گلاب |
| **حرف شبہ** | - | کی سی |
| **وجہ شبہ** | - | نازکی |
| **غرض شبہ** | - | محبوب کے ہونٹ کی نازکی کو بیان کرنا |

## (ب) استعارہ

استعارہ کا لغوی معنی ہے بغیر عوض کے لینا (ادھار لینا) جبکہ اصطلاح میں استعارہ معنی حقیقی اور معنی مجازی کے درمیان تشبیہ کا علاقہ (تعلق) پیدا کرنا۔ لہذا استعارہ میں مجازی معنی کو عاریتاً حقیقی معنی کا لبادہ اوڑھا دیا جاتا ہے۔ اس کے چار ارکان ہوتے ہیں۔

**(۱) مستعار لہ:** یعنی مشبہ (جس کے لئے معنی مستعار لیا جائے)

**(۲) مستعار منہ:** یعنی مشبہ بہ (جہاں سے معنی مستعار لیا جائے)

**(۳) مستعار:** وہ لفظ جس کا معنی مشبہ بہ (مستعار منہ) میں ہو اور اسے مشبہ یعنی (مستعار لہ) میں منتقل کر دیا گیا ہو۔

**(۴) وجہ جامع:** یعنی وجہ شبہ (جس صفت میں علاقہ ءشبہ و استعارہ ہو) اس کو وجہ جامع کہتے ہیں۔

### تشبیہ اور استعارہ میں فرق اور اس کے شرائط

تشبیہ اور استعارہ میں فرق یہ ہے کہ تشبیہ میں مشبہ کو مشبہ بہ کے مانند قرار دیتے ہیں جبکہ استعارہ میں مستعار لہ کو بعینہ مشبہ بہ (مستعار منہ) قرار دیتے ہیں ساتھ ہی استعارہ کے دونوں طرف ایک ساتھ ایک ہی وقت میں مذکور نہیں ہوتے بلکہ دونوں میں سے ایک کو ذکر کرتے ہیں اس شرط کے ساتھ کہ جب مستعار لہ کو ذکر کیا جائے تو اس کے ساتھ

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

مستعار منہ کے مناسبات ولوازم کو ضرور ذکر کیا جائے ورنہ استعارہ تام نہیں ہوگا۔

پھر استعارہ دو طرح سے ہوتا ہے

**(۱) وفاقیہ:** مستعارلہ و مستعار منہ دونوں کی صفات ایک ذات میں جمع ہو

**(۲) عنادیہ:** طرفین کی صفات ایک ذات میں جمع نہ ہو

اس کے بعد استعارہ کی دو قسمیں ہیں (۱) استعارہ تصریحیہ (۲) استعارہ بالکنایہ

**(۱) استعارہ تصریحیہ:** اس استعارہ کو کہتے ہیں جس میں مستعارلہ کو بعینہ مستعار منہ ٹھہراتے ہوئے صرف مستعار منہ کو ذکر کیا جائے اور مراد مستعارلہ لیا جائے لیکن اس کا ذکر نہ ہو۔

**(۲) استعارہ بالکنایہ:** اس استعارہ کو کہتے ہیں جو کنائے کے ساتھ ہو اور اس میں تشبیہ پوشیدہ ہو اور مستعار منہ کو ذکر نہ کیا گیا ہو صرف مستعارلہ کو ذکر کیا گیا ہو لیکن اس میں کوئی ایسا قرینہ موجود ہو جو مستعار منہ کے حذف پر دلالت کرے۔

استعارہ تخئیلیہ استعارہ بالکنایہ کا ایک جز ہے جس میں مشبہ بہ کے خواص کو مشبہ کے لئے ثابت کیا جاتا ہے۔

مثال ملاحظہ ہو!

مری آہ کیا برچھیاں مارتی ہے
دل شب سے ہر دم صدا الاماں ہے

میرؔ

**مستعارلہ** ۔ شب

**مستعار منہ** ۔ دل

**مستعار** ۔ آہ

**وجہ جامع** ۔ آہ مارنا اور امان طلب کرنا

مذکورہ شعر میں شب کے لئے دل ثابت کرنا اور اس کے مناسبات میں سے آہ کو بیان کرنا اور شخص مستعار منہ کو چھوڑ دینا استعارہ بالکنایہ و تخئیلیہ ہے۔

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

اس طرح ایک استعارہ تمثیلیہ بھی ہوتا ہے جس میں طرفین اور وجہ جامع کئی چیزوں سے حاصل ہوتی ہے۔تشبیہ تمثیلی اور استعارہ تمثیلیہ میں فرق یہ ہے کہ جہاں پر صرف تمثیل ہو وہ استعارہ تمثیلیہ ہے اور جہاں پر تشبیہ کے الفاظ بھی ہوں وہ تشبیہ تمثیلی ہے۔یعنی ضرب الامثال کا ذکر بطور استعارہ و تشبیہ ہو۔

## (ج) مجاز مرسل

لفظ کا استعمال اس کے معنی موضوع لہ کے علاوہ کسی دوسرے معنی میں کیا جائے اور اس کے اندر تشبیہ کے علاوہ کوئی دوسرا علاقہ ہو۔تو یہ مجاز مرسل ہے۔مجاز مرسل اور استعارہ میں فرق بھی یہی ہے کہ استعارہ میں معنی حقیقی و مجازی کے درمیان تشبیہ کا علاقہ ہوتا ہے جبکہ مجاز مرسل میں اس کے برعکس ہوتا ہے۔مجاز مرسل کی کل ۲۴ قسمیں بتائی جاتی ہیں جن کے بیان کا یہ محل نہیں ۔

ایک مثال ملاحظہ ہو!

تم کو ہے آٹھ پہر حرف و حکایت ان سے
بازو جانو ہوا نہیں چشم حمایت ان سے

میرؔ

یہاں پر بازو سے مراد مددگار ہے، بازو مددگاری کا سبب ہوتا ہے۔مجازاً مددگار کو بازو کہہ دیا ہے۔اس میں علاقہ تشبیہ بھی نہیں ہے۔کیوں کہ بازو مددگاری کا سبب ہے گویا مسبب کی جگہ سبب کو بطور مجاز رکھ دیا گیا ہے۔اور مددگار نہ کہہ کے بازو کہہ دیا۔

## (د) کنایہ

کنایہ کا لغوی معنی ہے پوشیدہ اشارہ۔اصطلاح میں اس کو کہتے ہیں جس میں معنی حقیقی کی جگہ معنی مجازی مراد لیا جائے لیکن معنی حقیقی مراد لینا جائز ہو۔جیسے ملزوم بول کر لازم مراد لیتے ہیں ۔استعارہ اور کنایہ میں فرق یہ ہے کہ استعارہ میں معنی غیر حقیقی ہی مراد ہوتا ہے معنی حقیقی مراد لینا روا نہیں لیکن اس کے برعکس کنایہ میں معنی حقیقی بھی مراد لے

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

سکتے ہیں اور دوسری بات یہ کہ استعارہ میں معنی مجازی مراد لینے کے لئے قرینہ درکار رہوتا ہے جبکہ کنایے میں کسی قرینے کی ضرورت نہیں ہوتی ۔ کنایے کی بہت ساری قسمیں ہیں ہم یہاں صرف ایک مثال دے کر گذر جانا چاہتے ہیں۔ ملاحظہ ہو!

اس چمن میں طائر کم پر اگر میں ہوں تو کیا
دور ہے صیاد ابھی اور آشیاں نزدیک ہے

میؔر

یہاں پر طائر کم پر ہونے سے مراد ہے وہ پرندہ جو کم اڑے ، زیادہ نہ اڑ پائے۔یعنی کم پر کا معنی مجازی کم اڑنا لیا گیاہے،لیکن اگر اس کا معنی حقیقی یعنی پروں کی مقدار کم ہونا مراد لیا جائے تو بھی صحیح ہے اور دونو ں صورتوں میں معنی معقول برآمد ہورہا ہے بلکہ دونوں معنی قریب قریب یکساں ہیں تو یہ کنایہ ہے۔

اب ہم یہاں پر علم بیان کے مذکورہ اقسام (تشبیہ، استعارہ، مجاز،مرسل اور کنایہ ) کی توضیح وتشریح اردو وفارسی اشعار کے ساتھ کرتے ہیں

### (۱) مثال تشبیہ جس میں چاروں ارکان مذکور ہیں

فارسی

از روئے خود نقاب چوں آں مہ جبیں کشد
در دم مسیح راز فلک برزمیں کشد ۴۵

بینش

اردو

تجھ لب کی صفت لعل بدخشاں سوں کہوں گا
جادو ہیں ترے نین غزالاں سوں کہوں گا ۴۶

ولؔی

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

**(۲) مثال تشبیہ جس میں کچھ ارکان محذوف ہوں**

فارسی

عدو با جان حافظ آں نکردی

کہ تیر چشم آں ابرو کمال کرد ۴۷

حافظؔ

اردو

نالہء مرغ سحر ہوگی صریر خامہ

لکھنی ہے اب صفتِ در بنا گوش مجھے ۴۸

سوداؔ

**(۱)**

| | **بینشؔ** | **ولیؔ دکنی** |
|---|---|---|
| **مشبہ** | روئے مہ جبیں | لب، نین |
| **مشبہ بہ** | مسیح نازل | لعل بدخشاں، غزالاں |
| **وجہ شبہ** | کشد (کھولنا) | سرخی، سیاہی |
| **حرف شبہ** | چوں | سوں |

**(۲)**

| | **حافظؔ** | **سوداؔ** |
|---|---|---|
| **مشبہ** | چشم، ابرو | نالہء مرغ سحر |
| **مشبہ بہ** | تیر، کمان | صریر خامہ |
| **وجہ شبہ** | محذوف | محذوف |

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

| | | |
|---|---|---|
| حرف شبہ | محذوف | محذوف |

## مثال استعارہ

فارسی

بگشا بہ شیوہ نرگس پرخواب مست را

وز رشک چشم نرگس رعنا بہ خواب کن ۴۹

حافظ

اردو

کیا کہیے کہ خوباں نے اب ہم میں ہے کیا رکھا

ان چشم سیاہوں نے بہتوں کو سلا رکھا ۵۰

میر

| | حافظ | میر |
|---|---|---|
| مستعارلہ | محبوب | محبوب |
| مستعارمنہ | نرگس پرخواب | چشم سیاہ |
| مستعار | شیوہ نرگس | سلا رکھنا یعنی فنا کر دینا |
| وجہ جامع | مستی | عاشق کو پریشان کرنا |

## مثال مجاز مرسل

فارسی

آں بحر کہ موج اوست دریا

آں نور کہ ظل اوست اشیا ۵۱

عراقی

اردو

بھاگے پھرے پلنگ نمر ہانپنے لگے

روکش جو ہونے کو تھے سو منہ ڈھانپنے لگے ۵۲

میر

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

مذکورہ بالا فارسی واردو کے اشعار میں مجاز مرسل کا استعمال ہے۔یعنی دونو ں میں علاقہ ءتشبیہ کے علاوہ کوئی دوسرا علاقہ ہے۔ پہلے شعر (فارسی) میں عراقی نے آں بحر سے مراد مجازاً ذات باری تعالی کو لیا ہے اور یہاں پر یہ استعمال بطور تشبیہ نہیں بلکہ بطور مجاز ہے۔ وہ یوں کہ ہر چیز کا سبب حقیقی یعنی خالق حقیقی خدائے تعالی ہے چنانچہ یہاں پر بحر (مسبب) بول کر ذات باری تعالی (سبب) مراد لیا گیا ہے۔تشبیہ اس لئے مراد نہیں لے سکتے کہ تشبیہ میں یہ شرط ہے کہ مشبہ بہ مشبہ سے اعلی ہو اور یہاں پر مشبہ بہ بحر ہے اور مشبہ ذات باری تعالی، ظاہر ہے مشبہ بہ مشبہ سے بدر جہا ادنی ہے۔اس لئے تشبیہ نہیں مجاز ہے اور تشابہ بھی نہیں کہ تشابہ میں طرفین مساوی ہوتے ہیں اور یہاں ایسا کچھ نہیں۔ ایسے ہی اردو میں میؔر نے اپنے شعر مذکور میں ہانپنے سے مراد بھاگنا لیا ہے کیوں کہ بھاگنا سبب ہے ہانپنے کا گویا بطور مجاز مسبب بول کر سبب مراد لیا۔

## مثال کنایہ

فارسی

در آئینۂ مصطفےٰ چہ بیند

جز حسن وجمال ذات والا ۵۳

عراقؔی

اردو

دامن میں آج میر کے داغ شراب ہے

تھا اعتماد ہم کو بہت اس جوان پر ۵۴

میؔر

مذکورہ فارسی اور اردو اشعار میں کنائے کا استعمال کیا گیا ہے،یعنی لفظ کا استعمال معنی غیر موضوع لہ میں بطور کنایہ ہوا ہے لیکن یہاں پر معنی موضوع لہ مراد لینا بھی صحیح ہے۔ مثلاً فارسی شعر میں آئینہ سے مراد رخ مصطفےٰ ہے ۔یعنی رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے (آئینے) میں ذات باری تعالی کو دیکھا جا سکتا ہے (یہ تصوف پہ محمول شعر ہے) یہاں پر کنایتہً چہرہ ءرسول کو آئینہ کہہ دیا گیا ہے۔لیکن آئینہ کا معنی موضوع لہ مراد لینا بھی یہاں پر صحیح ہے تو اس صورت میں

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

شعر کا مطلب یہ ہوگا کہ وہ آئینہ جس میں رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم اپنا چہرہ مبارک دیکھتے ہیں اس آئینے میں آپ کی ذات دیکھی جاسکتی ہے۔

اسی طرح میرؔ نے اپنے شعر میں داغ شراب کا کنایہ شراب خوری اور رندی سے کیا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ میرؔ شراب خور ہے لیکن اگر اس کا معنی موضوع لہ مراد لیں تو بھی صحیح ہوگا یعنی شراب کا داغ۔ کیوں کہ جو شراب پیئے گا اس کے دامن میں شراب کا داغ لگے گا ہی۔ یہ معنی موضوع لہ ہے۔

تشبیہ کے اندر کافی تفصیل ہے۔ مثلاً طرفین کا حسی وعقلی ہونا یا مختلف ہونا۔ ایسے ہی طرفین کا مرکب ومفرد ہونا وغیرہ۔ ایسے ہی مجاز مرسل میں تشبیہ کے علاوہ ۲۴ علاقے اور وجوہات ہیں۔ اس کے علاوہ کنایے میں بھی کافی تفصیلات ہیں جنہیں شرح وبسط کے ساتھ صاحب بحر الفصاحت نے بیان کیا ہے۔ ہم نے یہاں پر اپنے مقالے کی وسعت وگنجائش کو دیکھتے ہوئے اختصار سے کام لیا ہے۔ اور صرف یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ اردو شاعری میں مستعمل بلاغت بھی فارسی ہی کی رہین منت ہے۔

اب ہم آگے علم بیان کے چاروں اقسام میں استعارے کو بطور خاص ذکر کریں گے۔ کیوں کہ شاعری میں استعارے کا استعمال عام ہے۔ یہاں پر جملہء معترضہ کے طور پر پہلے امیر خسرو کے ایک شعر کی بلاغی تشریح ملاحظہ ہو! آگے استعارے کی تفصیل آرہی ہے۔

## امیر خسرؔو کے ایک شعر کی بلاغی خوبیاں

امیر خسرؔو کے اس شعر

چوں شمع سوزاں، چو ذرہ حیراں  ز مہر آں مہہ بگشتم آخر

نہ نیند نیناں نہ انگ چیناں نہ آپ آویں نہ بھیجیں کھتیاں

امیر خسرؔو

میں مستعمل دو ترکیبیں ایسی ہیں جن میں بلاغت کی دو خوبیاں پنہاں ہیں۔ مثلاً شعر مذکور میں امیر خسرؔو نے کہا'' نہ

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

نیند نیناں نہ انگ چیناں'' اس میں دو ترکیبوں کو اکٹھا کیا گیا ہے(۱) نہ نیند نیناں (۲) نہ انگ چیناں ۔اور دونوں میں وصفی ترکیب ہے۔ پہلی میں نیند کی نفی ہے نینوں سے جس کو''نیناں'' کہہ کے جمع استعمال کیا ہے جو موصوف واقع ہے جبکہ دوسری میں چین کی نفی انگ سے کی ہے لیکن یہاں پر پہلے کے برعکس موصوف انگ کی جمع نہیں لائے بلکہ چین صفت کی جمع ( چیناں )لائے ۔ بہر حال پہلی ترکیب میں موصوف کو جمع اور دوسری ترکیب میں صفت کو جمع استعمال کیا ہے ۔ یہ استعمال بظاہر غیر مرتب ضرور نظر آتا ہے لیکن اگر اس کا مطالعہ بلاغت کے تناظر میں کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ ایک خوبی ہے اور وہ قلب ترکیب ہے کہ ایک ہی طرح کی دو ترکیبوں میں دوسری کو پہلی ترکیب کے برعکس استعمال کیا تو اسے بلاغت کی زبان میں قلب ترکیب توصیفی کہیں گے،تفصیلات بالا سے بلاغت کی ایک خوبی تو سمجھ لی گئی لیکن غور کرنے پر اس میں ایک اور خوبی نظر آتی ہے وہ یہ کہ اگر امیر خسرؔو دوسری ترکیب میں بھی موصوف ہی کو جمع استعمال کرتے اور'' نہ انگ چیناں'' کے بجائے''نہ چین انگاں'' کہتے تو دونوں جملے مقفیٰ و مسجع نہیں ہو پاتے کیوں کہ قافیہ اور سجع کے پیش نظر ''نیناں''اور''انگاں'' میں مماثلت کا فقدان ہے بلکہ دونو ں میں ترتیب حروف کے اختلاف کی وجہ سے تضاد تماثل پایا جاتا ہے۔اس کے برخلاف''نیناں''اور'' چیناں'' میں حروف کی مناسب ترتیب کی وجہ سے وہ وزن سلامت ہے جس سے قافیہ اور سجع کی خوبی پیدا ہوتی ہے۔اس طرح امیر خسرؔو کے مذکورہ بالا شعر میں بیک وقت دو دو خوبیاں موجود ہیں جن کا ادراک اول نظر میں نہیں بلکہ غور کرنے پر ہوتا ہے ۔ اگر سرسری نظر سے دیکھا جائے تو خوبی کے بجائے خرابی سمجھ میں آتی ہے کہ کسی میں موصوف کو جمع استعمال کر دیا تو کسی میں صفت کو۔

### اردو شاعری میں فارسی استعارے

ذیل میں فارسی و اردو میں مستعمل استعاروں کا ذکر اشعار کے ضمن میں کیا جاتا ہے ملاحظہ ہو!

### ''صنم'' کا استعارہ

**فارسی** چوں بشدّ اں صنم از دیدہء حافظ غائب
اشک ہموارہ زرخسار بداماں می رفت حافؔظ

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

اردو
ہر لحظہ آید در دلم دیکھوں اوسے ٹک جائے کر
گویم حکایت ہجر خود با آں صنم جیولائے کر — امیر حسن، حسن دہلوی

فیروز بے صمد کا دیکھن جمال صوری
ہر حال اس صنم کا آکھیں خیال من میں
فیروز

## ''بت'' کا استعارہ

فارسی
بنام ایزد بتِ سیمیں تنم ہست
کہ در بت خانۂ آذر نباشد
حافظ

اردو
بت من سروسہی شرم ندارد ز قدت
خویشتن را بہ چہ روایں ہمہ پرتی ہے
بہرام سقہ

اس شعر میں ''پرتی ہے'' کے علاوہ تمام الفاظ فارسی کے ہیں بلکہ پہلا مصرع تو پورا کا پورا ہی فارسی ہے، اور دوسرے مصرعے میں اکثر حصہ فارسی ہے۔

## ''شمع'' کا استعارہ

فارسی
باز آئی کہ بے روئے تو اے شمع دل افروز
در بزم حریفاں اثرِ نور وضیا نیست
حافظ

اردو
بجھاوے پتنگ آنکھ دیوا جے نس
مرے اوبھی دیورا جوت دس — فخر دین نظامی

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

مثنوی کدم راؤ پدم راؤ میں فخر دین نظامؔی نے شمع کو بطور استعارہ بالکنایہ استعمال کیا ہے۔

**"پروانہ" کا استعارہ**

فارسی غنیمتے شمر اے شمع، وصل پروانہ

کہ ایں معاملہ تا صبح دم نخواہد ماند

حافظؔ

اردو بجھاوے پتنگ آنکھ دیوا جے نس

مرے او بھی دیورا جوت دس

فخر دین نظامی

پروانے کو بطور تشبیہ کے سید اشرف بیابانی نے مثنوی نوسر ہار میں اس طرح استعمال کیا ہے

یوں ہوں بھولا تیرے رنگ

دیورے کارن جیو پتنگ

اشرف بیابانؔی

**"شراب" کا استعارہ**

**فارسی** بہ مے سجادہ رنگیں کن گرت پیر مغاں گوید

کہ سالک بے خبر نبود ز راہ و رسم منزلہا

حافظؔ

**اردو** شیخ و میں ہم مشرباں ہیں لیک ہنگام بہار

وہ چھپا پیوے شراب ہور میں پیدا شراب محمودؔ

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

**''لعل'' کا استعارہ**

**فارسی**

روی تو خنداں دیدہ ام لعل بدخشاں دیدہ ام
در ہائے دنداں دیدہ ام گویا در سلک گوہری

امیر خسرؔو

**اردو**

تجھ لب کی صفت لعل بدخشاں سوں کہوں گا
جادو ہیں ترے نین غزالاں سوں کہوں گا

ولؔی دکنی

**معشوق کے لیے ''کافر'' کا استعارہ**

**فارسی**

خون ما خورر رنداییں کافر دلاں
اے مسلماناں چہ درماں الغیاث

حافؔظ

**اردو**

جو کوئی تمارے عشق کی حالت سی ماہر ہوا
چھوڑیا سگل اسلام کوں تجہ زلف میں کافر ہوا

محموؔد

**''قیامت'' کا استعارہ**

**فارسی**

زاں پیشتر کہ عمر گراں مایہ بگذرد
بگذار تا قیامت روی تو بنگریم

حافؔظ

**اردو**

ایسا حسین لوج کیا
قیامت لگ تو نا نور ہیا

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

ہر محرم سارا جگ

روتا اچھے قیامت لگ

اشرف بیابانؔی (مثنوی نوسر ہار میں)

**''طوطی'' کا استعارہ**

فارسی

آنچہ استاد ازل گفت ہماں می گویم

در پس آئینہ طوطی صفتم داشتہ اند

حافؔظ

اردو

جتے ہیں جو طوطی ہندستان کے

بھاری ہیں منج شکرستان کے

غواصؔی

**''یاقوت'' کا استعارہ**

**فارسی**

گر طمع داری از آں جام مرصع مئے لعل

در دیاقوت بنوک مژہ ات باید سفت

حافؔظ

**اردو**

سوتس میں عجائب ہیں یاقوت لب

کیے ہیں خجل دانت ہیر کے چھب

عاجؔز

**''بادام'' کا استعارہ**

**فارسی**

از شورش آہ من ہمہ شب

بادام تو دوش نا غنودہ خاقانؔی

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

اردو　　بادام انکھیاں دانت رتن

زیبا صورت سیمیں تن　۵۵

اشرف بیابانی

ان سب استعاروں کے علاوہ ہزاروں استعارے فارسی سے اردو میں ماخوذ ہیں جنہیں اردو شعرا نے جابجا برتا ہے اور اب تک برت رہے ہیں۔

## علم بدیع کی کچھ مثالیں

اب ہم علم بیان کے اقسام خاص طور سے استعارے پر ہلکی روشنی ڈالنے کے بعد علم بدیع کی صنعتوں میں بطور خاص تلمیح ، لف ونشر مرتب اور ابہام کا ذکر کریں گے ملاحظہ ہو!

### (۱) تلمیح

"کنعاں" کی تلمیح

فارسی　　ماہ کنعانی من مسند مصر آں تو شد

گاہ آنست کہ بہ روز کنی زنداں را　۵۶

حافظ

اردو　　یوسف گم سو پھر آ گا اب بہ کنعاں غم نہ کھا

پھر گھر تیرا امید کا ہوگا گلستاں غم نہ کھا　۵۷

قلی قطب شاہ

ترا لب دیکھ حیواں یاد آوے

ترا مکھ دیکھ کنعاں یاد آوے　۵۸

ولی دکنی

فارسی شاعر ناصر خسرو نے نبیوں کے نام کو بطور تلمیح استعمال کیا ہے۔ ملاحظہ ہو!

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

فارسی
بہ محشر ببوسند ھارون و موسیٰ

ردائے علی و آستین محمد ۵۹؎

ناصر خسرو

اس تلمیح کو اسد اللہ وجہی نے اس طرح استعمال کیا ہے۔ ملاحظہ ہو!

اردو
اسے ایک زہرہ سکی بھان ہے

سو داؤد تے وو خوش الحان ہے

سلیمان تے فاصل ہے اس بخت بل

پری دیو جن سب ہیں اس حکم تل ۶۰؎

وجہی

## سکندر، دارا اور افراسیاب کی تلمیح

فارسی
ما قصۂ سکندر و دارا نہ خواندہ ایم

از ما بجز حکایت مہر و وفا مپرس ۶۱؎

حافظ

بہ لشکر نگہ کرد افراسیاب

ہیونی برافگند ہنگام خواب ۶۲؎

فردوسی

اردو
سکندر پڑیا تھا جو ظلمات میں

رہیا تھا بلا کے سنپڑ ہات میں

شہہ نے جیوں کیے شاہ عالی جناب

نہ دارا کیا وو نہ افراسیاب ۶۳؎ وجہی

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

## ناقوس وزنّار کی تلمیح

فارسی

روم ناقوس بوسم زیں تحکم

شوم زنّار بندم زیں تعداد ۶۴

خاقانؔی

اردو

از بسکہ ہوا کفر اور ایماں سیں بیزار

تسبیح سیں کیا مطلب زنّار سیں کیا کام ۶۵

سراج اورنگ آبادی

اس کے علاوہ محمود و ایاز، خسرو و شیریں و فرہاد اور لیلیٰ مجنوں وغیرہ تلمیحات اردو شاعری میں جا بجا دیکھنے کو ملتی ہیں جن کا تعلق براہ راست فارسی شاعری سے ہے۔

### (۲) صنعت لف ونشر مرتب

لف ونشر مرتب میں فارسی و اردو کے اشعار ذیل میں ملاحظہ فرمائیں!

فارسی

سر زانو دبستانی است چوں کشتی نوح آں را

کہ طوفاں جوش در دِ اوست جودی گرد دامانش ۶۶

خاقانؔی

اردو

شرکتِ شیخ و برہمن سے میرؔ

کعبہ و دیر سے بھی جایئے گا ۶۷

میرؔ

### (۳) ابہام

فارسی

من بگوش خود از دہانش دوش

سخنانے شنیدہ ام کہ مپرس حافظؔ

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

**اردو**

ایسی ہی زباں ہے تو کیا عہدہ برآ ہوں گے

ہم ایک نہیں کہتے تم لاکھ سناتے ہو

حرف وسخن کی اس سے اپنی مجال کیا ہے

ان نے کہا ہے کیا کیا میں نے اگر کہا کچھ ۲۸

میرؔ

فارسی و اردو کے مذکورہ اشعار میں سے کسی شعر میں اس کا بیان نہیں ہے کہ معشوق نے عاشق سے کیا کہا یہی ابہام (پوشیدگی) ہے۔

ہم اتنے ہی پر بلاغت کی بحث کو ختم کرتے ہیں ۔ کیوں کہ بلاغت کے اندر جو وسعت ہے اور اردو شاعری بلاغت سے جس قدر مستفید ہوئی ہے ان سب کا احاطہ من کل الوجوہ کرنے کے لیے ایک دفتر درکار ہے۔

## حوالہ جات:


(۱) کنہیالال ماتھر، طالب ہاتھرسی، آئینہ عروض وقافیہ، آگرہ، مصطفائی پریس، سن اشاعت ندارد، ص:۹،۸

(۲) مصطلحات ، ماخوذ از ، کنہیالال ماتھر، طالب ہاتھرسی ، آئینہ ءعروض وقافیہ، آگرہ، مصطفائی پریس، سن اشاعت ندارد، ص:۲۱ تا ۳۴

(۳) شعر ماخوذ از حافظ محمود شیرانی ، پنجاب میں اردو، نئی دہلی، قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، (۲۰۰۵ء)، ص:۲۱۳

(۴) دیوان شمس تبریز، جلد دوم، مرتب محمد رضا شفیعی کدکنی (م۔سرشک) تہراں، انتشارات سخن، ۱۳۸۷، (۲۰۰۸ء)، ص:۱۰۴۸

(۵) بحوالہ۔ظ۔انصاری ابوالفیض سحر، خسرو شناسی، نئی دہلی، قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، (۲۰۱۰ء)، ص:۲۴۴

(۶) دیوان شمس تبریز، جلد اول، مرتب محمد رضا شفیعی کدکنی (م۔سرشک) تہراں، انتشارات سخن، ۱۳۸۷ (۲۰۰۸ء)، ص:۳۰۵

(۷) مثنوی کدم راؤ پدم راؤ، مرتب وہاب اشرفی، دہلی، ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس، (۲۰۱۲ء)، ص:۳۳

(۸) دیوان شمس تبریز، جلد دوم، مرتب محمد رضا شفیعی کدکنی (م۔سرشک) تہراں، انتشارات سخن، ۱۳۸۷ (۲۰۰۸ء)، ص:۱۳۷۶

(۹) کلیات محمد قلی قطب شاہ، مرتبہ ڈاکٹر سیدہ جعفر، نئی دہلی، قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، (۱۹۹۸ء)، ص:۳۸۴


PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

(۱۰) دیوان شمس تبریز، جلد اول، مرتب محمد رضا شفیعی کدکنی (م ـ سرشک) تہراں، انتشارات سخن ۱۳۸۷ (۲۰۰۸ء)، ص:۵۵۹

(۱۱) کلیات محمد قلی قطب شاہ، مرتبہ ڈاکٹر سیدہ جعفر، نئی دہلی، قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، (۱۹۹۸ء)، ص:۳۵۰

(۱۲) دیوان شمس تبریز، جلد اول، مرتب محمد رضا شفیعی کدکنی (م ـ سرشک) تہراں، انتشارات سخن، ۱۳۸۷ (۲۰۰۸ء)، ص:۲۱۲

(۱۳) ملا وجہی، مثنوی قطب مشتری، مرتب ڈاکٹر حمیرا جلیلی، نئی دہلی، ترقی اردو بیورو، (۱۹۹۲ء)، ص:۱۳۹

(۱۴) دیوان شمس تبریز، جلد اول، مرتب محمد رضا شفیعی کدکنی (م ـ سرشک) تہراں، انتشارات سخن، ۱۳۸۷، (۲۰۰۸ء)، ص:۲۴۷

(۱۵) سراج اورنگ آبادی، کلیات سراج، مرتب عبدالقادر سروری، نئی دہلی، قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، (۱۹۹۸ء)، ص:۳۴۱

(۱۶) دیوان حافظ، باہتمام محمد قزوینی و دکتر قاسم غنی، بہار، ناشر انتشارات چاف ـ ۱۳۸۴، ص:۱۲۷

(۱۷) سراج اورنگ آبادی، کلیات سراج، مرتب عبدالقادر سروری، نئی دہلی، قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، (۱۹۹۸ء)، ص:۲۴۲

(۱۸) شاہنامہء فردوسی، مرتب درویش پروردہء ایران، تہراں، کتابخانہ ومطبعہ بروخیم، ۱۳۱۳ش (۱۹۳۵ء)، ص:۱

(۱۹) سراج اورنگ آبادی، کلیات سراج، مرتب عبدالقادر سروری، نئی دہلی، قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، (۱۹۹۸ء)، ص:۲۵۴

(۲۰) دیوان شمس تبریز، جلد اول، مرتب محمد رضا شفیعی کدکنی (م ـ سرشک) تہراں، انتشارات سخن، ۱۳۸۷ (۲۰۰۸ء)، ص:۲۶۲

(۲۱) کلیات ولی، مرتب نور الحسن ہاشمی، نئی دہلی، قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، (۲۰۰۸ء)، ص:۱۳۱

(۲۲) دیوان شمس تبریز، جلد اول، مرتب محمد رضا شفیعی کدکنی (م ـ سرشک) تہراں، انتشارات سخن، ۱۳۸۷ (۲۰۰۸ء)، ص:۲۵۸

(۲۳) کلیات ولی، مرتب نور الحسن ہاشمی، نئی دہلی، قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، (۲۰۰۸ء)، ص:۱۳۰

(۲۴) منطق الطیر بہ خط نصیر بن حسن المکی، ایتالیا، چاپ عکسی از روئے کتابخانہ سلطنتی تورینو، ۸۵۷، ہجری وقمری، ص:۱۱

(۲۵) دیوان شمس تبریز، جلد اول، مرتب محمد رضا شفیعی کدکنی (م ـ سرشک) تہراں، انتشارات سخن، ۱۳۸۷، ۲۰۰۸ء، ص:۲۵۰

(۲۶) کلیات ولی، مرتب نور الحسن ہاشمی، نئی دہلی، قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، (۲۰۰۸ء)، ص:۱۷۲

(۲۷) دیوان شمس تبریز، جلد اول، مرتب محمد رضا شفیعی کدکنی (م ـ سرشک) تہراں، انتشارات سخن، ۱۳۸۷ (۲۰۰۸ء)، ص:۳۲۴

(۲۸) جعفر زٹلی، زٹل نامہ (کلیات جعفر زٹلی) مرتب رشید حسن خان، نئی دہلی، انجمن ترقی اردو (ہند) ۲۰۱۱ء، ص:۱۸۵

(۲۹) دیوان شمس تبریز، جلد اول، مرتب محمد رضا شفیعی کدکنی (م ـ سرشک) تہراں، انتشارات سخن، ۱۳۸۷ (۲۰۰۸ء)، ص:۲۶۸

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

(۳۰) کلیات سودا، مرتب ڈاکٹر شمس الدین صدیقی، لاہور، مجلس ترقی ادب، (۱۹۷۳ء) ص: ۱۱۲

(۳۱) دیوان حافظ، باہتمام محمد قزوینی و دکتر قاسم غنی، بہار، ناشر انتشارات چاف۔۱۳۸۴، ص: ۵۹

(۳۲) شعر، ماخوذ از جمیل جالبی، تاریخ ادب اردو، جلد اول، دہلی، ایجوکیشنل پبلیشنگ ہاؤس، (۲۰۱۱ء) ص: ۲۸۶

(۳۳) کلیات سودا، مرتب ڈاکٹر شمس الدین صدیقی، لاہور، مجلس ترقی ادب، (۱۹۷۳ء) ص: ۲۱۹

(۳۴) دیوان ظہوری، مرتب دکتر اصغر بابا سالار، تہراں، کتابخانہ ء موزہ و مرکز اسناد شوریٰ اسلامی، ۱۳۹۰ش (۲۰۱۱ء) ص: ۱۶۲

(۳۵) بحوالہ۔خلیق انجم، مرزا محمد رفیع سودا، نئی دہلی، قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، (۲۰۰۳ء) ص: ۲۳۳

(۳۶) اردو و فارسی اشعار، ماخوذ از خلیق انجم، مرزا محمد رفیع سودا، نئی دہلی، قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، (۲۰۰۳ء) ص: ۲۳۴

(۳۷) کلیات میر، مرتب مولوی عبدالباری حاجب آسی، لکھنؤ، مطبع منشی نول کشور، (۱۹۴۱ء) ص: ۱۷۲

(۳۸) دیوان حافظ، باہتمام محمد قزوینی و دکتر قاسم غنی، بہار، ناشر انتشارات چاف۔۱۳۸۴، ص: ۵۹

(۳۹) کلیات میر، مرتب مولوی عبدالباری حاجب آسی، لکھنؤ، مطبع منشی نول کشور، (۱۹۴۱ء) ص: ۸۶

(۴۰) دیوان حافظ، باہتمام محمد قزوینی و دکتر قاسم غنی، بہار، ناشر انتشارات چاف۔۱۳۸۴، ص: ۳۹۴

(۴۱) میر حسن، مثنوی سحرالبیان، مرتب ڈاکٹر قمرالہدیٰ فریدی، علی گڑھ، ایجوکیشنل بک ہاؤس، (۲۰۱۱ء) ص: ۶۴

(۴۲) دیوان شمس تبریز، جلد اول، مرتب محمد رضا شفیعی کدکنی (م۔سرشک) تہراں، انتشارات سخن، ۱۳۸۷ (۲۰۰۸ء) ص: ۳۲۳

(۴۳) شعر ماخوذ از محمود شیروانی، پنجاب میں اردو، نئی دہلی، قومی کونسل برائے فروغ اردو زباں (۲۰۰۵ء) ص: ۲۷۲

(۴۴) پروفیسر وہاب اشرفی، تفہیم البلاغت، دہلی، ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس، (۲۰۱۱ء) ص: ۱۰

(۴۵) بحوالہ۔احمد گلچیں معانی، تاریخ تذکرہائے فارسی، جلد اول، تہران، انتشارات دانشگاہ، شمارہ ۱، ۱۳۴۸/۱۲۳۶، ص: ۳۱

(۴۶) کلیات ولی، مرتب نورالحسن ہاشمی، نئی دہلی، قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، (۲۰۰۸ء) ص: ۳۷۹

(۴۷) دیوان حافظ، باہتمام محمد قزوینی و دکتر قاسم غنی، بہار، ناشر انتشارات چاف۔۱۳۸۴، ص: ۲۵۵

(۴۸) بحوالہ۔حکیم نجم الغنی خاں نجمی، تدوین ڈاکٹر کمال احمد صدقی، بحرالفصاحت، جلد دوم، نئی دہلی، قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، (۲۰۰۶ء) ص: ۹۷۲

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

(۴۹) دیوان حافظ، باہتمام محمد قزوینی و دکتر قاسم غنی، بہار، ناشر انتشارات چاف ۔۱۳۸۴،ص:۵۴۳

(۵۰) بحوالہ ۔حکیم نجم الغنی خاں نجمی، تدوین : ڈاکٹر کمال احمد صدیقی، بحر الفصاحت، جلد دوم،نئ دہلی ،قومی کونسل برائے

فروغ اردو زبان، ۲۰۰۶ء،ص: ۱۱۱۵

(۵۱) کلیات عراقی، از انتشارات کتب خانہ سنائی،ص:۱۰۹

(۵۲) بحوالہ ۔حکیم نجم الغنی خاں نجمی، تدوین : ڈاکٹر کمال احمد صدیقی، بحر الفصاحت، جلد دوم،نئ دہلی ،قومی کونسل برائے

فروغ اردو زبان، ۲۰۰۶ء،ص:۱۱۶۳

(۵۳) کلیات عراقی، از انتشارات کتب خانہ سنائی،ص:۱۱۰

(۵۴) بحوالہ ۔حکیم نجم الغنی خاں نجمی، تدوین : ڈاکٹر کمال احمد صدیقی، بحر الفصاحت، جلد دوم،نئ دہلی ،قومی کونسل برائے

فروغ اردو زبان، ۲۰۰۶ء،ص:۱۱۷۹

(۵۵) اشعار ماخوذ از ڈاکٹر مظفر شہ میری، اردو غزل کا استعاراتی نظام، ترویج، معراج پبلیکیشنز، (۱۹۹۴ء)،ص:۴۲تا۴۶

(۵۶) دیوان حافظ، باہتمام محمد قزوینی و دکتر قاسم غنی، بہار، ناشر انتشارات چاف ۔۱۳۸۴،ص:۶۷

(۵۷) کلیات محمد قلی قطب شاہ، مرتبہ ڈاکٹر سیدہ جعفر، نئ دہلی، قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، (۱۹۹۸ء)،ص:۴۸۳

(۵۸) کلیات ولی، مرتب نور الحسن ہاشمی، نئ دہلی، قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، (۲۰۰۸ء)،ص:۲۳۷

(۵۹) دیوان ناصر خسرو، با مقدمہ سید حسن تقی زادہ، تہران، مؤسسہ انتشارات نگاہ، (۱۳۸۴ش)ص:۱۵۸

(۶۰) ملا وجہی، مثنوی قطب مشتری، مرتب ڈاکٹر حمیرا جلیلی مقدمہ، نئ دہلی، ترقی اردو بیورو، (۱۹۹۲ء)،ص:۲۱

(۶۱) دیوان حافظ، باہتمام محمد قزوینی و دکتر قاسم غنی، بہار، ناشر انتشارات چاف ۔۱۳۸۴،ص:۳۹۴

(۶۲) شاہنامہ فردوسی، مرتب درویش پروردہ ایران، تہراں، کتابخانہ ومطبعہ بروخیم، ۱۳۱۳ش، (۱۹۳۵ء)،ص:۲۵۲

(۶۳) ملا وجہی، مثنوی قطب مشتری، مرتب ڈاکٹر حمیرا جلیلی مقدمہ، نئ دہلی، ترقی اردو بیورو، (۱۹۹۲ء)،ص:۲۱

(۶۴) خاقانی، دیوانی خاقانی شیروانی، مقدمہ: دکتر ضیاء الدین سجاوی، تہران، انتشارات کتاب فروشی زوار،ص: ۲۵

(۶۵) سراج اورنگ آبادی، کلیات سراج، مرتب عبدالقادر سروری، نئ دہلی، قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، (۱۹۹۸ء)،ص:۳۲۹

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

(٦٦) دیوانی خاقانی شیروانی، مرتب دکتر ضیاء الدین سجادی، تہراں، انتشارات کتب فروشی زوار، ص:۲۰۹

(٦٧) بحوالہ۔ حکیم نجم الغنی خاں نجمی، تدوین: ڈاکٹر کمال احمد صدیقی، بحر الفصاحت، جلد دوم، نئی دہلی، قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، ٦ ۲۰۰ء، ص:١٤٠٦

(٦٨) اشعار، ماخوذ از شمس الدین فاروقی، شعر شور انگیز، جلد سوم، نئی دہلی، قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، (۲۰۰۸ء)، ص:٣١٣، ٣١٢

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

# حاصل مطالعہ

اپنے موضوع کے ابواب اور ان کے عناصر کو سامنے رکھتے ہوئے اب تک کے مطالعے سے یہ بات سامنے آئی کہ اردو زبان نے کئی زبانوں کے لسانی ، ادبی ، تاریخی ، سماجی ، بلاغی اور عروضی خرمن سے خوشہ چینی کی ہے ، جس کا احساس ماہر زبان سید انشاء اللہ خاں انشا کو بھی ہے ۔ وہ لکھتے ہیں :

''اردو زبان کئی زبانوں سے مل کر بنی ہے ، جیسے عربی ، فارسی ، ترکی ، پنجابی ، پوربی اور برجی وغیرہ ۔ اس کی مدلل مثال یہ عبارت ہے:''واللہ باللہ تمام شب باجی جان یہی کہتی تھیں کہ مجھے چھوٹے بھائی پر تیہا آتا ہے کہ ناحق تگّا جی کو ساتھ لے کر پائندہ بیگ کھبّے کے گھر دوڑ دوڑ کے جاتا ہے ، ایسا نہ ہو کہ اس جھلّے کی دوستی میں اپنا سر کٹوا دے ، میں نے کہا کہ آپ کا ہے کو کڑھتی ہیں اس لڑکے کا اللہ بیلی ہے ، پالندہ بیگ کیا ہے''۔

اور اس کہاوت میں ''بگلا مارے پنکھ ہاتھ'' ( بے سود کام کی نسبت کہتے ہیں ) ۔

اوپر کی عبارت میں ''واللہ باللہ'' عربی ہے ، ''تمام شب'' فارسی ہے ، ''باجی'' جو بہن کے لیے آتا ہے ترکی ہے ۔ ''کھبّا'' ، بمعنی چپ ، ''بایاں'' ہے تو پنجابی لیکن اردو میں یہ لفظ اکیلا ہی استعمال ہوتا ہے جب کہ آدمی محذوف ہے اردو میں یہ لفظ موصوف کے ساتھ صفت ہو کر نہیں آتا ۔ اسی طرح ''جھلّا'' ، کم عقل اور زبان دراز کو کہتے ہیں جو احمق ہو کر اپنے کو عقل مند سمجھے مگر اس کی طینت میں بدی نہ ہو ۔ ''بیلی'' ، بمعنی نگہبان بھی پنجابی ہے ۔ ''تگّا'' دایہ کے شوہر کو کہتے ہیں یہ ترکی لفظ ''اتکہ'' سے بگڑا ہوا ہے ۔ ''کاہے کو'' جس کے معنی ہیں ''کیوں'' ''کس واسطے'' یہ برج کی بولی ہے ، اردو میں ''کو'' کی ایزادی سے تصرف کیا گیا ، اب اردو ہو گیا ، برج والے کہتے ہیں ''کاہے رے بھیّا'' ۔ ''کاہے کو'' کی جگہ کس واسطے ، کس لیے ، یا کیوں ؟ بھی مستعمل ہے ۔ جو اس سے زیادہ فصیح ہیں ۔ اوپر کی کہاوت میں ''پنکھ'' بمعنی ''پر'' اردو نہیں پوربی ہے ۔ [1]

سید انشاء کی مذکورہ بالا عبارت سے اس بات کی وضاحت ہوتی ہے کہ اردو کی کھیت ہر چشمے سے سیراب ہوئی لیکن ہمارے ناقص مطالعے میں دوسری زبانوں کی بہ نسبت فارسی نے بطور خاص اردو کے لیے زرخیز زمین اور مناسب

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

حکمراں وصوفیہ کا غلبہ تھا۔غلبہ بہ ایں معنی کہ عوام تک ترسیل اور مراسلہ کا کام ان دوطبقوں کے ذریعہ زیادہ انجام پاتا تھا۔ اوران دونوں طبقوں کا وسیلہء اظہار فارسی تھا۔جس میں مذکورہ دوسری زبانوں کی آمیزش کر کے اپنے مافی الضمیر کی ادائیگی اوران کی عوام تک ترسیل پر قادر ہو پاتے تھے۔جس کے نتیجے میں اردو زبان باضابطہ اور مستقل طور پر ایک نئ زبان کی صورت اختیار کرسکی۔زبان وبیان سے لیکر الفاظ،تراکیب،محاورے،ضرب الامثال،عروض وبلاغت بلکہ تاریخ وسماج تک کے موضوعات میں اردو نے فارسی کی تربیت حاصل کی ۔ پھر آگے چل کر خودکفیل ہوگئی۔اردو کو جس حال میں آج ہم دیکھ رہے ہیں اس حال میں پیدانہیں ہوئی۔ بالکل ایک نوخیز کونپل کی طرح اس کی مثال ہے جو ابتدا میں نہایت نرم ونازک پیدا ہوئی اور جب اسے مناسب آب وہوا،سخت آندھیوں سے مقابلے کے لیے مضبوط سہارا میسر ہوگیا تو اتنی مضبوط اورتوانا ہوگئی کہ اب وہ خود اپنے تنوں پر قائم رہ سکتی ہے۔اس خودکفیلی کے باوجود اس پر ان زبانوں (خاص کر فارسی) کے اثرات آج بھی نمایاں نظر آتے ہیں جن کے احسان سے اردو کی گردن بارآور ہے۔اس لیے آج بھی اردو زبان میں فارسی کی لفظی ومعنوی سخاوت جاری ہے۔ ہاں یہ بات ضرور ہے کہ عہد مغلیہ کی طرح آج وہ شرح نہیں ہے۔فارسی شعراء خاص طور سے حافظؔ،مولانا روم،فخرالدین عراقی،ابراھیم عطار نیشاپوری،انوری،عرفی،خاقانی،سعدی اور عمرخیام کی زمینوں میں اردو شاعری خوب کی گئی ہے۔موضوعات اور مضامین کی سطح پر اردو شاعری نے فارسی سے مستقل صنف مثنوی ہی مستعار لے لیا ہے۔اس لیے جب ہم ایک طرف نظامی گنجوی کی مثنوی خسرووشیریں وفرہاداور ابراہیم عطار نیشاپوری کی خسرونامہ کو رکھتے ہیں اور دوسری طرف مثنوی قطب مشتری اور مثنوی سحرالبیان کو رکھتے ہیں تو ہمیں فارسی واردو دونوں میں موضوعات اور مضامین کی سطح پر یکسانیت کا ادراک ہوتا ہے۔اسی طرح شاہنامہ فردوسی کے مقابلے میں جب ہم رستمی کی مثنوی خاورنامہ کا مطالعہ کرتے ہیں تو یہاں بھی ہمیں ہر جہت سے مماثلت کے پہلو دکھائی دیتے ہیں ۔مثنوی کدم راؤپدم راؤ کا فارسی مثنوی سلامان وابسال کے طرز پر لکھا جانا نیز مثنوی سحرالبیان کا فردوسی کی مثنوی شاہنامہ فردوسی کی بحر میں ہونا اس بات کی کھلی دلیل ہے کہ اردو نے مضامین کے ساتھ ساتھ عروضی سطح پر بھی فارسی سے بھرپور استفادہ کیا ہے۔قصائد،غزل،نظم،مرثیے،حمد اور نعتوں میں اردو شعرانے فارسی شعرا کی جس طرح

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

تقلید کی ہے اس سے یہ بالکل ظاہر ہو جاتا ہے کہ فارسی اردو پر مہربان ہے۔عشق ومحبت کی داستان لکھتے وقت نیز محبوب کے اوصاف بیان کرتے ہوئے اس کی اداؤں کا ذکر کرتے وقت فارسی انداز واسالیب کا اردو شاعری میں پایا جانا خود ضرب المثل: آفتاب آمد دلیل آفتاب کے مترادف ہے۔

تعریف ،ہجو و مذمت ،طنز ومزاح ،تلمیح وتمثیل ،استعارے ،کنائے ،تشبیہات ،تلمیحات ومصطلحات اور شکوہ ءروزگار زمانہ وغیرہ جیسے فارسی موضوعات میں اردو شاعری فارسی سے مماثلت رکھتی ہے۔ان سب تفصیلات سے یہ بات بلاتمہید سمجھ لی جاتی ہے کہ اردو شاعری فارسی شاعری سے بیحد متأثر ہے ۔ بلکہ اگر یہ کہا جائے کہ اردو شاعری دراصل فارسی شاعری کے بطن سے پیدا ہوئی ہے تو مبالغہ سہی لیکن بیجا نہ ہوگا۔

---

(۱)انشاءاللہ خاں انشا،دریائے لطافت،ص:۳۰،مرتب مولوی عبدالحق ،انجمن ترقی اردو ہند،نئی دہلی،۱۹۸۸ء

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

# کتابیات


آزاد، محمد حسین ۔ آب حیات، دہلی، کتابی دنیا، ۲۰۰۸ء

اثر، فخر الدین صدیقی، اردو محاورے، کلکتہ، عثمانیہ بک ڈپو، ۱۹۷۲ء

احمد گلچیں معانی، تاریخ تذکرہ ہائے فارسی، جلد اول، تہران، انتشارات دانشگاہ، شمارہ ۱۲۳۶/۱، ۱۳۴۸

احمد گلچیں معانی، تاریخ تذکرہ ہائے فارسی، جلد دوم، تہران، انتشارات دانشگاہ، شمارہ ۱۲۳۶/۱، ۱۳۴۸

ادیب، سید مسعود حسن رضوی، ہماری شاعری، علی گڑھ، ایجوکیشنل بک ہاؤس، ۲۰۰۸ء

اشرفی، سمیع اللہ، اردو اور ہندی کے جدید مشترک اوزان (ایک تقابلی جائزہ) دہلی، جمال پرنٹنگ پریس، ۱۹۸۴ء

اشرفی، سمیع اللہ، اردو شاعری میں دوہے کی روایت، علی گڑھ، اردو بک سینٹر، ۱۹۹۰ء

اشرفی، وہاب، قطب مشتری: ایک تنقیدی جائزہ، دہلی، ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس ، ۱۹۹۵ء

اشرفی، وہاب، تفہیم البلاغت، دہلی، ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس، ۲۰۱۱ء

اعظمی، منظر، اردو میں تمثیل نگاری، نئی دہلی: انجمن ترقی اردو (ہند)، ۱۹۹۲ء

افضل، محمد افضل، بکٹ کہانی، مرتب: نورالحسن ہاشمی و مسعود حسین خان، لکھنؤ، اتر پردیش اردو اکادمی، ۱۹۸۶ء

انشا، انشاء اللہ خاں، دریائے لطافت، مرتب مولوی عبدالحق، نئی دہلی، انجمن ترقی اردو ہند، اردو گھر، ۱۹۸۸ء

انصاری، غلام مجتبیٰ، غزلیات قاسم، پٹنہ۴، بہار اردو رائٹرس سرکل، ۱۹۷۷ء

انصاری، ظ ۔ ابوالفیض سحر، خسرو شناسی، نئی دہلی، قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، ۲۰۱۰ء

باقر، آغا محمد، تاریخ نظم اردو، سن اشاعت و مطبع ندارد

بخاری، سہیل، لسانی مقالات، اسلام آباد، مقتدرہ قومی زبان، ۱۹۹۱ء

بدرالحسن، سید، صحت الفاظ، دہلی، کوہ نور پرنٹنگ پریس، ۱۹۷۷ء

بیگ، مرزا خلیل احمد [illegible] علی گڑھ [illegible] ۱۹۸۳


PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

بیگ، مرزا خلیل احمد، اردو کی لسانی تشکیل، علی گڑھ، ایجوکیشنل بک ہاؤس، ۲۰۱۰ء

بیگ، مرزا خلیل احمد، اردو زبان کی تاریخ، علی گڑھ، ایجوکیشنل بک ہاؤس، ۲۰۱۰ء

بیگم، انوری، قدیم دکنی شاعری میں مشترکہ کلچر، نئی دہلی، کتابی دنیا، ۲۰۰۳ء

بیگم، فہمیدہ، شعور زبان، بھارت آفسیٹ، دہلی، دریا گنج، ۱۹۹۰ء

پھلواروی، تمنا عمادی مجیبی، افعال مرکبہ، کراچی، مکتبہ اسلوب، ۱۹۶۱ء

تفتازانی، سعدالدین، مختصر المعانی، سہارن پور، مکتبہ اشرفیہ دیوبند (ب ت)

جابر علی سید، لسانی وعروضی مقالات، اسلام آباد، مقتدرہ قومی زبان، ۱۹۸۹ء

جالبی جمیل، تاریخ ادب اردو جلد اول، دہلی، ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس، ۲۰۱۱ء

جالبی جمیل، تاریخ ادب اردو جلد دوم، حصہ اول، دہلی، ایجوکیشنل پبلیشنگ ہاؤس، ۲۰۱۱ء

جالبی جمیل، تاریخ ادب اردو جلد دوم، حصہ دوم، دہلی، ایجوکیشنل پبلیشنگ ہاؤس، ۲۰۱۱ء

جائسی، ملک محمد، پدماوت (اردو) کانپور، مطبع نول کشور، ۱۸۷۴ء

جرجانی، عبدالقاہر، اسرار البلاغۃ، بیروت لبنان: دار المعرفۃ، ۲۰۰۲ء

جمیل، خاور، ادب، کلچر اور مسائل (مجموعہ مضامین جمیل جالبی) کراچی، رائل بک کمپنی، پاکستان، ۱۹۸۶ء

جین، گیان چند، عام لسانیات، نئی دہلی، ترقی اردو بیورو، ۱۹۸۵ء

حسین، سید احتشام، اردو ادب کی تنقیدی تاریخ، نئی دہلی، قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، ۲۰۰۹ء

حسین، سید حامد، اردو شاعری میں مستعمل تلمیحات و مصطلحات، بھوپال، پاشا پرنٹنگ پریس، ۱۹۷۷ء

حفنی، ناصف، محمد دیاب، سلطان محمد، مصطفےٰ طموم، دروس البلاغت، دہلی، احمد پبلی کیشنز، ۱۹۸۱ء

حلبی، علی بن برہان الدین، السیرۃ الحلبیۃ فی سیرۃ الأمین و المامون، جلد اول

خاں، اقتدار حسین، لسانیات کے بنیادی اصول، علی گڑھ، ایجوکیشنل بک ہاؤس، ۱۹۸۵ء

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

خاں، رشید حسن، اردو املا، نیشنل اکادمی، دہلی، دریا گنج، ۱۹۷۴ء

خاں، رشید حسن، زبان اور قواعد، نئی دہلی، ترقی اردو بورڈ، ۱۹۷۶ء

خاں، رشید حسن، زبان اور قواعد، نئی دہلی، قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، ۲۰۱۰ء

خاں، مسعود حسین، مقدمہء تاریخ زبان اردو، علی گڑھ، ایجوکیشنل بک ہاؤس، ۲۰۱۱ء

خلیق انجم، مرزا محمد رفیع سوؔدا، نئی دہلی، قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، ۲۰۰۳ء

خیام، رباعیات عمر خیام، مرتب: دکتر سید رغیب حسین، ادارہ فروغ اردو لکھنؤ، امین آباد پارک، ۱۹۶۸ء

خیام، گلبانگ خیام (مترجم: عصمت جاوید) دہلی، نیو بسمہ کتاب گھر، ۲۰۰۷ء

دلوی، عبدالستار، اردو میں لسانیاتی تحقیق، بمبئی، اورینٹل بک سیلرس، ۱۹۷۱ء

دیوان انوری جلد اول، بہ اہتمام: محمد تقی مدرس رضوی، شرکت انتشارات علمی وفرہنگی، چاپ دوم (۱۳۶۴ش)

دیوان انوری جلد دوم، بہ اہتمام: محمد تقی مدرس رضوی، شرکت انتشارات علمی وفرہنگی، چاپ دوم (۱۳۶۴ش)

دیوان حافظ، تصحیح ومقدمہ، دکتر محمد رضا جلالی نائنی، دکتر نورانی وصال، نشر نقرہ، انتشارات سخن تومان، ۲۰۰۱ء

دیوان حافظ (فالنامہء کامل) باہتمام محمد قزوینی ودکتر قاسم غنی، بہار، ناشر انتشارات چاف۔۱۳۸۴

دیوان خاقانی شیروانی، مقدمہ دکتر ضیاء الدین سجاوی، تہران، انتشارات کتاب فروشی زوار

دیوان شمس تبریز، جلد اول، مرتب: محمد رضا شفیعی کدکنی (م۔ سرشک)، تہران، انتشارات سخن، ۱۳۸۷ (۲۰۰۸ء)

دیوان شمس تبریز، جلد دوم، مرتب: محمد رضا شفیعی کدکنی (م۔ سرشک)، تہران، انتشارات سخن، ۱۳۸۷ (۲۰۰۸ء)

دیوان ظہوری، مرتب: دکتر اصغر بابا سالار، تہران، کتابخانہء موزہ ومرکز اسناد شورئ اسلامی، ۱۳۹۰ش (۲۰۱۱ء)

دیوان کامل فیض کاشانی، ہمراہ رسالہ گلزار قدس، مقدمہ وتصحیح، سید علی شفیعی، تہران، نشر چکامہ، چاپ سوم، ۱۳۷۱

دیوان ناصر خسرو، مرتب: سید حسن تقی زادہ، تہران، مؤسسہ انتشارات نگاہ، ۱۳۸۴

دہلوؔی، مرزا جان طپش، شمس البیان فی مصطلحات الہندستان (مرتب: عابد رضا بیدار) پٹنہ، خدا بخش اورینٹل لائبریری، ۱۹۷۹ء

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

رامپوری، سید احمد، خط کی کہانی تصویروں کی زبانی، حصہ اول، رامپور، رضا لائبریری، ۱۹۹۷ء

رامپوری، سید احمد، خط کی کہانی تصویروں کی زبانی، حصہ دوم، رامپور، رضا لائبریری، ۲۰۰۰ء

راہی، اعجاز، املا اور رموز اوقاف کے مسائل، اسلام آباد، مقتدرہ قومی زبان، ۱۹۸۵ء

راہی، اعجاز، قومی زبان کی ترقی میں صوبوں کا حصہ، اسلام آباد، مقتدرہ قومی زبان، ۱۹۸۵ء

زٹلی، جعفر، زٹل نامہ (کلیات جعفر زٹلی)، مرتب: رشید حسن خاں، انجمن ترقی اردو (ہند)، ۲۰۱۱ء

زریں، درخشاں، اردو لسانیات کی تاریخ، دہلی، ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس، ۲۰۱۰ء

زور، سید محی الدین قادری، مرقع سخن، حیدر آباد دکن، اعظم اسٹیم پریس، ۱۹۳۵ء

زور، سید محی الدین قادری، ہندستانی لسانیات، لکھنؤ، نسیم بک ڈپو، ۱۹۷۵ء

زیدی، شمشاد حیدر، اردو مرثیے میں ہیئت اور موضوع کے تجربات، نئی دہلی، قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، ۲۰۰۹ء

سبزواری، شوکت، اردو زبان کا ارتقا، ڈھاکہ، پاک کتاب گھر، ۱۹۵۶ء

سبزواری، شوکت، اردو قواعد، کراچی، مکتبہ اسلوب، ۱۹۸۲ء

سروری، عبدالقادر، زبان اور علم زبان، حیدر آباد، مجلس تحقیقات اردو، ۱۹۷۰ء

سندھی، میمن عبدالمجید، لسانیات پاکستان، اسلام آباد، مقتدرہ قومی زبان، ۱۹۹۲ء

شاہنامۂ فردوسی، مرتب: درویش پرورده ایران، تہران، کتابخانہ ومطبعہ بروخیم، ۱۳۱۳ش (۱۹۳۵ء)

شعر باستاں، مرتب: انوار الحسن، لکھنؤ یونیورسٹی، مئوناتھ بھنجن، مکتبہ نعیمیہ، صدر بازار، ۱۹۶۹ء

شہ میری، مظفر، اردو غزل کا استعاراتی نظام، تروپتی، معراج پبلیکیشنز، ۱۹۹۴ء

شیرانی، محمود، پنجاب میں اردو، نئی دہلی، قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، ۲۰۰۵ء

صدیقی، خلیل، زبان کیا ہے؟، دہلی، عاکف بک ڈپو، ۱۹۹۴ء

صدیقی، کمال احمد، آہنگ اور عروض، نئی دہلی، قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، ۲۰۰۸ء

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

عبدالحق، نصرتی، کراچی، انجمن ترقی اردو، ۱۹۶۱ء

عبدالحق، مولوی، مرہٹی زبان پر فارسی کا اثر، اورنگ آباد دکن، انجمن ترقی اردو، ۱۹۳۳ء

عبدالحق، مولوی، اردو صرف ونحو، دہلی، انجمن ترقی اردو، (ہند)، ۱۹۷۵ء

عبدالودود، اردو سے ہندی تک، لکھنؤ، نسیم بک ڈپو، ۱۹۷۶ء

عرشی، امتیاز علی خاں، اردو میں پشتو کا حصہ، پیشاور، شاہین برقی پریس، ۱۹۵۵ء

عزیز احمد (مترجم) فن شاعری (بوطیقا، ارسطو) نئی دہلی، انجمن ترقی اردو ہند، اردو گھر، ۲۰۰۵ء

عظیم الرحمٰن، ابجد العروض، مظفر پور (بہار) مرکزی پریس پرانی دھرم شالہ، ۲۰۰۲ء

علی جازم، مصطفٰے امین، البلاغۃ الواضحہ، سہارن پور، مکتبہ تھانوی دیوبند، ۱۹۹۱ء

فاروقی، شمس الرحمٰن، عروض، آہنگ اور بیان، نئی دہلی، قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، ۲۰۰۴ء

فاروقی، شمس الرحمٰن، شعر شور انگیز، چار جلدیں، نئی دہلی، قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، ۲۰۰۶ء

فضلی، فضل علی، کربل کتھا، مرتبین: مالک رام ومختار احمد آرزو، پٹنہ، ادارہ تحقیقات اردو، ۱۹۶۵ء

قاسمی، شریف حسن، ہندوتانی فارسی ادب، انڈو پرشین سوسائٹی، نئی دہلی، حضرت نظام الدین اولیاء، ۲۰۱۱ء

قریشی، کامل، اردو اور ہندستانی مشترکہ تہذیب، نئی دہلی، اردو اکادمی، ۲۰۰۶ء

کلیات سراج، مرتبہ عبدالقادر سروری لکچرار اردو جامعہ عثمانیہ، مجلس اشاعت دکنی مخطوطات، ۱۳۵۷ء

کلیات سودا، مرتب: شمس الدین صدیقی، لاہور، مجلس ترقی ادب، ۱۹۷۳ء

کلیات سودا، جلد دوم، مرتب: محمد حسن، نئی دہلی، قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، ۲۰۱۰ء

کلیات عراقی، از انتشارات کتب خانہ سنائی

کلیات محمد قلی قطب شاہ، مرتبہ: سیدہ جعفر، نئی دہلی، قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، ۱۹۹۸ء

کلیات میر، مرتب عبدالباری آسی، لکھنؤ، منشی نول کشور، ۱۹۴۱ء

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

کلیاتِ ولی، مرتب نورالحسن ہاشمی، نئی دہلی، قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، ۲۰۰۸ء

کنہیا لال ماتھر، طالب ہاتھرسی، آئینہ عروض وقافیہ، آگرہ، مصطفائی پریس

گورکھپوری، فراق، اردو کی عشقیہ شاعری، الہ آباد، رام نرائن لال ارن کمار (ب۔ت)

مامون، خلیل، لسان فلسفے کے آئینے میں، حیدر آباد، گولڈن آفسیٹ پریس، ۱۹۸۸ء

ماہلی، شاہد، قائم چاند پوری، حیات وخدمات، نئی دہلی، غالب انسٹی ٹیوٹ، ۲۰۱۱ء

مثنوی خسرو وشیریں وفرہاد، نظامی گنجوی، آذربائیجان، نشریات فرہنگستان علوم جمہوری شوروی سوسیالیتی

مثنوی معنوی، مقدمہ وشرح حال (استاد بدیع الزماں) فروزانفر، چاپ شقایق، چاپ ہشتم ۱۳۷۱ تیراز ۴۰۰۰ نسخہ

مثنوی کدم راؤ پدم راؤ، مرتب: وہاب اشرفی، دہلی، ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس، ۲۰۱۲ء

محمد حسن، ہندستانی رنگ، نئی دہلی، غالب اکیڈمی، ۱۹۹۳ء

محمد حسن، اردو ادب کی سماجیاتی تاریخ، نئی دہلی، قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، ۱۹۹۸ء

محمد حسن، قدیم اردو ادب کی تنقیدی تاریخ (اٹھارہویں صدی تک) لکھنؤ، اتر پردیش اردو اکادمی، ۲۰۰۵ء

محمد حسن، دہلی میں اردو شاعری کا تہذیبی وفکری پس منظر، دہلی، اردو اکادمی، ۲۰۰۹ء

مختار، شاہد، امیر خسرو شخصیت افکار وخیالات وفکر وفن، دہلی، ایجوکیشنل پبلیشنگ ہاؤس، ۲۰۰۹ء

مصباحی، محمد احمد، معین العروض، دہلی ۲، احمد پبلیکیشنز ۳۲۴۲ کوچہ تاراچند، سن اشاعت ندارد

منطق الطیر بہ خط نصیر بن حسن المکی، ایتالیا، چاپ عکسی از روئے کتابخانہ سلطنتی تورینو، ۸۵۷، ہجری وقمری

موسوی، رشید، دکن میں مرثیہ اور عزاداری، نئی دہلی، ترقی اردو بیورو، ۱۹۸۹ء

میر حسن، مثنوی سحرالبیان، مرتب: قمرالہدیٰ فریدی، علی گڑھ، ایجوکیشنل بک ہاؤس، ۲۰۱۱ء

نارنگ، گوپی چند، امیر خسرو کا ہندوی کلام، دہلی، ایجوکیشنل پبلیشنگ ہاؤس، ۱۹۹۲ء

نارنگ، گوپی چند، اردو غزل اور ہندستانی ذہن وتہذیب، نئی دہلی، قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، ۲۰۰۲ء

نارنگ، گوپی چند، [illegible] ۲۰۰۶

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

نجمی، نجم الغنی خاں، تدوین: کمال احمد صدیقی، بحر الفصاحت، جلد اول، نئی دہلی، قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، ۲۰۰۶ء

نجمی، نجم الغنی خاں، تدوین: کمال احمد صدیقی، بحر الفصاحت، جلد دوم، نئی دہلی، قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، ۲۰۰۶ء

نیشاپوری، ابراہیم عطار، خسرو نامہ (داستان خسرو و شیریں منظوم)، تہران، کتاب فروش زوار

وجہی، ملا، مثنوی قطب مشتری، مرتب: حمیرا جلیلی، نئی دہلی، ترقی اردو بیورو، ۱۹۹۲ء

ہاشمی، نصیر الدین، دکن میں اردو، نئی دہلی، قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، ۲۰۰۲ء

# رسائل

حکیم سید علی محسن خاں آبر لکھنوی ''معیار'' لکھنؤ، جلد ۱، ۲۔ شمارہ۔ ۵، ۱۲، ۱۸۹۸ء

اردو، ہندی اور ہندستانی (انتخاب رسالہ ''ہندستانی'' الہ آباد ۱۹۳۱ء) پٹنہ، خدا بخش اورینٹل پبلک لائبریری، ۱۹۹۳ء

سرور عالم راز سرور، ماہنامہ کتاب نما، نئی دہلی، شمارہ نمبر ۱، جلد نمبر ۴۷، جنوری، مارچ ۲۰۰۷ء

تحسین فراقی، پیام پاکستان، تہران جلد ۴۸ رشمارہ اول، ماہ اگست، ستمبر ۲۰۱۰ء

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

دائرہ مجتلبہ

شکل (۱)

# دا ره موتلفه

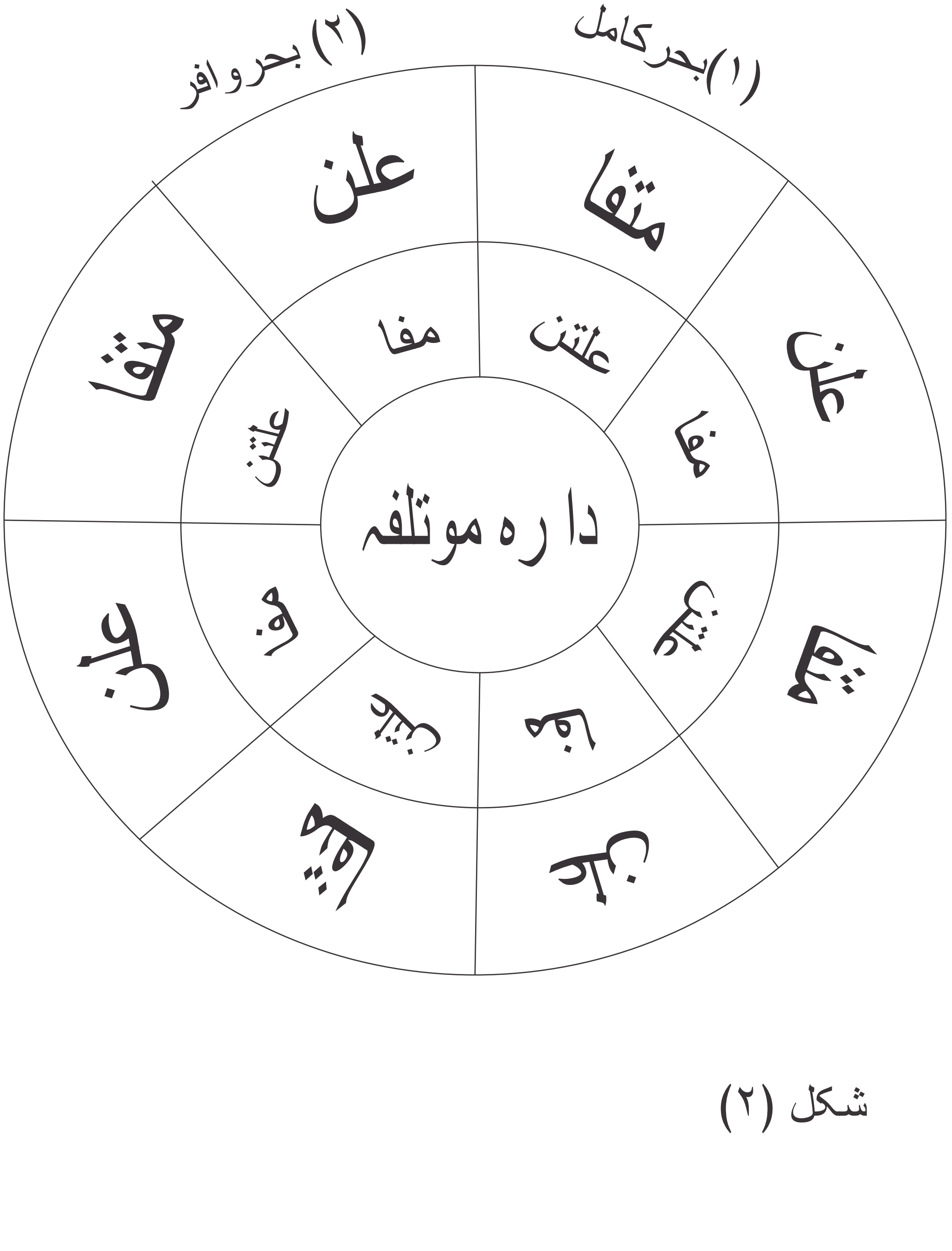


شکل (۲)

دائره مختلفه

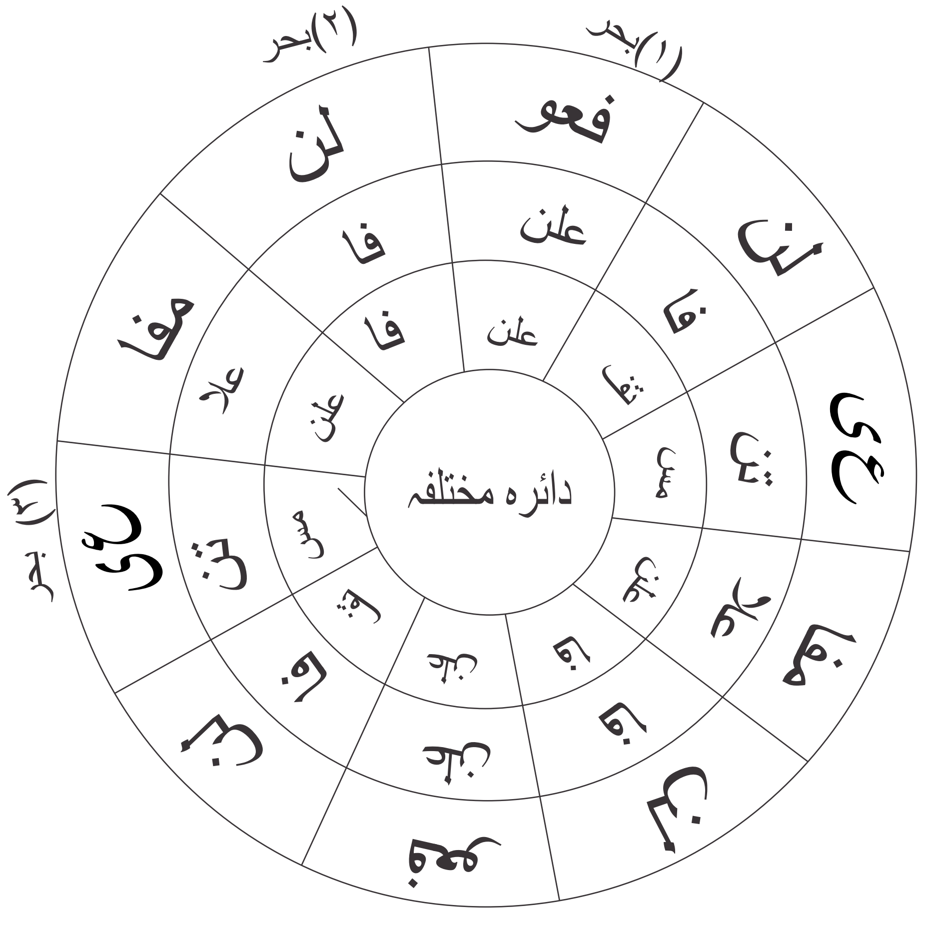


شکل (٤)

دا رہ متفقہ

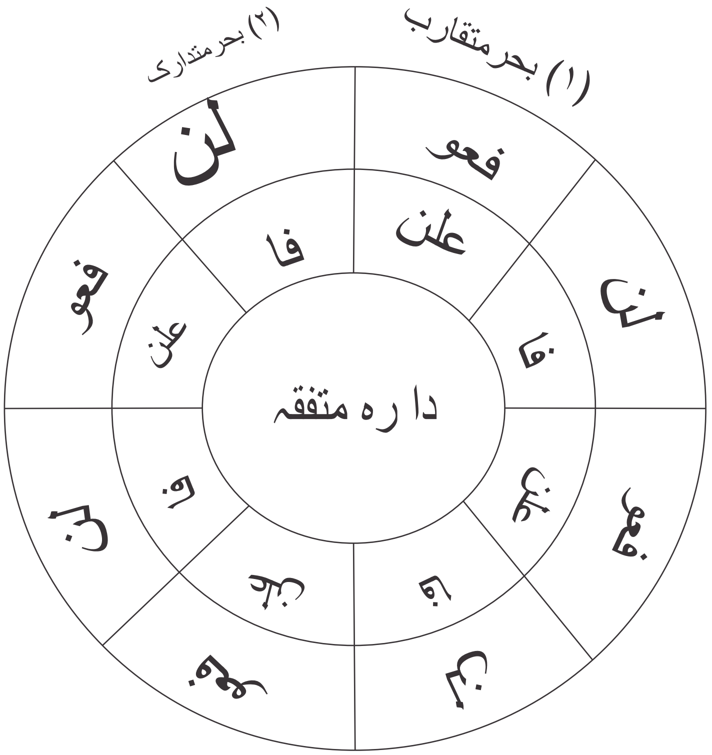


شکل (۳)

دا ره مشتبه

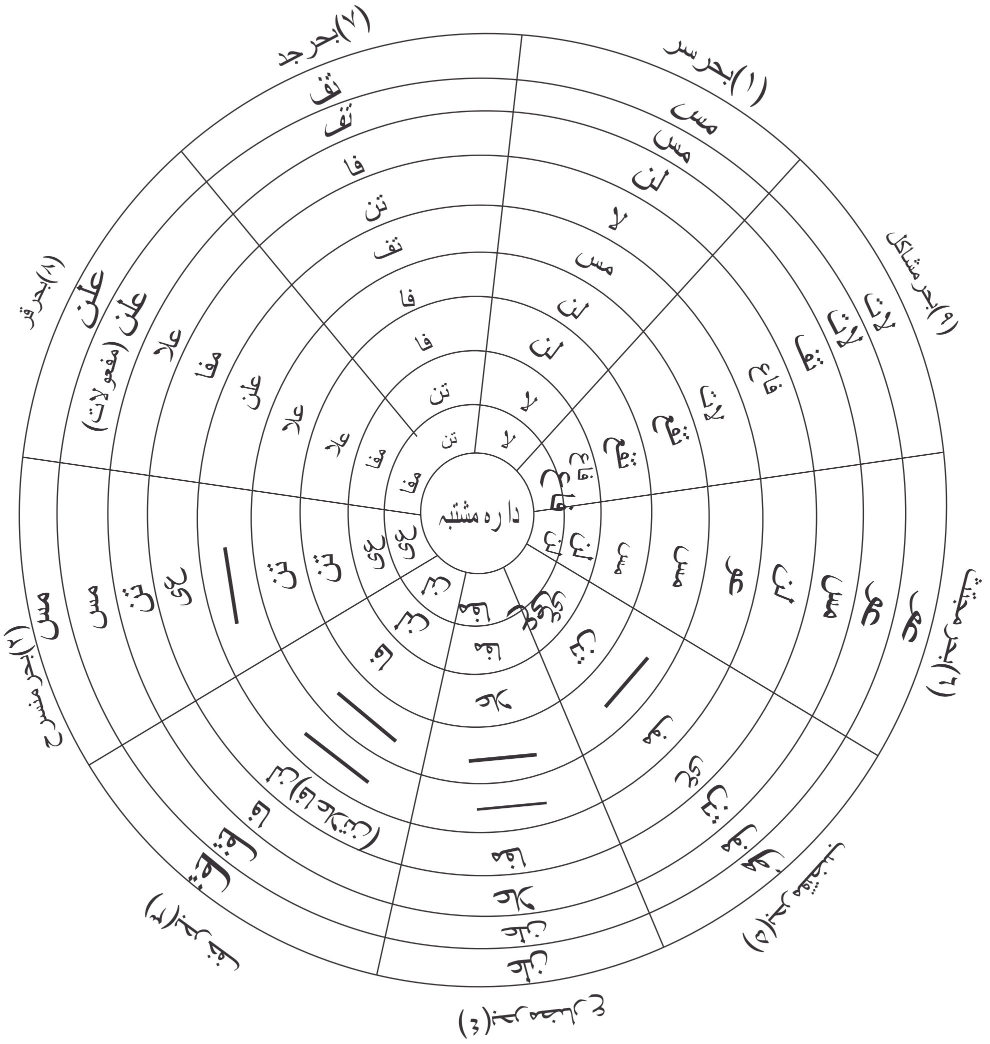


شکل (۵)

# URDU ZABAN PAR FARSI KE ASARAT IBTIDA SE ATHARAHWIN SADI TAK: URDU SHAIRI KA MUTALA

## (THE IMPACT OF PERSIAN ON URDU LANGUAGE FROM BEGINNING TO 18TH CENTURY: A STUDY OF URDU POETRY)

*Dissertation submitted to the Jawaharlal Nehru University*

*In partial fulfillment of the requirements*

*for the award of the degree*

*of*

**MASTER OF PHILOSOPHY**

*Submitted By*

**GHULAM AKHTAR**

*Supervisor*

**Dr. MAZHAR MEHDI HUSSAIN**

**Centre of Indian Languages**

**School of Language, Literature and Culture Studies**

**Jawaharlal Nehru University**

**New Delhi-110067**

**2012**